﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿...اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿...عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾(بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ: نصیر احمد قمر

جلد 25 | جمعۃ المبارک 26 رجنوری 2018ء | شمارہ 04

08 جمادی الاوّل 1439 ہجری قمری ❁ 26 رصلح 1397 ہجری شمسی

نماز ترک کرنے کا نقصان

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

’’نماز کو چھوڑنا انسان کو شرک اور کفر کے قریب کر دیتا ہے‘‘۔

(مسلم کتاب الایمان باب بیان اطلاق اسم الکفر)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

خدا تعالیٰ کسی مُرسَل کو زمین پر پیدا نہیں کرتا مگر فساد کے دفع کرنے کے لئے کہ جس نے زمین کو تباہ کر رکھا ہے۔ پس فسادوں کو غور سے دیکھو اے دانشمندو! وہ لوگ جنہیں کتاب کا علم ہے اور سعادت سے حصہ رکھتے ہیں مجھ کو قبول کرتے ہیں اور دیر نہیں لگاتے۔ جب وہ قرآن کی بیان کی ہوئی علامتیں اور خلیفہ کو دیکھتے ہیں جو خدا کی طرف بلاتا ہے تو سجدہ کرتے ہوئے اوندھے گر پڑتے ہیں اور اپنے قصوروں پر پشیمان ہوتے ہیں۔

الباب الثالث

....

’’اے قوم! یہ کیسے بُت ہیں کہ جن پر اعتکاف کئے بیٹھے ہو۔ کیا خدا کے کلام کو ترک کرتے ہو ان باتوں کے عوض میں کہ ان کی حقیقت کی شناخت نہیں کرتے۔ تم پر اور تمہاری خود تراشیدہ باتوں پر افسوس۔ وہ قول اور ان کے قائل تمہارے نزدیک ثابت نہیں ہیں اور تم وہم کی پیروی کرتے ہو۔ کیا گمان کو یقین پر اختیار کرتے ہو حالانکہ گمان حق سے مستغنی نہیں کرتا اور تم اس کے سبب سے بری نہیں ہو سکتے اور خدا نے بہ تحقیق وعدہ فرمایا ہے کہ اسی اُمّت میں سے خلیفہ مقرر ہوں گے۔ کیا تم انکار کرتے ہو۔ اور ہرگز وعدہ نہیں کیا ہے کہ تمہارا مسیح آسمان سے نازل ہووے اور اگر وعدہ کیا ہے ہمیں بھی قرآن سے دکھلاؤ اگر تم سچے ہو۔ اور خدا کا وعدہ سچا ہو چکا ہے کہ خاتم الخلفاء ہم میں سے ہوگا۔ کیا تم اس میں شک رکھتے ہو۔ پھر کونسی لڑائی بعد اس کے باقی رہ گئی۔ تمہیں کیا ہو گیا کہ ڈرتے نہیں۔ اپنی آوازوں کو قرآن پر بلند نہ کرو۔ قرآن نے فیصلہ کر دیا ہے جس میں کہ تم اختلاف کرتے تھے۔ کیا تم قرآن کے فیصلہ پر راضی نہیں ہوتے اور خدا زیادہ حق دار ہے کہ اس کا فرمودہ قبول کیا جائے اگر تم مومن ہو۔ اور خدا نے تمہارے اوّل اور آخر کو موسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ کی مانند بنایا ہے۔ کیا تم شکر کرتے ہو۔ ابتدائے سلسلہ میں تم اپنے سردار اور نبی مثیل موسیٰ کی طرف نظر کرو۔ پس مثیل عیسیٰ اس سلسلہ کے آخر میں کہاں ہے یا سلسلہ ناتمام رہ گیا اے فکر کرنے والو! کیا تم اس قوم کے فتنہ کو نہیں دیکھتے کہ ہر ایک بلندی سے دوڑتے ہیں اور تمہیں ان کے پیروں کے نیچے خدا نے ڈال دیا ہے بطور سزا کے پھر بھی رجوع نہیں کرتے۔ قریب ہے کہ تمہارا پروردگار تم پر رحم کرے افسوس کیوں نہیں سنتے۔ کیا امید رکھتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں؟ یہ تمہاری امید کبھی بھی پوری نہ ہوگی۔ کیا امید رکھتے ہو کہ خدا تعالیٰ اپنا وعدہ خلاف کرے اور تمہاری خواہشوں کی پیروی کرے۔ اے باطل پرستو! اگر خدا تعالیٰ لوگوں کی خواہشوں کی پیروی کرتا تو توحید بالکل نیست و نابود ہو جاتی اور شرک پھیل جاتا اور مشرک بہت ہو جاتے۔ اور خدا تعالیٰ کسی مُرسَل کو زمین پر پیدا نہیں کرتا مگر فساد کے دفع کرنے کے لئے کہ جس نے زمین کو تباہ کر رکھا ہے۔ پس فسادوں کو غور سے دیکھو اے دانشمندو! افسوس ان پر کہ یہ لوگ دیکھتے ہیں کہ اسلام پر کیا بلا نازل ہو رہی ہے پھر نہیں دیکھتے اور اگر ان سے سوال کیا جائے کہ ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور مسیح موعود میں ہی ہوں پھر اس نے صلیب کو ایسا توڑا کہ اس کی نظیر زمانہ گذشتہ میں پائی نہیں جاتی اور نہ آئندہ توقع ہے۔ اس کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا رکھا ہے؟ جواب دیں گے کہ اس کا نام مسیح اور ابن مریم خدا اور اس کے رسول کی زبان پر مقرر ہوا ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ وہ اِسی اُمّت میں سے ہوگا۔ کہو کہ تعریف خدا کو ہی لائق ہے جس نے حق کو ظاہر کیا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔ اے لوگو! گمراہی کے دنوں کے کمال کی طرف نگاہ کرو اور خدا کے دنوں کا کفرمت کرو اگر متقی ہو۔ کیا تم نے چاند اور سورج کا گرہن رمضان کے مہینے میں نہیں دیکھا۔ تم کیوں ہدایت نہیں پاتے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ طاعون کس طرح پھیل گیا اور موت کی کثرت ہوئی۔ پس وہ اور یہ آسمان اور زمین کی گواہیاں ہیں جیسا کہ رسولوں نے خبر دی تھی اور جو کچھ آخری زمانہ کی خبروں کے متعلق قرآن میں اس کا ذکر آیا ہے سب جمع ہو گئے ہیں۔ اب تم کیوں نہیں جاگتے۔ اور جبکہ ثابت ہو گیا ہے کہ زمانہ کا آخر ہو گیا ہے پس آخری زمانہ کا خلیفہ کہاں ہے اگر پہچانتے ہو۔ اے منکرو! ایمان لاؤ یا نہ لاؤ وہ لوگ جنہیں کتاب کا علم ہے اور سعادت سے حصہ رکھتے ہیں مجھ کو قبول کرتے ہیں اور دیر نہیں لگاتے۔ جب وہ قرآن کی بیان کی ہوئی علامتیں اور خلیفہ کو دیکھتے ہیں جو خدا کی طرف بلاتا ہے تو سجدہ کرتے ہوئے اوندھے گر پڑتے ہیں اور اپنے قصوروں پر پشیمان ہوتے ہیں۔ اور دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھیں حق کے پہچاننے پر آنسو بہاتی ہیں اور ان کے دل سکینت حاصل کرتے ہیں اور خدا کے اتارے ہوئے پر ایمان لاتے ہیں اور روتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم نے پکارنے والے کو سنا اور رہنما کو پہچان لیا۔ پس ہمارے گناہوں کو بخش دے ہم توبہ کرتے ہیں۔ اور خدا کہتا ہے کہ آج تم پر کوئی تنبیہ نہیں تمہارے گناہ بخشے جائیں گے اور معزز بندوں میں داخل ہو گے۔‘‘

(خطبہ الہامیہ مع اردو ترجمہ صفحہ 96 تا 99۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

یہ جوذیلی تنظیموں کے اجتماعات ہیں اس لئے منعقد کئے جاتے ہیں تا کہ مختلف پروگراموں میں حصہ لے کر خدّام اپنے دینی، علمی، روحانی معیاروں کو بہتر کرسکیں اور بہتر کرنے کی طرف توجہ دے سکیں اور ساتھ ہی مختلف کھیلوں کے پروگرام ترتیب دے کر اس بات کا بھی خیال رکھا جاتا ہے کہ جسم کا جوحق ہے وہ بھی ادا کیا جائے کیونکہ صحت مند جسم ہوگا تو زندگی کا جو اصل مقصد ہے یعنی عبادت، اس کا بھی حق ادا ہوسکتا ہے۔ اور پھر کھیلوں کے پروگراموں سے شائقین کی بھی اور پلیئرز (players) کی بھی ذہنی تفریح بھی ہوجاتی ہے۔ ہمیشہ یادرکھیں کہ صحت مند تفریح صحت مند جسم کے لئے ہے اور صحت مند جسم اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجاآوری کے لئے ضروری ہے۔

یہ عبادتیں ہی ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل نے تمہیں باقی تعلیمات پر عمل کرنے کے قابل بنانا ہے

ہر احمدی کی ہر خادم کی اصلاح تب ہوگی، اُس کا خدا سے تعلق تب پیدا ہوگا، دنیا کے کاروبار اور مصروفیتوں کے بُت تب ٹوٹیں گے جب آپ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے بنیں گے ورنہ اللہ اکبر کے نعرے بھی کھوکھلے ہیں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے جو دعوے ہیں وہ بھی کھوکھلے ہیں۔

ہر حالت میں سچائی پر قائم رہنے اور جھوٹ سے بچنے، سنی سنائی بات کو آگے نہ پھیلانے، مومنوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے اور فتنہ پیدا کرنے والی باتیں نہ کرنے، صلہ رحمی کرنے اور پردہ وغیرہ امور سے متعلق قرآن و حدیث کی تعلیمات اور سنّت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اہم نصائح

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے نیشنل اجتماع کے موقع پر 11 رجون 2006ء بروز اتوار سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مئی مارکیٹ Mannheim میں اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج آپ کا یہ اجتماع اس وقت اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ یہ جو ذیلی تنظیموں کے اجتماعات ہیں اس لئے منعقد کئے جاتے ہیں تا کہ مختلف پروگراموں میں حصہ لے کر خدام اپنے دینی، علمی، روحانی معیاروں کو بہتر کرسکیں اور بہتر کرنے کی طرف توجہ دے سکیں اور ساتھ ہی مختلف کھیلوں کے پروگرام ترتیب دے کر اس بات کا بھی خیال رکھا جاتا ہے کہ جسم کا جوحق ہے وہ بھی ادا کیا جائے کیونکہ صحت مند جسم ہوگا تو زندگی کا جو اصل مقصد ہے یعنی عبادت، اس کا بھی حق ادا ہوسکتا ہے۔ اور پھر کھیلوں کے پروگراموں سے شائقین کی بھی اور پلیئرز (players) کی بھی ذہنی تفریح بھی ہوجاتی ہے۔ اس لئے ہماری کھیلوں کے پروگراموں میں یہ مقصد اصل میں مدنظر ہوتا ہے۔ ہارنے یا جیتنے پر ان لوگوں کی طرح کے ردّعمل ظاہر نہیں ہوتے جو کھیل کو اپنی اَنا اور زندگی اور موت کا سوال بنا لیتے ہیں اور پھر ہارنے جیتنے پر بعض اوقات ٹیموں کی آپس میں لڑائیاں بھی ہوجاتی ہیں اور بعض ریفری کے فیصلوں پر بھی لڑائیاں ہوجاتی ہیں۔ ایک دوسرے کی ٹیم کے کھلاڑیوں کو شدید نقصان پہنچایا جاتا ہے یا اس کی کوشش کی جاتی ہے۔ پھر شائقین بھی جو جس ٹیم کی طرف ہوتے ہیں ہارنے جیتنے پر نعرہ بازی کرتے ہوئے ایک دوسرے سے الجھ جاتے ہیں۔ گراؤنڈز میں آجاتے ہیں۔ سر پھٹول ہونی شروع ہوجاتی ہے۔ تو کھیل میں یہ لغو حرکات اور لغویات جو ہیں یہ ہماری روایات میں نہیں ہیں اور کبھی بھی نہیں رہیں۔ ہم تو صحت مند جسم کے لئے صحت مند تفریح کرتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ یہ کوشش کی جاتی ہے کہ کھیلیں اس مقصد کے لئے ہوں اور اسی لئے ہماری گیمز میں سپورٹس مَین سپرٹ (Sportsman Spirit) کا اعلیٰ مظاہرہ ہوتا ہے اور نظر آنا چاہئے۔ یہی وسیع حوصلگی اور کھیل کو کھیل کی طرح سمجھنا یہی اصل مقصد ہے کہ کھیل بھی کھیلی جائے اور جسم کا حق بھی ادا کیا جائے اور یہی انسان کا اصل مقصد ہے کہ اس سے اس کو جماعت کے لئے کارآمد وجود بنایا جائے۔ عبادت کے لئے کارآمد وجود بنایا جائے۔ اس لئے ہمارے ہاں اگر کوئی ایسی حرکت ہوجائے کہ کسی نے کھیل میں نامناسب رویہ اختیار کیا ہو تو بڑی سخت سزا بھی دی جاتی ہے۔ مَیں نئے نئے نوجوانوں کو یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیشہ ذہن میں یہ بات رکھیں کہ اُن کا جو مقصد ہے وہ ان کے مدّنظر ہونا چاہئے۔ جوانی کے جوش میں کبھی اپنی روایات کو بھول نہ جائیں۔ اور ہمیشہ یادرکھیں کہ صحت مند تفریح صحت مند جسم کے لئے ہے اور صحت مند جسم اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجاآوری کے لئے ضروری ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاں مختلف طبقات کی تربیت کی طرف توجہ کی اور ہر پہلو سے ان کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا وہاں خدام الاحمدیہ کی بھی رہنمائی فرمائی۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ ''قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی''۔ (خطباتِ محمود جلد 19 صفحہ 194 خطبہ بیان فرمودہ یکم اپریل 1938ء) اسی لئے آپ نے خدام کی روحانی اخلاقی اور دینی تربیت کے ساتھ ساتھ جسمانی طور پر بھی فٹ رکھنے کے لئے ان کو پروگرام دیئے۔ دنیا میں ہر جگہ خدام الاحمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے اجتماعوں میں ایسے پروگرام بناتی ہے۔ اطفال کے لئے بھی پروگرام بنتے ہیں تا کہ ہمارے بچے بھی ہر لحاظ سے تربیت یافتہ ہو کر نوجوانی کی عمر کو پہنچیں اور نوجوان بھی صحیح طور پر تربیت حاصل کر کے اپنے نفس کے جذبات کو، اپنے نفس کو کنٹرول میں رکھیں اور اس طرح اپنے ذہنوں کو مزید جلا بخشیں اور اپنی سوچوں کو گہرا اور بالغ کرنے کی کوشش کریں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنے پیدا کرنے والے خدا کی پہچان کرسکیں۔ اور یہی راز تھا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خدام کو یہ نعرہ دینے کا کہ ''قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی''۔ کہ نوجوان اپنی تربیت کر کے اپنے آپ کو اتنا صیقل کرلیں اتنا چمکا لیں کہ ہر خادم ہر احمدی نوجوان احمدیت کا ایک چمکتا ستارہ بن جائے اور پھر آگے جماعت کی ذمہ واریاں سنبھالنے کے قابل ہوسکے۔

پس یہ کھیلوں کے پروگرام یا علمی پروگراموں کے مقابلے اس لئے نہیں ہوتے کہ آپ مقابلے کے لئے تھوڑی بہت تیاری کرلیں اور مقابلہ جیت کر انعام لے لیں اور بعد میں نعرہ لگ جائے کہ فلاں ریجن زندہ باد اور فلاں ریجن زندہ باد۔ بلکہ یہ مقابلے اس لئے ہیں کہ یہ جو کھیلیں ہیں یہ آپ میں صحت مند تفریح کا احساس پیدا کریں اور نوجوان گھر میں بیٹھ کر ٹی وی پر فلمیں دیکھنے کی بجائے یا دوسری لغویات میں مصروف ہونے کی بجائے اپنی صحت کا خیال رکھیں تا کہ ان کے صحت مند جسم سے جماعت فائدہ اٹھا سکے۔

اور اسی طرح علمی مقابلے ہیں۔ وہ بھی اس لئے کئے جاتے ہیں کہ آپ کے ذہنوں میں علم کی جاگ لگائی جائے۔ قرآن کریم میں سے مختلف مقابلے کروا کر آپ کو اس قابل بنایا جاتا ہے کہ اس روحانی مائدہ سے، اس روحانی غذا سے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اتاری ہے آپ اس پر غور کریں اور اس کے علم کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اس طرف مزید توجہ دیں۔ کیونکہ آج یہی ایک کتاب اور شریعت ہے جس کے احکامات پر عمل کر کے ہم اپنی اصلاح کرسکتے ہیں اور اصلاح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرسکتے ہیں جو ایک عقل مند انسان، ایک مومن انسان کی زندگی کا مقصد ہونا چاہئے۔ اور پھر ان احکامات پر عمل کے طریقے کیا ہیں؟ کس طرح ان پر عمل کرنا ہے؟ کیا معیار ہیں جو حاصل کرنے ہیں؟ اس کے لئے ہمارے سامنے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اُسوہ پیش فرمایا اور جس کے بارے میں ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرما دیا کہ اگر اپنی اصلاح چاہتے ہو، اگر ملک و قوم کا نام روشن کرنا چاہتے ہو، اگر جماعت کی نیک نامی چاہتے ہو، اگر اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہو تو میری یہ تعلیم جو قرآن کریم میں دی گئی ہے اس پر عمل کرنے کے طریقے اور سلیقے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت سے حاصل کرو کیونکہ یہ تمام ترقیات اب میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سب سے بڑا اور پہلا نمونہ ہمارے سامنے قائم فرمایا وہ عبادتوں کے اعلیٰ معیار کا ہے۔ کیونکہ یہ عبادتیں ہی ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل نے تمہیں باقی تعلیمات پر عمل کرنے کے قابل بنانا ہے۔ اور آپ کی عبادتوں کے معیار کیا تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے ہی نوجوانی کی عمر میں بھی کس طرح غار حرا میں جا کر عبادت کیا کرتے تھے کئی کئی دن وہاں رہتے تھے اور عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ اسی لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ جو نعرہ یہاں لکھا ہوا ہے کہ اصل میں تو جوانی کی عمر ہی وہ زمانہ ہے جس میں تہجد، دعا اور ذکر الٰہی کی طاقت ہوتی ہے۔ پس اس زمانے سے فائدہ اٹھانا چاہئے بجائے اس کے کہ اس کو لغویات میں ضائع کیا جائے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کی نبوت پر فائز ہونے کے بعد تو ایسی حالت تھی کہ ان کو الفاظ میں بیان ہی نہیں کیا جا سکتا۔ تبھی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا تھا جب آپ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت اور نوافل کے بارے میں کسی نے پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ وہ اتنی لمبی اور پیاری اور حسین ہوا کرتی تھیں کہ اس نماز کی لمبائی اور حسن و خوبی کے متعلق مت پوچھو۔ (صحیح البخاری کتاب التھجد باب قیام النبیؐ باللیل فی رمضان وغیرہ حدیث 1147) یعنی وہ چیز الفاظ میں بیان نہیں ہوسکتی۔ اور یہ تھا نمونہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا کہ میں نے جنّ و اِنس کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس کے بعد کس طرح ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس مقصد کے لئے انسان کو پیدا کیا ہے انسان کامل اس سے لمحہ بھر بھی غافل رہتا یا ادھر ادھر ہوتا۔ آپ کے اس طرح اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے ذکر میں ہر وقت ڈوبے رہنے کی تعریف اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں فرمائی ہے۔ آپ سے یہ اعلان کروایا ہے کہ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الانعام:163)۔ تو کہہ دے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

پس یہ اعلان کروا کر ایک معیار اور نمونہ ہمارے سامنے رکھ دیا کہ جس کو تم نبی مانتے ہو جس کو نبی ماننے کا تمہارا دعویٰ ہے اس کی تو یہ حالت ہے۔ تم بھی اپنا سب کچھ اللہ کی خاطر کرنے کی کوشش کرو۔ اللہ کو ہی اپنا رب سمجھو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے اور یہاں تک پہنچایا ہے۔ اگر ہر ایک اپنی پہلی حالت پر غور کرے اور پھر دیکھے کہ ہمارے رب کے ہمارے پر کتنے احسانات ہیں تو اس کے احسانوں کے آگے جھکتے چلے جائیں گے اور پھر ہماری عبادتیں بھی خالص اللہ کے لئے ہوجائیں گی۔ ورنہ اگر دنیا کی چیزوں کو، اپنے کاروبار کو ربّ سمجھتے رہے اور اپنی نمازوں کی حفاظت نہ کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ نماز کو چھوڑنا انسان کو شرک اور کفر کے قریب کر دیتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلوٰۃ حدیث 246)

پس ہر احمدی کی، ہر خادم کی اصلاح تب ہوگی، اُس کا خدا سے تعلق تب پیدا ہوگا، دنیا کے کاروبار اور مصروفیتوں کے بُت تب ٹوٹیں گے جب آپ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے بنیں گے ورنہ اللہ اکبر کے نعرے بھی کھوکھلے ہیں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے جو دعوے ہیں وہ بھی کھوکھلے ہیں۔ ہر احمدی کو چاہئے کہ اس کی حفاظت کی کوشش کرے۔ ہر خادم کو چاہئے کہ اس کی حفاظت کی کوشش کرے اور پہلے سے بڑھ کر اپنے نمازوں کے معیار کو بڑھائیں۔

پھر سچائی ہے ہر حالت میں سچائی پر قائم رہنا ہے۔ اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ کیا تھا؟ آپ کی سچائی کا معیار کیا تھا؟ وہ بلند مقام تھا کہ ابو جہل جو بدترین دشمن تھا، جو آپ کا سب سے بڑا دشمن تھا،

اس نے بھی یہ گواہی دی کہ ہم تمہیں جھوٹا نہیں کہتے (سنن الترمذی ابواب تفسیر القرآن باب ومن سورۃ الانعام حدیث 3064) اور نہ کہہ سکتے ہیں کیونکہ آج تک ہم نے آپ کی ذات میں جھوٹ نہیں دیکھا۔ لیکن جس کو اللہ ہدایت نہ دے اس کو تو پھر کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور نہ وہ ہدایت پا سکتا ہے۔ یہ کہنے کے باوجود کہ کبھی جھوٹ نہیں دیکھا اس نے یہی کہا کہ ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے۔ تمہاری سچائی کے قائل ہونے کے باوجود ہم یہ ماننے کو تیار نہیں کہ آپ جو تعلیم لے کر آئے ہیں وہ سچی ہے۔ اس کو ہم جھوٹا ہی کہیں گے اور کبھی نہیں مانیں گے اور اسی لئے اس کا بدانجام بھی ہوا۔ اسی طرح اَور بہت سے واقعات ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ دشمن بھی ہمیشہ نبوت کے دعویٰ سے پہلے بھی اور بعد میں بھی آپ کی سچائی کے قائل رہے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ماننے والوں کے سچائی کے معیار کیا دیکھنا چاہتے تھے؟ اس بارے میں ایک روایت بیان کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے گناہ یہ ہیں۔ اللہ کا شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی کو ناحق قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔ (صحیح البخاری کتاب الشہادات باب ما قیل فی شہادۃ الزور حدیث 2653) اور ایک روایت میں آپ نے فرمایا جھوٹی قسم کھانا جس کے ذریعہ سے انسان کسی مسلمان کا حق مارے یہ سب سے بڑا گناہ ہے۔ (صحیح البخاری کتاب استتابۃ المرتدین والمعاندین وقتالھم باب اثم من اشرک باللہ... الخ حدیث 6920)

اب یہ دیکھیں آجکل بعض لوگ اپنا ناجائز طور پر حق لینے کے لئے یا کسی کا حق مارنے کے لئے، کسی دوسرے کو نقصان پہنچانے کے لئے غلط بیانی کر جاتے ہیں۔ بعض دفعہ بعض احمدی بھی کر جاتے ہیں چاہے اِکّا دُکّا ہی کیس ہوں۔ آپ نوجوان اور بچے اس بات کو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کو شرک کے برابر قرار دیا ہے۔ اس لئے ہمیشہ سچائی پر قائم ہوں اور سچ بولیں۔ اور سچائی کا جو وصف ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں اس حد تک پیدا کرنا چاہتے تھے کہ آپ نے ایک دفعہ ایک عورت کو اپنے بچے کو اپنے پاس یہ کہہ کر بلانے پر کہ ادھر آؤ مَیں تمہیں ایک چیز دوں گی۔ فرمایا کہ اگر تم اس کو کوئی چیز نہ دیتی تو یہ جھوٹ بولنے والی بات تھی (سنن ابی داؤد کتاب الآداب باب فی التشدید فی الکذب حدیث 4991) اور پھر اس طرح بچہ بھی جھوٹ سیکھتا ہے۔

پس آپ جو نوجوان ہیں ہمیشہ یاد رکھیں کہ ذرا سی بھی غلط بیانی اگر خود کرتے ہیں یا جن کے چھوٹے بچے ہیں وہ اپنے بچوں کے سامنے کریں گے تو جھوٹ سکھانے والے بن جائیں گے۔

پھر ایک بیماری ہے کہ زبان کے چسکے کے لئے، مزے لینے کے لئے ہر سنی سنائی بات مجلسوں میں یا اپنے دوستوں میں بیان کرنے لگ جاتے ہیں کہ فلاں شخص نے یہ بات کی تھی۔ فلاں عہدیدار نے یہ بات کی تھی اور اس کی اور فلاں قائد کی یا مہتمم کی یا فلاں ریجنل امیر کی بڑی آجکل ٹھنی رہتی ہے۔ حالانکہ بات کچھ بھی نہیں ہوتی۔ سوائے اس کے کہ اس سے فتنہ پیدا ہو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ دوسرے شخص کی یا اشخاص کی جن کے متعلق باتیں کی جا رہی ہیں صرف بدنامی ہو رہی ہوتی ہے۔ اس بیہودگی کو روکنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات لوگوں میں بیان کرتا پھرے۔ (صحیح مسلم مقدمہ الکتاب لامام مسلم باب النھی عن الحدیث بکل ما سمع حدیث 7)

پھر ایک بیماری ہے کسی بات کو دو آدمیوں کے درمیان اس طرح بیان کرنا جس سے دو مومنوں کے درمیان رنجش پیدا ہو یا پیدا ہونے کا خطرہ ہو۔ اور کئی دفعہ ایسے واقعات ہوتے ہیں جس سے ایک شخص اپنی بدفطرتی کی وجہ سے دو خاندانوں میں پھوٹ ڈال دیتا ہے، فتنہ پیدا کر دیتا ہے۔ پہلے کہا جاتا تھا کہ عورتیں ایسی باتیں کرتی ہیں لیکن اب تو مردوں میں بھی یہ بیہودگی اور لغویات پیدا ہو چکی ہیں۔ بعض میں تو بہت زیادہ ہے جس سے دو خاندانوں کے تعلقات ختم ہو جاتے ہیں۔ لیکن اب تو اس حد تک یہ بڑھ چکی ہے کہ بعض دفعہ فکر پیدا ہو جاتی ہے۔ میاں بیوی میں پھوٹ ڈال دی جاتی ہے۔ تو ایسے فتنے پیدا کرنے والے شخص کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ آدمی بدترین ہے جس کے دو منہ ہوں۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والآدب باب ذم ذی الوجھین وتحریم فعلہ حدیث 6630) یعنی ایک کے پاس جا کے کوئی بات کی۔ دوسرے کے پاس جا کے کچھ بات کی تا کہ فتنہ پیدا ہو اور ایسا شخص بڑا منافق اور چغل خور ہے۔

پس ہمیشہ ایسی باتوں سے بچنا چاہئے۔ یہی عمر ہے بچوں کی بھی، نوجوانوں کی بھی جو جوانی میں داخل ہو رہے ہیں۔ ان کی بھی اور جو نوجوا بھی ان ہیں ان کی بھی کہ اس عمر میں برائیوں سے بچنے کی اپنے آپ کو جتنی عادت ڈال لیں گے اتنی زیادہ اصلاح کی طرف قدم بڑھتا چلا جائے گا۔ ہماری اصلاح کے لئے جو حکم ہے کہ نیکیوں میں آگے بڑھو اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اور صحابہ اپنی اصلاح کے لئے ہر وقت انسان کامل صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکیوں میں آگے بڑھنے کے راستے پوچھا کرتے تھے۔ جو بہت قریب رہنے والے تھے وہ تو آپ کے عمل کو دیکھ کر اپنی اصلاح کر لیا کرتے تھے جو زیادہ قریب نہیں ہوتے تھے۔ وہ جب مجلس میں آتے تھے تو آ کر آپ سے سوال پوچھا کرتے تھے۔

ایک دفعہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور عرض کی کہ مجھے کوئی ایسا گر بتائیں جو سیدھا مجھے جنت میں لے جائے۔ (یہ نہیں تھا کہ مجھے کوئی ایسا گر بتائیں جس سے میری مالی حالت بہتر ہو جائے یا میرے خاندان کا وقار بلند ہو جائے۔ فکر تھی تو اپنی عاقبت کی۔) آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ نماز باجماعت پڑھو۔ زکوۃ دو اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو اور حسن سلوک کرو۔ (صحیح البخاری کتاب الأدب باب فضل صلۃ الرحم حدیث 5983)

اب رشتہ داروں سے صلہ رحمی اور حسن سلوک میں تمام رشتے آ جاتے ہیں۔ بعض نوجوان شادیوں کے بعد اپنی بیویوں یا ان کے ماں باپ یا بہن بھائی سے حسن سلوک نہیں کرتے۔ بعض لڑکوں کے ماں باپ کی طرف سے پابندیاں لگ جاتی ہیں۔ تو ایسے نوجوانوں کو اپنے ماں باپ کو بھی سمجھانا چاہئے کہ اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس کام کے کرنے سے جنت کی بشارت دے رہے ہیں آپ ہمیں اس سے روک رہے ہیں۔ تو جہاں اللہ اور رسول کے حکموں پر صحیح عمل نہ ہو رہا ہو وہاں ادب کے دائرے میں رہ کر بڑوں کو سمجھانا بھی ضروری ہے اور سمجھانے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔ اللہ کی رضا کی خاطر اور دعا کر کے جب آپ اپنے حالات کو بہتر بنانے کے لئے اس طرح سمجھائیں گے تو اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرمائے گا۔ باتیں تو بہت سی ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے پیش فرمائی ہیں، جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ حکم دیا ہے اور جن کو چھوڑنے کی ہمیں تلقین فرمائی ہے اور ان اوامر و نواہی کے جو اعلیٰ نمونے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی قائم فرمائے اور مختلف وقتوں میں صحابہ کو بھی نصیحت فرمائی اور فرمایا کرتے تھے کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا لیکن یہ سب تو اس وقت بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔

آپ میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ قرآن کریم کو پڑھیں۔ ان احکامات کو سمجھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے ان کے نمونے دیکھیں۔ آپ نے اپنی مجالس میں اپنے ماننے والوں کو جو بتایا ہے اس کو سنیں اور پڑھیں اور زندگیوں کا حصہ بنائیں۔ درسوں میں، تقریروں میں، خطبات میں جو مختلف نصائح سنتے ہیں اور یہاں اجتماع پہ بھی آپ اس لئے اکٹھے ہوئے تھے کہ علمی اور روحانی پیاس بجھانے کی کوشش کریں ان پر بھی عمل کرنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ انسانی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس سے ایک مومن کی زندگی کی اصلاح ہو سکتی ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس کو بیان نہ فرمایا ہو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں ہمارے سامنے اس کی وضاحت نہ فرمائی ہو۔ اگر ہم اتنا کچھ میسر آنے کے بعد بھی اس پر عمل نہ کریں تو یہ ہماری بدقسمتی ہوگی۔

ایک بات اَور ہے جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جس کا تعلق گو کہ براہ راست عورتوں سے ہے لیکن مرد بھی اپنے کسی کمپلیکس یا کمزوری کی وجہ سے اس میں حصہ دار بن رہے ہیں۔ اور وہ ہے پردہ۔

پردے کا، نظر کا پردہ کرنے کا حکم ویسے تو عورت مرد دونوں کو ہے۔ لیکن عورت کے لئے کچھ اس سے زائد بھی ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا پردہ کا تعلق براہ راست عورت کے ساتھ ہے لیکن مردوں کا تعلق اس طرح بنتا ہے کہ جب بہت ساری بچیاں بیاہ کر یہاں آتی ہیں۔ کچھ تو پیدا ہی یہاں ہوئی ہیں، پلی بڑھی ہیں اور بیاہ کر یہیں دوسرے گھروں میں جاتی ہیں۔ ان کے پردوں کے بارے میں تو ان کے ماں باپ کو چاہئے تھا کہ جب ان کے گھروں میں تھیں تو ان کی صحیح تربیت کرتے اور پردے کی اہمیت کے بارے میں بتاتے۔ لیکن اب شادی کے بعد حجاب اور اسلامی پردے کی پابندی کے بارے میں خاوندوں کا فرض ہے کہ انہیں پیار سے سمجھائیں تا کہ وہ اس حکم کی تعمیل کرنے والی ہوں۔ لیکن جو میں نے پہلے کہا تھا کہ پاکستان سے بیاہ کر آنے والی یا ہندوستان سے بیاہ کر آنے والی وہاں تو وہ برقع پہنتی آئی ہیں لیکن یہاں آ کر ان کے برقعے اتر جاتے ہیں اور پردہ بھی نام کا ہی رہ جاتا ہے۔ صرف گلے میں ایک ہلکا سا دوپٹہ رہ جاتا ہے۔ اور عموماً پتا کرنے پر یہی راز کھلتا ہے کہ اصل میں مردوں کی عقل پہ پردہ پڑا ہوا ہے اور اس وجہ سے یہ حال ہوا ہے۔ پتا نہیں لڑکوں کو، نوجوانوں کو یا مردوں کو اس کا کیا کمپلیکس ہے۔

یہ بھی شکایات ملتی ہیں کہ مرد اور نوجوان لڑکیوں کو کہتے ہیں، اپنی بیویوں کو کہتے ہیں کہ اگر باہر ہمارے ساتھ جانا ہے تو پھر نقاب اتار کر چلو۔ سکارف باندھ لو یا دوپٹہ لے لو۔ چادر کی حد تک بھی مناسب ہوتا ہے۔ لیکن حجاب، دوپٹہ تو آہستہ آہستہ بالکل ہی ختم ہو جاتا ہے۔ لوگ کیا کہیں گے کہ بڑا بیک ورڈ (backward) آدمی ہے۔ ایسا بیک ورڈ ہونے پر تو آپ کو فخر ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک حکم کی تعمیل کرنے والے بن رہے ہیں۔ اور اگر لڑکیاں یہاں آ کر خود بھی یہ پردے اتارتی ہیں تو لڑکوں کا، مردوں کا کام ہے کہ ان کو کہیں کہ پردے کی پابندی کرو۔ بہت سے دوسرے کام تو زبردستی کروا رہے ہوتے ہیں۔ عورتوں پر، بچیوں پر غلط قسم کی سختیاں کر رہے ہوتے ہیں لیکن اگر اسلامی تعلیم پر عمل کروانے کے لئے بھی سختی کر دیں گے تو اس کا تو ثواب ہی مل رہا ہوگا۔

مختلف جگہوں پہ پردہ کے معیار ہیں۔ ایک نو احمدی لڑکی یا بچی ہے جو پہلے مسلمان نہیں ہے اور عیسائیت سے احمدی ہوئی ہے وہ اگر حجاب لیتی ہے، سکارف باندھتی ہے، کھلا کوٹ پہنتی ہے تو وہ اس کے لئے پردہ ہے۔ لیکن پردہ کے معیار تو آہستہ آہستہ بڑھنے چاہئیں جس طرح ایمان بڑھتا ہے نہ یہ کہ جو پہلے پردہ کے بڑھے ہوئے معیار تھے وہ کم ہونے شروع ہو جائیں۔ بہرحال مَیں یہ کہہ رہا تھا کہ اَور معاملوں میں جو سختی کرتے ہیں تو یہاں بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن سختی سے میرا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ چلو جی ہمیں تو اجازت مل گئی ہے اور اس بات پر اپنی بیویوں کو مارنا پیٹنا شروع کر دیں۔ تو بعضوں کا یہ حال بھی شروع ہو جاتا ہے کہ چلو اب ہمیں چھٹی مل گئی ہے۔ یہ مارنا پیٹنا تو ویسے ہی منع ہے۔ اس لئے اس کے بہانے کبھی تلاش نہ کریں اور اصلاح کی وہ کوشش کریں جو اصلاح کا اصل مقصد ہے۔ اور اصلاح پیار اور محبت سے ہی ہوتی ہے۔ کیونکہ بعض دفعہ یہ ناجائز قسم کی جو سختیاں شروع ہو جاتی ہیں اور مارنا پیٹنا جو ہے اس سے اولادیں برباد ہو رہی ہوتی ہیں۔ اس لئے اپنی اولادوں کا بھی خیال رکھیں۔ یہ بچے آپ کے بچے نہیں، جماعت کے بھی بچے ہیں۔ اس لئے اس لحاظ سے بھی ان کی تربیت کرنی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی ہر قسم کی ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ لوگ اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے جو اس زمانے کے امام کے ساتھ ہر ایک احمدی نے کیا ہے حقیقی معنوں میں ہر رنگ میں اپنی اصلاح کرتے ہوئے اپنے پیدا کرنے والے خدا سے تعلق جوڑنے والے ہوں اور اس کے حقیقی عبد بننے والے ہوں۔

شروع میں صحت جسمانی کی بات ہو رہی تھی جو مَیں نے کی تھی۔ اب ضمناً آخر میں مَیں کہنا چاہتا ہوں کہ آج کی یہ رسّہ کشی میں نے ان سے زبردستی کروائی۔ اس سے یہ پتا لگ گیا کہ مرکزی عاملہ کی صحت بہت کمزور ہے۔ اس لئے ان کو اپنی صحت کا خیال رکھنا چاہئے کیونکہ ان کے سپرد زیادہ ذمہ واریاں ہیں۔ اور خدام الاحمدیہ کی ایک بات پہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بھی ہوں اور ان کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ خدام الاحمدیہ نے سو مساجد کے لئے ایک اعشاریہ ایک ملین کا جو وعدہ کیا تھا وہ انہوں نے تقریباً پورا کر دیا ہے۔ الحمد للہ۔ پہلے چند ہزار کی کمی تھی لیکن ابھی جو latest رپورٹ انہوں نے دی ہے اس کے مطابق جو وعدہ کیا تھا اس سے بڑھ گئے ہیں۔ الحمد للہ۔

دوسرے طبائع چونکہ مختلف ہوتی ہیں اور بعض ذہنوں میں خیال آ جاتا ہے اس لئے میں ایک وضاحت کر دوں کہ خدام الاحمدیہ نے سٹوڈنٹس کے لئے سرٹیفکیٹ ایشو کرنے کا ایک پروگرام رکھا تھا لیکن اصل میں ہمارا ایک نظام ہے۔ اور یہ جو مرکزی جماعتی نظام ہے اس کے زیر انتظام ہونا چاہئے۔ اس لئے میں نے اس کو روک دیا تھا۔ پہلے میرا خیال تھا کہ شاید جماعت کے سیکرٹری تعلیم کی طرف سے یہ ہو رہا ہے۔ لیکن بعد میں جب وضاحت ہوئی تو مجھے پتا لگا کہ یہ خدام الاحمدیہ کی طرف سے ہو رہا ہے تو جماعت میں جو نظام ہے ہر نظام کو اس کا پابند رہنا چاہئے۔ اس لئے مختلف مضامین میں اچھی کارکردگی دکھانے والے یونیورسٹیوں اور کالجز کے جو سٹوڈنٹس تھے ان کو آج یہاں جو سرٹیفکیٹ ایشو ہونے تھے ان کو مَیں نے ختم کر دیا ہے کہ وہ جلسے پر دیں۔ اس کے لئے مَیں نے امیر صاحب کو بتا دیا ہے کہ انتظام یہ ہوگا کہ جس طرح ہمیشہ جلسے پر وہ سرٹیفکیٹ دیئے جاتے ہیں وہ دیئے جائیں گے اور اس دفعہ ہو سکتا ہے کہ جرمنی کے جلسے پر میں شاید نہ آؤں کسی اور ملک میں جانا پڑ رہا ہے یا پڑے تو اس صورت میں پھر وہ سرٹیفکیٹ اور میڈلز جو ہیں وہ امیر صاحب دے دیں گے۔ یا اگر سٹوڈنٹس چاہتے ہوں کہ انہوں نے میرے ہاتھ سے ہی لینے ہیں تو پھر وہ اگلے وزٹ تک انتظار کریں گے۔ آئندہ مل جائیں گے۔ اب دعا کریں۔ (دعا)

لبرل ڈیموکریٹس (Liberal Democrats) یُوکے کے لیڈر Sir Vince Cable کی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات

(پریس ڈیسک) اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام ہر طبقہ کے لوگوں کی دلچسپی کا باعث بن رہا ہے۔

5؍جنوری 2018ء کو لبرل ڈیموکریٹس کے لیڈر Sir Vince Cable نے امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے لئے مسجد بیت الفتوح کا وِزٹ کیا۔ Sir Edward Davey MP بھی اس ملاقات میں موجود تھے۔ جمعہ کی ادائیگی کے بعد اس ملاقات میں حضور انور نے یمن

ہَوا دی جا رہی ہے۔

Sir Vince Cable نے حضور انور سے سوال کیا کہ کیا حضور کوئی پیغام یا کوئی theme دینا چاہتے ہیں جس پر سیاستدانوں کو زیادہ توجہ کرنی چاہئے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"میرا پیغام ہمیشہ ایک ہی ہوتا ہے کہ ہر حال میں ہم سب کو مل کر سب کی بھلائی اور امن کے لئے پیار، رحم دلی اور انصاف کے ساتھ کام کرنا چاہئے۔ یہ ہمارے زمانہ کا ایک بہت بڑا چیلنج ہے اور ہم اس چیلنج سے پیچھے

میں مسلسل جنگی حالات کی وجہ سے وہاں کے لوگوں پر ظلم ہونے پر افسوس کا اظہار فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا کہ کئی ملین لوگ جن میں چھوٹے بچے بھی شامل ہیں بھوک کی وجہ سے مَر رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"یمن انسانی بحران کا شکار ہے۔ اس لئے غریب لوگوں کی مدد کے لئے انتہائی کوشش کی ضرورت ہے۔ اس حوالہ سے احمدی مسلمان اپنی استطاعت اور توفیق کے

نہیں ہٹ سکتے۔"

اس ملاقات میں برطانیہ اور امریکہ کی موجودہ سیاسی صورتحال پر نیز Brexit کے بارہ میں بھی گفتگو ہوئی۔

اس ملاقات کے بعد Sir Vince Cable اور Sir Edward Davey کو مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یُوکے نے مسجد بیت الفتوح کا tour کرایا۔

ایم ٹی اے نیوز کو انٹرویو دیتے ہوئے Sir

مطابق کھانا اور ضروریات زندگی پر مشتمل اشیاء تقسیم کرنے میں مصروف ہیں۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ جو ظلم اُن لوگوں پر ہو رہا ہے اُسے دُور کرنے کی کوشش حکومت اور سیاستدان بھی کریں گے۔"

حضور انور نے ان حالات کو "المناک" قرار دیتے ہوئے فرمایا: "یمن میں بہت ظلم ہو رہا ہے اور ہم پر یہ بات واضح ہونی چاہئے کہ خواہ مجرم کوئی بھی ہو ظلم ظلم ہی ہوتا ہے۔ اس لئے جو بھی ان باتوں کو اور ان ناانصافیوں کو انگیخت کر رہا ہے اُس کی مذمّت کرنی چاہئے۔"

ملاقات کے دوران حضور انور نے جنگی اسلحہ کی عالمی تجارت کی مذمّت کی اور فرمایا کہ اس وجہ سے جنگوں کو

Vince Cable نے کہا: "یہ بات بہت اہمیت کی حامل ہے کہ ہمارے پاس مسلمانوں کی طرف سے یہاں یُوکے میں ایک روحانی سربراہ موجود ہیں (حضرت مرزا مسرور احمد) جو امن اور ہم آہنگی کی تعلیم دیتے ہیں۔ یہ بہت ضروری بات ہے، مَیں سمجھتا ہوں کہ برطانیہ کے بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اسلام ایک تشدد پسند مذہب ہے اور اسلام کے لئے لوگوں کے نظریات بہت منفی ہیں۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ حضور کا پیغام ان نظریات کے مقابلہ کے لئے بہت اچھا تریاق ہے۔"

☆...☆...☆

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 23 جنوری 2016ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں چند نکاحوں کے اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح عزیزہ عنبرین طاہر واقفۂ نو کا ہے جو طاہر احمد صاحب آف مجم کی بیٹی ہیں۔ یہ عزیزم احمد صبور بھٹی مربیٔ سلسلہ کے ساتھ تین ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

واقفینِ زندگی اور واقفاتِ زندگی جو ہیں، واقفات نو جو اب اس عمر کو پہنچ کر واقفاتِ زندگی بن چکی ہیں اگر انہوں نے تجدیدِ عہد کر لیا ہے۔ ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ وقف کے تقاضے شادی کے بعد پہلے سے بڑھ کر پورے کرنے ہوں گے۔ نہ صرف اپنے گھر میں، اپنے ماحول میں بلکہ جہاں جہاں بھی ان کی تعیناتی ہو۔ مربی کے ساتھ اس کی بیوی بھی تربیت اور تبلیغ کے کام کے لئے اسی طرح مددگار ہونی چاہئے جس طرح مربی کی ذمہ داریاں ہیں۔ عورتوں میں خاص طور پر مربی کی بیوی کا بڑا کردار ہوتا ہے۔ اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں اور سب سے بڑی بات ہر احمدی رشتہ جو طے ہوتا ہے اس میں یاد رکھنی چاہئے کہ قناعت پیدا کریں۔ قناعت ہو تو گھریلو زندگی بڑے آرام سے گزرتی ہے۔ بہت سے رشتے اس لئے آخر تک نہیں پہنچتے یا بیچ میں بعض رنجشیں شروع ہو جاتی ہیں کہ قناعت کی کمی ہوتی ہے۔ لڑکیاں کچھ توقعات لے کر آتی ہیں، لے کر آنی چاہئیں وہ توقعات جن کا دین اور اسلام سے تعلق ہے کہ خاوند میں یہ خوبیاں ہوں۔ لیکن دنیاوی توقعات نہیں۔ یہ نہیں کہ میری مالی ضروریات پوری کی جائیں۔ جیسی، جس جس طرح کی آمد ہو کسی کی۔ خاوند کو بھی اپنی بیوی کا اپنی آمد کے لحاظ سے خیال رکھنا چاہئے اور اس کے حق ادا کرنے چاہئیں، لیکن بیوی کو بھی اسی قدر پاؤں پھیلانے چاہئیں جس قدر چادر ہوتی ہے۔ ضرورت سے زیادہ Demanding اگر ہوں گی تو پھر رشتوں میں دراڑیں پڑتی ہیں۔ اعتماد میں کمی پیدا ہوتی ہے اور یہی پھر آگے جا کے گھریلو مسائل پیدا کرتی ہے۔

اللہ کرے یہ جو رشتے قائم ہونے والے ہیں ان باتوں کا خیال رکھنے والے ہوں اور پیار اور محبت سے زندگی گزارنے والے ہوں اور آئندہ ان کی نسلیں بھی اس بات کو یاد رکھیں کہ وہ مقصد حاصل کرنا ہے جو ایک حقیقی احمدی کا مقصد ہونا چاہئے اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا اور اس کے دین کو ہر چیز پر فوقیت اور اہمیت دینا۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ صبا شاکر بنت مکرم عبدالواسع شاکر صاحب مرحوم کا ہے جو محمد عمیر احمد کارکن آڈٹ آفس لندن کے ساتھ چھ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے، جو مبشر احمد خان صاحب کے بیٹے ہیں۔ لڑکی کے وکیل ڈاکٹر طاہر پرویز صاحب ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور ایجاب وقبول کے بعد حضور انور نے مکرم عمیر احمد صاحب سے دریافت فرمایا:۔ انس تمہارا بھائی ہے؟

ان کے مثبت جواب پر حضور انور نے فرمایا:۔

اس کا بھی نکاح آج ہونا تھا لیکن کیونکہ اس کی دلہن یا ہونے والی بیوی پاکستان میں ہے اور بعض ویزہ کے مسائل پڑتے ہیں اس لئے اس کو نکال دیا ہے یہاں سے۔ لیکن یہ بھی مربی سلسلہ ہیں انس احمد، ان کے بھائی اور پاکستان جا رہے ہیں۔ اس دفعہ جو جامعہ کی کلاس پاس ہوئی ہے وہ اس میں تھے، کچھ عرصہ کے لئے پاکستان جا رہے ہیں وہیں ان کا نکاح ہو گا۔ میں نے آج نکاح اس لئے نہیں پڑھایا کہ بعض قانونی پیچیدگیاں ہوتی ہیں ویزہ کے حصول کے لئے وہ نہ ہوں کہیں۔ اس لئے بہرحال آج کے نکاحوں میں ان کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ ایک دعاؤں کا نکاح یہاں ہو گیا اور رسمی نکاح پاکستان جا کے ہو جائے گا۔

اس کے بعد حضور انور نے اگلے نکاح کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:۔

تیسرا نکاح عزیزہ ثناء منیر بنت مکرم منیر احمد کھرل صاحب مرحوم لندن کا ہے جو عزیزم اطہر احمد باجوہ واقف نو ابن ریاض احمد باجوہ صاحب کے ساتھ چھ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ دلہن کے ولی ان کے بھائی عبدالوحید صاحب ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ نویدہ امجد بنت مکرم محمد امجد صاحب لندن کا ہے جو عزیزم شہزاد احمد وقف نو ابن مکرم اعجاز احمد صاحب کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ دلہن کے وکیل مکرم جاوید احمد گوندل صاحب یہاں ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا:۔

اچھا اب دعا کر لیں۔ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو بابرکت فرمائے۔ آمین

(مرتبہ:۔ ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆...☆...☆

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خطبہ جمعہ

قرآن کریم میں مالی قربانی کی طرف مومنوں کو توجہ دلانے کا ذکر کئی جگہ ملتا ہے۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اور جو بھی تم مال میں سے خرچ کرو تو وہ تمہارے اپنے ہی فائدہ کے لئے ہے۔ اور ساتھ ہی مومن کی یہ نشانی بتا دی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہی خرچ کرتے ہیں۔ پس کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس سوچ کے ساتھ اپنے مال خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے روئے زمین پر سوائے احمدی کے کوئی نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے مالی قربانی کرنے کی سوچ رکھتا ہو۔

شاید کچھ لوگ اور بھی ہوں دنیا میں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے خرچ کرتے ہیں یا اپنی طاقت کے مطابق خرچ کرتے ہیں لیکن مِن حَیثُ الجماعت صرف جماعت احمدیہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے غریبوں اور ضرورتمندوں کی مدد کے علاوہ دین کی اشاعت اور اسلام کی حقیقی تصویر دنیا کو دکھانے کے لئے اپنے اوپر بوجھ ڈال کر بھی مالی قربانیاں کرتی ہے۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اور اسی طرح صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مالی قربانیوں کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

یہ جو سلسلہ قربانیوں کا ہے یہ خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ آج بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو اس قربانی کا وہ ادراک دیا ہے جو جیسا کہ میں نے کہا کہ دنیا میں کسی اور کو نہیں ہے اور اس کے بے شمار نمونے ہم ہر سال دیکھتے ہیں۔ آج کیونکہ حسب روایت جنوری کے پہلے خطبہ میں وقف جدید کے نئے سال کا اعلان ہوتا ہے اس لئے اس لحاظ سے میں وقف جدید میں مالی قربانی کرنے والوں کے بعض ایمان افروز واقعات بیان کروں گا۔

وقف جدید کی مالی قربانی میں حصّہ لینے والے افراد کے ایمان افروز واقعات کا بیان۔ افراد جماعت کا مالی قربانی کے لئے ذوق وشوق، چندہ کی برکت سے ان کی مشکلات کے دُور ہونے، مالی کشائش اور تسکین قلب عطا ہونے اور ان کے اموال ونفوس میں برکت کے روح پرور واقعات کا تذکرہ

وقف جدید کے اکسٹھویں (61) مالی سال کے آغاز کا اعلان

گزشتہ سال (2017ء میں) جماعت احمدیہ عالمگیر نے وقف جدید میں 88 لاکھ 62 ہزار پاؤنڈز کی مالی قربانی پیش کی۔ مجموعی طور پر پاکستان اوّل نمبر پر، برطانیہ دوسرے نمبر پر اور جرمنی تیسرے نمبر پر رہے۔ گزشتہ سال میں 16 لاکھ سے زائد افراد وقف جدید کی مالی تحریک میں شامل ہوئے۔ نئے شامل ہونے والوں کی تعداد 2 لاکھ 68 ہزار تھی۔

مختلف پہلوؤں سے چندہ وقف جدید میں نمایاں قربانی کرنے والے ممالک اور جماعتوں کا جائزہ

اللہ تعالیٰ تمام قربانی کرنے والوں کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت ڈالے۔ ان کے ایمان واخلاص میں بھی اضافہ کرے اور ہر ایک اپنے ہر قول وفعل میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق عمل کرنے والے ہوں۔

عزیزم علی گوہر منور ابن مکرم وجیہ منور صاحب کی ایک کار حادثہ میں وفات۔ مرحوم کی نماز جنازہ حاضر۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 05 رجنوری 2018ء بمطابق 05 رصلح 1397 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

قرآن کریم میں مالی قربانی کی طرف مومنوں کو توجہ دلانے کا ذکر کئی جگہ ملتا ہے۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ (البقرۃ:273)۔ اور جو بھی تم مال میں سے خرچ کرو تو وہ تمہارے اپنے ہی فائدہ کے لئے ہے۔ اور ساتھ ہی مومن کی یہ نشانی بتا دی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہی خرچ کرتے ہیں۔ فرماتا ہے۔ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ (البقرۃ:273)۔ اور تم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے علاوہ خرچ بھی نہیں کرتے۔ پس کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس سوچ کے ساتھ اپنے مال خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے روئے زمین پر سوائے احمدی کے کوئی نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے مالی قربانی کرنے کی سوچ رکھتا ہو۔ شاید کچھ اَور لوگ بھی دنیا میں ہوں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے خرچ کرتے ہیں یا اپنی طاقت کے مطابق خرچ کرتے ہیں لیکن مِن حَیثُ الجماعت صرف جماعت احمدیہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے غریبوں اور ضرورتمندوں کی مدد کے علاوہ دین کی اشاعت اور اسلام کی حقیقی تصویر دنیا کو دکھانے کے لئے اپنے اوپر بوجھ ڈال کر بھی مالی قربانیاں کرتی ہے۔ اصل میں تو یہ سب خرچ چاہے وہ کسی انسان کی مدد کے لئے ہو یا دین کے لئے خرچ کرنا ہو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی ذات کے لئے تو کسی مال کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کی خاطر خرچ کرنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ اس کی مخلوق کی بہتری کے لئے اور اس کے دین کی برتری کے لئے خرچ کیا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حوالے سے فرماتے ہیں۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدم کے بیٹے! تُو اپنا خزانہ میرے پاس جمع کر کے مطمئن ہو جا۔ نہ آگ لگنے کا خطرہ، نہ

پانی میں ڈوبنے کا اندیشہ اور نہ کسی چوری کا ڈر۔ میرے پاس رکھا ہوا خزانہ مَیں پورا اُس دن تجھے دوں گا جب تُو سب سے زیادہ اس کا محتاج ہو گا۔ (کنز العمال جلد 6 صفحہ 352 حدیث 16021 مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت 1985ء)

پس جس کو ہم بظاہر خرچ سمجھ رہے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر خرچ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ اصل میں خرچ نہیں ہے۔ بلکہ میری رضا چاہنے کے لئے میرے کہے ہوئے مقاصد کے لئے جو خرچ تم نے کیا وہ حقیقت میں خرچ نہیں بلکہ تمہارے اکاؤنٹ میں جمع ہو گیا ہے اور جب تمہیں اس کی ضرورت ہو گی اللہ تعالیٰ اسے واپس لوٹا دے گا۔

اسی طرح ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حساب کتاب ختم ہونے تک انفاق فی سبیل اللہ کرنے والے اللہ کی راہ میں خرچ کئے ہوئے اپنے مال کے سائے میں رہیں گے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 895 حدیث 17466 مسند عقبۃ بن عامرؓ مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

لیکن ساتھ ہی آپ نے ایک جگہ یہ بھی شرط لگائی ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو گندہ مال پسند نہیں ہے۔ غلط طریق سے کمایا ہوا مال پسند نہیں ہے۔ بلکہ پاک کمائی اور محنت سے کمایا ہوا مال اگر اس کی راہ میں خرچ ہو گا تو قبول ہو گا۔ (صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ تعرج الملائکۃ ... الخ حدیث 7430)

پس اس بات کو ہمیں ہر وقت اپنے سامنے رکھنا چاہئے کہ ہمارا مال ہمیشہ پاک مال رہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کس طرح کوشش کر کے اور محنت کر کے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی مالی تحریک میں حصہ لینے کے لئے کماتے تھے اور چندے دیتے تھے۔ صدقات دیتے تھے، اس کا ایک روایت میں یوں ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابومسعود انصاری کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی صدقے اور مالی قربانی کا ارشاد فرماتے تو ہم میں سے بعض بازار جاتے اور وہاں محنت مزدوری کرتے اور کسی کو اُجرت کے طور پر اگر ایک مُدّ بھی ملتا تو وہ اسے اس تحریک میں خرچ کرتا۔

مُدّ ایک پیمانہ ہے جس سے اناج تولا یا ناپا جاتا ہے۔ شاید کلو سے بھی کم وزن ہو یا اس کے برابر ہو۔ لیکن بہرحال وہ صحابی کہتے ہیں کہ اس وقت جن کا یہ حال تھا کہ قربانی میں تھوڑا سا حصہ ڈالنے کے لئے بازار جاتے تھے اور کمائی کرتے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے انہیں اس دنیا میں جو نوازا ہے تو ان میں سے بعض کا یہ حال ہے کہ ایک ایک لاکھ درہم یا دینار ان کے پاس ہیں۔ (صحیح البخاری کتاب الزکاۃ باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ ... الخ حدیث 1416)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ایک روایت آتی ہے کہ جب وہ مسلمان ہوئے تو ان کے پاس اس کاروبار اور جائیداد کے علاوہ جو ان کی تھی چالیس ہزار اشرفی جمع شدہ تھی۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ یہ سب میں دین کے لئے خرچ کر دوں گا اور خرچ کرتے رہے اور ہجرت کے وقت ان کے پاس اس میں سے صرف پانچ سو اشرفی بچی تھی۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 91 باب ذکر اسلام ابی بکرؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء) آج اگر اُس زمانے کی اشرفی کا جو سونے کی اشرفی تھی قیمت کے لحاظ سے اندازہ لگائیں تو شاید گیارہ بارہ ملین پاؤنڈ بنیں گے۔ ہمارا دیکھ رہا تھا ہمارے وقف جدید کا جو تمام دنیا کا بجٹ ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ تو صحابہ کا یہ حال تھا کہ جن کے پاس کچھ نہیں تھا انہوں نے بھی محنت کر کے چاہے چند پینی (penny) یا چند سینٹ (cent) دیئے ہوں، چند روپے دیئے ہوں وہ دینے کی کوشش کی۔ اور جن کے پاس تھا انہوں نے تنگدستی کی کچھ پرواہ نہیں کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں بے دریغ خرچ کیا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں ہم دیکھتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی قربانی کے قصے سنتے ہیں۔ جب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا آپ نے بے انتہا قربانی دی۔ اسی طرح حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب تھے جو حضرت اُمّ ناصر کے والد تھے۔ انہوں نے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کے بارے میں سنا تو فوراً کہا کہ اتنے بڑے دعوے والا شخص جھوٹا نہیں ہو سکتا اور فوراً بیعت کر لی اور پھر مالی قربانیوں میں بھی پیش پیش رہے۔ پیشے کے لحاظ سے ڈاکٹر تھے۔ سرکاری ملازم تھے۔ بڑی کشائش تھی۔ اچھی کمائی کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو اپنے بارہ حواریوں میں لکھا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ان کی قربانیاں اس قدر بڑھی ہوئی تھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو یہ سند دی کہ آپ نے سلسلہ کے لئے اس قدر مالی قربانیاں کی ہیں کہ آئندہ قربانی کی ضرورت ہی نہیں۔ بہرحال یہ لوگ قربانیاں کرتے تھے۔ لیکن اس سند کے باوجود یہ نہیں کہ انہوں نے قربانیاں چھوڑ دیں۔ قربانیاں کرتے چلے گئے۔ جب گورداسپور کا مقدمہ چل رہا تھا تو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دوستوں میں یہ تحریک کی کہ اخراجات بڑھ رہے ہیں۔ مقدمے کے بھی اخراجات ہیں۔ خاص طور پر جو لنگر خانہ ہے اس کے اخراجات بڑھ گئے ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہاں قیام کی وجہ سے گورداسپور میں بھی لنگر چل رہا تھا۔ اور قادیان میں بھی لنگر چل رہا تھا۔ دونوں جگہ لنگر چل رہا تھا تو اس کے لئے جب آپ نے رقم کی تحریک کی تو اس پر خلیفہ رشید الدین صاحب جن کو اتفاق سے اسی دن تنخواہ ملی تھی جس دن ان کو اس تحریک کا پتا چلا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی تمام تنخواہ جو اس زمانے میں چار سو پچاس روپے تھی اور بہت بڑی رقم تھی۔ آجکل کے لاکھوں کے برابر ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بھجوا دی۔ ان کو ان کے کسی دوست نے کہا کہ اپنے گھر کی ضروریات کے لئے بھی کچھ رکھ لیتے تو انہوں نے کہا کہ خدا کا مسیح کہتا ہے کہ دین کے لئے ضرورت ہے تو پھر کس کے لئے رکھتا۔ (ماخوذ از تقاریر جلسہ سالانہ 1926ء، انوار العلوم جلد 9 صفحہ 403) پس جب دین کے لئے ضرورت ہے تو دین کے لئے ہی سب کچھ جائے گا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑے پیار سے اپنے بعض غریب احمدیوں کا بھی ذکر کیا ہے ان کی قربانیوں کا ذکر کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مَیں اپنی جماعت کے محبت اور اخلاص پر تعجب کرتا ہوں کہ ان میں سے نہایت ہی کم معاش والے جیسے میاں جمال الدین اور خیر الدین اور امام الدین کشمیری میرے گاؤں سے قریب رہنے والے ہیں۔ وہ تینوں غریب بھائی ہیں جو شاید تین آنے یا چار آنے روزانہ مزدوری کرتے ہیں۔ لیکن سرگرمی سے ماہواری چندے میں شریک ہیں۔ باقاعدگی سے چندہ دیتے ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا کہ ان کے دوست میاں عبدالعزیز پٹواری کے اخلاص سے بھی مجھے تعجب ہے۔ باوجود قلّت معاش کے ایک دن سو روپیہ دے گئے کہ مَیں چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ وہ سو روپیہ شاید اس غریب نے کئی برسوں میں جمع کیا ہو گا مگر للّٰہی جوش نے خدا کی رضا کا جوش دلا دیا۔ (ماخوذ از ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 314-313)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے مَیں نے ایک دو واقعات بیان کئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کے ایک دو واقعات بیان کئے۔ یہ جو مالی قربانیوں کا سلسلہ ہے یہ خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں یہ نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو اس قربانی کا وہ اِدراک دیا ہے جو جیسا کہ میں نے کہا کہ دنیا میں کسی اور کو نہیں ہے اور اس کے بے شمار نمونے ہم ہر سال دیکھتے ہیں۔

آج کیونکہ حسب روایت جنوری کے پہلے خطبہ میں وقف جدید کے نئے سال کا اعلان ہوتا ہے اس لئے اس لحاظ سے میں وقف جدید میں مالی قربانی کرنے والوں کے بعض ایمان افروز واقعات بیان کروں گا۔ کس طرح پھر اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کی وجہ سے انہیں اس دنیا میں بھی نواز دیتا ہے جو اُن کے ایمان کی مضبوطی کا ذریعہ بنتے ہیں۔

مالی قربانی کس شوق سے لوگ کرتے ہیں اور اس نمونے پر عمل کرتے ہیں جو صحابہ کا تھا جس کا میں نے ذکر کیا کہ مالی تحریک پر صحابہ بازار جاتے تھے اور جو معمولی مزدوری ملتی تھی اس کو لا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔ ایسے نمونے ہم میں آج بھی ملتے ہیں۔

برکینا فاسو کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ودگو ریجن میں ہماری ایک جماعت کاری (Kari) ہے۔ وہاں اس کے قریب حکومت زمین میں فائبر آپٹک (Fibre Optic) تار بچھا رہی ہے تو کاری جماعت کے بعض خدام نے ٹھیکیدار سے بات کی کہ وہ ان کو ایک کلومیٹر کی کھدائی کا کام دے دے۔ چنانچہ کام ملنے پر جماعت کے خدام نے مل کر کھدائی کا کام کیا اور اس کے عوض ملنے والی ایک ملین فرانک سیفا کی رقم جو تقریباً کوئی بارہ سو پچاس پاؤنڈ بنتے ہیں وقف جدید کے چندہ میں ادا کر دی۔ پس یہ جذبہ ہے کہ جیسا مَیں نے کہا آج جماعت احمدیہ کے علاوہ اور کہیں نظر نہیں آتا۔

اللہ تعالیٰ کس طرح نوجوانوں اور بچوں کے ایمانوں میں بھی چندے کی برکت سے مضبوطی عطا فرماتا ہے اس کی ایک مثال دیتا ہوں۔ برکینا فاسو کے ملک میں بنفورہ ریجن کی ایک جماعت ہے۔ وہاں کے ایک ممبر اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں نے ایک سفر پر جانا تھا اور وقف جدید کا سال ختم ہو رہا تھا۔ دوسری طرف فصل کی بھی برداشت ہو رہی تھی۔ کاٹی جا رہی تھی۔ تو میں نے جانے سے پہلے اپنے بچوں سے کہا کہ فصل جب مکمل ہو جائے تو اس میں سے دسواں حصہ نکال کر چندے میں دے دینا۔ یہ کہہ کر میں سفر پر چلا گیا۔ بعد میں بچے جو فصل تھی، اناج تھا تمام گھر لے آئے اور چندہ ادا نہیں کیا۔ کہتے ہیں جب میں واپس آیا اور میں نے دیکھا، پتا کیا تو پتا لگا کہ بچوں نے تو سارا اناج گھر میں رکھ لیا ہے۔ اس پر میں نے بچوں سے کہا کہ ابھی سارا اناج گھر سے باہر نکالو اور چندے کا حصہ علیحدہ کرو۔ چنانچہ جب بچوں نے وہ سارا اناج گھر سے نکالا اور چندے کا حصہ نکال کر اسی جگہ پہ وہ واپس رکھا تو کہتے ہیں اس میں کوئی بھی کمی نہیں تھی اور بچے یہ چیز دیکھ کر حیران رہ گئے کہ چندہ علیحدہ کیا ہے لیکن اس کے باوجود اناج اتنے کا اتنا ہی ہے۔ اس پر کہتے ہیں مَیں نے انہیں بتایا کہ یہ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو دکھایا ہے کہ اس کی راہ میں خرچ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ یہ صحیح اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے والے ان لوگوں

کا ایمان ہے جو ہزاروں میل دور بیٹھے ہیں اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کیا، مانا۔

چندے کی برکت سے مشکلات کے دور ہونے اور مضبوطی ایمان کا بھی ایک واقعہ ہے۔ آئیوری کوسٹ کی جماعت دِپِنگو ہے۔ وہاں سے تعلق رکھنے والے ایک احمدی دوست یعقوب صاحب کہتے ہیں کہ میں کافی دیر سے احمدی تھا لیکن چندے کے نظام میں شامل نہیں تھا۔ پہلے میری زندگی ہمیشہ مسائل میں گھری رہتی تھی۔ کبھی بچے بیمار رہتے تھے تو کبھی فصل کی وجہ سے پریشانی رہتی۔ لیکن گزشتہ تین سال سے میں چندہ وقف جدید کے بابرکت نظام میں شامل ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے مالی نظام کا مستقل حصہ بننے کے بعد خدا تعالیٰ نے زندگی بدل دی ہے۔ اب میرے بچے پہلے سے زیادہ صحت مند ہیں اور فصل بھی زیادہ ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کس طرح نومبایعین میں بھی قربانی کی روح پیدا ہو رہی ہے۔ آئیوری کوسٹ کے ایک دوست زَبلُو احمد صاحب نے کچھ عرصہ قبل عیسائیت سے احمدیت قبول کرنے کی توفیق پائی۔ اپنے شہر میں اکیلے احمدی ہیں اور باقاعدگی سے میرے خطبات بھی سنتے ہیں۔ بہت سے جماعتی پروگرام بھی سنتے رہتے ہیں۔ ان میں بڑا اخلاص ہے۔ انہوں نے ایمان اور اخلاص میں بڑی ترقی کی ہے۔ بیعت کے بعد فرنچ زبان میں موجود جماعتی لٹریچر کا مطالعہ کیا اور اب ایک اچھے داعی الی اللہ بھی بن چکے ہیں۔ تبلیغ کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنا گاؤں چھوڑ کر ہمارے جماعتی سینٹر کے قریب رہائش اختیار کر لی تا کہ اسلام کے متعلق زیادہ سے زیادہ سیکھ سکیں۔ اس دوران ان کے پاس کام کاج نہیں تھا۔ جگہ چھوڑی۔ کام میں فرق پڑا۔ کام کی تلاش میں تھے۔ صرف ان کی اہلیہ کچھ پیسے کما رہی تھی اور اس سے گھر کا خرچ چل رہا تھا۔ انہیں جب چندے کی تحریک کی گئی تو سخت حالات کے باوجود پانچ ہزار فرانک سیفا کی رقم چندے میں ادا کر دی اور کہنے لگے کہ یہ میرا اور میری فیملی کا چندہ ہے۔ ٹھیک ہے حالات خراب ہیں لیکن چندے کی برکات سے مَیں محروم نہیں رہنا چاہتا۔

چندہ دینے والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی کس طرح سکون ملتا ہے۔ اس بارے میں آئیوری کوسٹ کے ہمارے ایک مبلغ لکھتے ہیں کہ بَنْدُوکُو شہر آئیوری کوسٹ میں اسلام کا گڑھ سمجھا جاتا ہے اور مولویوں کی اکثریت ہے۔ یہاں ایک زیر تبلیغ دوست عبدالرحمن صاحب نے بیعت کی تھی۔ ان کو جماعت کے ساتھ تعارف ایک پمفلٹ کے ذریعہ ہوا تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں چار سال قبل مع فیملی عیسائیت سے مسلمان ہوا تھا۔ لیکن میرا دل مطمئن نہیں ہوتا تھا لیکن جب جماعت کے متعلق پتا چلا اور مشن ہاؤس جا کر بعض سوالات کئے تو مجھے میرے سارے سوالوں کے جوابات مل گئے اور میں نے بیعت کر لی۔ کہتے ہیں جب میں نے بیعت کی تو دسمبر کا مہینہ تھا۔ مبلغ صاحب نے مسجد میں چندہ وقف جدید کی اہمیت بتائی اور چندے کی تحریک کی۔ میری جیب میں اس وقت دو ہزار فرانک سیفا تھا جس میں سے ایک ہزار میں نے اسی وقت وقف جدید کی مدّ میں دے دئیے۔ کہتے ہیں الحمد للہ اس دن سے اللہ تعالیٰ نے میری زندگی ہی بدل دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے کام میں برکت ڈال دی ہے۔ جس جگہ میں کام کرتا ہوں وہاں افسروں سمیت سب میری عزت کرتے ہیں اور محدود آمدنی میں بھی اتنی برکت ہے کہ خوشحال زندگی گزار رہا ہوں۔ موصوف بیعت کرنے کے بعد پہلے دن سے ہی چندے کے نظام کا مستقل حصہ بن گئے ہیں۔

تنزانیہ کے ایک گاؤں کے ایک نومبایع جِینائی پاؤلو (Jinai Paulo) صاحب کی مثال ہے۔ گاؤں کا نام Shatimba ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں چندہ دینے کے حوالے سے بہت کنجوسی کرتا تھا۔ کہتے ہیں جب مجھے چندے کے بارے میں یاددہانی کروائی جاتی تو مَیں کوئی نہ کوئی بہانہ بنا دیتا تھا۔ کہتے ہیں میں کوئلہ تیار کرنے کا کام کرتا ہوں اور میرے مالی حالات بھی اچھے نہ تھے اس لئے بھی چندہ دینے سے گریز کرتا تھا۔ لیکن جب سے مجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا مضمون سمجھ آیا ہے میری زندگی ہی بدل گئی ہے اور اس سال جب میں نے فصل لگائی تو جس کھیت سے پہلے آٹھ یا دس بوریاں ملتی تھیں اسی کھیت سے چاولوں کی چھپّن بوریاں مجھے حاصل ہوئیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا نتیجہ ہے۔ جب سے میں نے چندہ دینا شروع کیا ہے میری زندگی بدل گئی ہے۔ میرے مالی حالات اچھے ہو گئے ہیں۔ اب میں چھ کمروں کا نیا مکان بنا رہا ہوں اور بڑا گھر بنانے کی وجہ یہ ہے کہ مَیں چاہتا ہوں کہ جب بھی جماعتی مہمان ہمارے گاؤں آئیں تو وہ میرے گھر میں رہیں اور مجھے میزبانی کا شرف بخشیں۔ اب یہ خرچ بھی جو اپنے رہائشی مکان کی تعمیر پہ خرچ کر رہے ہیں اس میں بھی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے دین کی رضا کو مقدم رکھا ہے۔ اس کے دین کے لئے خرچ کرنا ان کی پہلی ترجیح ہے۔

مالی کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک دن ہمارے مشن ہاؤس میں ایک دوست عبدالرحمن صاحب آئے اور کہنے لگے کہ مَیں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ جب ان سے پوچھا کہ آپ کیوں بیعت کرنا چاہتے ہیں تو کہنے لگے کہ میرے دادا ایک بہت بڑے بزرگ تھے۔ انہوں نے ہمیں بتایا تھا کہ امام مہدی علیہ السلام آ چکے ہیں اور اس کی ایک نشانی یہ بتائی تھی کہ امام مہدی کے پیروکار اشاعت اسلام کے کام میں امام مہدی کی مالی امداد کریں گے۔ جب میں نے آپ لوگوں کا ریڈیو سنا۔ کہتے ہیں کہ میں نے ریڈیو میں سنا جو کہ امام مہدی علیہ السلام کے آنے کا اعلان کرتا ہے اور ساتھ ہی خلیفۃ المسیح کے خطبات سنے جن میں وہ مالی قربانی کے واقعات کا ذکر کرتے ہیں تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہی وہ امام مہدی ہیں جن کے متعلق ہمارے دادا نے ہمیں خبر دی تھی اس لئے میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ موصوف نے بیعت بھی کی اور بڑی باقاعدگی سے چندہ بھی دے رہے ہیں اور مالی نظام میں بھی شامل ہیں۔

غربت کی انتہا کو پہنچے ہوئے جو لوگ ہیں وہ بھی مالی قربانی کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ بھی انہیں عجیب رنگ میں نوازتا ہے اور ان کے ایمانوں کو مضبوط کرتا ہے۔ گیمبیا کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک خاتون فاطمہ جالو صاحبہ جن کی عمر انچاس برس ہے وہ نَیامِینَا ویسٹ میں کُنڈا (Kunda) نامی گاؤں میں رہتی ہیں۔ جب انہیں چندہ وقف جدید کی تحریک کی گئی تو کہنے لگیں کہ میرے پاس پیسے تو نہیں ہیں لیکن میری سہیلی نے کچھ دن پہلے مجھے ایک مرغی تحفہ میں دی تھی۔ اب یہ بھی وہی مثال ہے جس طرح قادیان میں ایک عورت مرغی کے انڈے اور مرغی لے کر حضرت مصلح موعود کے پاس آ گئی تھی۔ جو اُسے کسی نے تحفہ میں دی تھی کہ اگر جماعت اسے قبول کر لے تو وہ وقف جدید کا چندہ ادا کر دیں گی۔ چنانچہ انہوں نے مرغی ہی چندے میں دے دی۔ چندہ ادا کرنے کے بعد کہنے لگیں کہ میں اپنے چچا کے سلسلہ میں بہت پریشان ہوں جو گھر کے واحد کفیل تھے اور چار مہینے پہلے بدامنی کے الزام میں سینیگال میں انہیں سات سال کی سزا سنائی گئی ہے اور وہ جیل میں ہیں۔ مجھے انہوں نے دعا کے لئے خط بھی لکھا اور اس کے بعد کہتی ہیں چندہ بھی ادا کیا۔ بہرحال چندے کی بھی برکت تھی۔ کہتی ہیں دو مہینے بعد انہیں خبر ملی کہ ان کے چچا کو گورنمنٹ نے معاف کر دیا ہے اور وہ جیل سے رہا ہو گئے ہیں۔ ان کی رہائی کے متعلق جس نے بھی سنا وہ یہی کہتا تھا یہ کوئی معجزہ ہے ورنہ اس جرم میں رہائی ناممکن ہے۔ ان خاتون کے چچا لامین جالو صاحب ہیں۔ ان کو جب اس واقعہ کا پتا چلا کہ ان کی بھتیجی نے اس طرح چندہ ادا کیا تھا اور مجھے دعا کے لئے بھی لکھا تھا اور پھر ان کی رہائی بھی ہو گئی تو اس سے بہت متأثر ہوئے اور انہوں نے بھی احمدیت قبول کر لی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے فاطمہ صاحبہ باقاعدگی سے چندہ ادا کرتی ہیں۔ تبلیغ بھی کرتی ہیں اور لوگوں کو بتاتی ہیں کہ چندے کی برکت کے نتیجہ میں ان کے چچا کو رہائی مل گئی جس کی وجہ سے وہ پریشان تھیں۔

پھر صرف افریقہ میں نہیں، احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان ترقی یافتہ ممالک میں بھی ایمان و اخلاص کا نمونہ دکھلاتے ہیں۔

آسٹریلیا کے مبلغ سید ودود احمد صاحب لکھتے ہیں کہ میلبرن میں ایک خادم جو کہ یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہیں وہ وعدے کے مطابق وقف جدید کا چندہ ادا کر چکے تھے۔ لیکن جمعہ پر مالی قربانی کی طرف دوبارہ توجہ دلائی گئی اس پر اس خادم نے مزید پانچ سو پچاس ڈالر کا وعدہ کیا اور اگلے دن ادائیگی بھی کر دی۔ یہ خادم پڑھائی کے ساتھ ساتھ پارٹ ٹائم کام بھی کرتے ہیں اور انہیں ہر پندرہ روز کے بعد پانچ سو تیس ڈالر ملتے ہیں لیکن اس ہفتے وہ کہتے ہیں ان کو بارہ سو بتیس ڈالر ملے جس کی انہیں بالکل امید نہیں تھی۔ کہنے لگے کہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے نتیجہ میں ہوا ہے۔

پھر امیر صاحب فجی ہیں۔ وہ نَسرَ وَانگا جماعت سے تعلق رکھنے والے ایک نوجوان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بہت ہی مخلص ہیں۔ سیکرٹری مال کے طور پر خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے جب سے چندے کی ادائیگی شروع کی اللہ تعالیٰ نے ان کے کاروبار میں بہت برکت ڈالی۔ ان کی اہلیہ جو کہ ایک عیسائی خاندان سے آئی ہوئی ہیں وہ کہتی ہیں کہ سب خدمت دین اور مالی قربانی کا نتیجہ ہے ورنہ ہمارے قرضے ختم ہی نہیں ہوتے تھے۔

پھر بینن کے پاراکو ریجن کی ایک پرانی جماعت ''اِنا'' ہے وہاں کے معلم حمید صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں کے لوکل زیادہ تر کھیتی باڑی کرتے ہیں اور کپاس کی کاشت کرتے ہیں۔ اس سال کاشتکاروں نے کپاس چُن کر گاؤں کے پاس ایک جگہ ڈھیر لگایا تا کہ فیکٹری میں بھجوائی جائے۔ لیکن ایک دن اچانک کپاس کے ڈھیر کو آگ لگ گئی اور کروڑوں روپے کی کپاس جل کر راکھ ہو گئی۔ اس وقت صرف ایک آدمی کی کپاس بچی جو جماعت کے مخلص ممبر ہیں۔ مقامی لوگوں نے ان سے کہا کہ یہ تو ایک معجزہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کپاس کو بچا لیا ہے۔ اس پر وہ احمدی دوست کہنے لگے کہ میرا یقین ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرے اموال کو اس لئے بچایا ہے کہ میں احمدی ہوں اور ہر ماہ اللہ کی راہ میں چندہ دیتا ہوں۔

کانگو برازاویل کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک خاتون مادام عائشہ سرکاری سکول میں پڑھاتی ہیں۔ ایک دن یہ اپنے بیٹے کے ساتھ مشن ہاؤس آئیں اور اپنی شدید مالی پریشانی کا اظہار کیا۔ مالی پریشانی کی ایک وجہ خاوند کی طرف سے کچھ بھی خرچ نہ دینے کے علاوہ یہ بھی تھی کہ حکومت کی طرف سے بطور ٹیچر جو ماہانہ الاؤنس ملتا تھا وہ بھی سابقہ قرضے کی کٹوتی کی وجہ سے آدھا مل رہا تھا۔ انہوں نے قرض لیا ہوا تھا آدھی تنخواہ مل رہی تھی۔ خاوند کچھ دے نہیں رہا تھا بڑی پریشان تھی۔ یہ کہتے ہیں ان کی پریشانی سن کر ایک تو انہوں نے مجھے خط لکھنے کا کہا کہ دعا کے لئے خط لکھیں اور ایک نسخہ یہ بتایا کہ جتنی بھی توفیق ہے آپ چندہ کی ادائیگی باقاعدگی سے کیا کریں۔ کہتے ہیں انہوں نے فوراً خط تو خیر لکھا لیکن چندہ کی ادائیگی بھی باقاعدگی سے کرنی شروع کر دی اور اپنی فیملی کی طرف سے بھی چندہ ادا کیا۔ کہتے ہیں ابھی کچھ ہی دن گزرے تھے کہ خاوند نے

خودبخود گھر کا کرایہ، بچے کی سکول فیس ادا کرنی شروع کر دی۔ دوسری طرف ان کی بڑی بہن جس نے والد مرحوم کی ساری جائیداد پر قبضہ کیا ہوا تھا اس نے پہلی دفعہ اپنی اس بہن کو ایک لاکھ فرانک سیفا بھیجا۔ اس احمدی خاتون نے فوراً مشن ہاؤس فون کر کے اطلاع دی کہ چندے کی برکت سے میری ساری پریشانی دور ہوگئی ہے اور پھر خود مشن ہاؤس آ کر اس رقم میں سے مزید دس ہزار فرانک سیفا چندہ ادا کیا۔

صدر لجنہ کینیڈا لکھتی ہیں کہ یونیورسٹی کی ایک بچی نے بتایا کہ ایک دفعہ میری لوکل سیکرٹری وقف جدید نے مجھے کہا کہ تم چندہ وقف جدید ضرور دو۔ خدا تعالیٰ اس طرح تمہاری مشکلات دور فرمائے گا۔ اس بچی نے بتایا کہ میرے پاس اس وقت صرف پچاس ڈالر تھے جو کہ ایک سٹوڈنٹ ہونے کے ناطے میرے لئے بہت بڑی رقم تھی لیکن میں نے چندہ وقف جدید میں ادا کر دیئے اور خدا تعالیٰ کی راہ میں یہ رقم دینے کے کچھ عرصہ بعد ہی مجھے یونیورسٹی سے آٹھ سو ڈالر سکالرشپ مل گیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے میری قربانی سے بہت بڑھ کے نوازا۔

مصر کے ہمارے ایک احمدی عبدالرحمن صاحب ہیں۔ کہتے ہیں جب انہوں نے لکھا۔ غالباً انہوں نے جون میں لکھا تھا۔ کہتے ہیں کہ گزشتہ جمعہ کے روز میرے پاس سو مصری پاؤنڈ تھے جن میں سے پچاس پاؤنڈ میں نے جماعت کو دے دیئے اور پچاس سفر خرچ اور باقی ضروریات کے لئے رکھ لئے۔ میں اپنے گھر اور علاقے سے دور رہتا ہوں جہاں خدا کے سوا میرا کوئی نہیں ہے۔ اگلے دن اچانک علم ہوا کہ ماہوار تنخواہ جو بالعموم تاخیر سے آتی ہے اس دفعہ جلدی آ گئی ہے اور مجھے اسی دن وصولی کرنی چاہئے۔ تاہم میں دو دن بعد گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حکومت نے تنخواہ میں ساٹھ فیصد اضافہ کر دیا ہے۔ اب میرا ارادہ ہے کہ اگلے جمعہ کو اس کا نصف بھی خدا کی راہ میں دے دوں۔ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اپنی راہ میں خرچ کرنے کی لذّت عطا فرمائے۔

پھر انڈیا کے ہمارے ایک انسپکٹر سلیم خان صاحب ہیں لکھتے ہیں کہ صوبہ گجرات کی ایک جماعت سمبڑ یالہ کے دورے پر گئے تو وہاں کے ایک دوست سے فون پہ رابطہ ہوا۔ انہیں بتایا کہ ہم ایک گھنٹے تک آپ کی طرف آ رہے ہیں۔ جب ایک گھنٹے کے بعد گئے تو کہتے ہیں کہ ابھی بات چیت چل رہی تھی کہ اچانک دو آدمی آئے اور ان سے بات کی۔ اس کے بعد ان کا ریفریجریٹر اٹھا کے لے گئے۔ کہتے ہیں میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ بات یہ ہے کہ آپ نے کہا تھا ہم آ رہے ہیں اور پیسے ہمارے پاس آج تھے کوئی نہیں تو ریفریجریٹر گھر میں پڑا تھا۔ میں نے اس کا سودا کر دیا اور اس کو فروخت کر دیا۔ اس پہ کہتے ہیں ہم نے کہا کہ اس کی اتنی جلدی کیا تھی۔ نہ کرتے۔ ابھی بھی واپس رکھ لیں۔ انہوں نے کہا یہ نہیں ہوسکتا کہ مرکز سے نمائندہ یا مرکز کی نمائندگی میں کوئی ہمارے پاس آئے اور ہم اس کو خالی ہاتھ جانے دیں۔ ریفریجریٹر کا کیا ہے فریج ہم دوبارہ خرید لیں گے انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ان کے مال میں برکت ڈالے۔ موصوف کرائے کے گھر میں رہتے ہیں۔ مستری کا کام کرتے ہیں لیکن اپنی تنگدستی کے باوجود اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی سے گریز نہیں کیا۔

اسی طرح انڈیا سے ہی انسپکٹر وقف جدید منور صاحب ہیں وہ لکھتے ہیں کہ جماعت ساندھن صوبہ یوپی کے دورے کے دوران ایک دوست کے پاس چندہ وقف جدید کی وصولی کے لئے گئے تو انہوں نے اپنی پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ابھی حالات ٹھیک نہیں ہیں۔ آپ کل صبح آ جائیں پھر دیکھتے ہیں۔ کہتے ہیں اگلے روز میں دوبارہ ان کے گھر گیا تو موصوف نے بتایا کہ پیسوں کا انتظام نہیں ہوا۔ ان بچوں کو دیکھیں۔ بچوں میں قربانی کی کتنی روح ہے۔ ان کی چھوٹی بیٹی پاس کھڑی سن رہی تھی وہ اپنے والد کے پاس آ کر کہنے لگی کہ آپ نے مجھے وعدہ کیا تھا کہ سردی بڑھ رہی ہے اور آپ مجھے سردیوں میں جوتے خرید کر دیں گے۔ آپ نے میری سردی کے جوتوں کے لئے جو رقم رکھی ہوئی ہے وہ مجھے دے دیں۔ بچی نے ضد کر کے اپنے والد سے یہ رقم حاصل کی اور ساری چندہ وقف جدید میں ادا کر دی اور کہنے لگی کہ جوتے تو بعد میں بھی آتے رہیں گے پہلے چندہ لے لیں۔ ویسے تو میں نے ان کو کہا ہوا ہے کہ ایسے گھروں کا، ایسے لوگوں کا خیال رکھا کریں اور وہ دینا بھی چاہیں تو ان سے نہ لیا کریں لیکن بہرحال بعض لوگ مجبور کرتے ہیں اور ضد کر کے دیتے ہیں لیکن جماعت کو بعد میں ان کا خیال بھی رکھنا چاہئے۔

پھر انڈیا کے وقف جدید کے ایک انسپکٹر فرید صاحب ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نومبر کے مہینہ میں یوپی میں وقف جدید کے مالی دورے پر گیا تو معلوم ہوا کہ میرٹھ میں بھی ایک احمدی گھر ہے جو کئی سالوں سے جماعت کے رابطے میں نہیں ہے۔ چنانچہ جب ان کے گھر پہنچے اور انہیں مالی قربانی کی طرف توجہ دلائی تو انہوں نے کہا ہم صرف وقف جدید میں ہی نہیں بلکہ تمام چندہ جات میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ لہٰذا موصوف نے اپنا با شرح لازمی چندہ کا بجٹ لکھوایا اور ساتھ ہی وقف جدید اور تحریک جدید اور ذیلی تنظیمات کے چندہ جات کا بجٹ بھی بنوایا اور پندرہ ہزار روپے اسی وقت چندہ وقف جدید میں بھی ادا کر دیئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے وقف جدید کی بابرکت تحریک کی بدولت ایک خاندان کا جماعت احمدیہ کے ساتھ رابطہ بھی بحال کر دیا۔ پس جیسا کہ پہلے بھی میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ ہماری طرف سے، ہمارے کارکنان کی طرف سے سستی ہوتی ہے۔ جماعتوں سے رابطہ نہیں کرتے اور بعض دفعہ ایک لمبا عرصہ رابطہ نہیں ہوتا۔ اس لئے سارے نظام کو بھی فعال ہونا چاہئے تا کہ لوگوں تک پہنچ سکیں۔

یہ چند واقعات ہیں جو میں نے بیان کئے۔ یہ جہاں دین کی خاطر مالی قربانیوں کے کرنے کے بارے میں ہمیں علم دیتے ہیں وہاں یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور جماعت احمدیہ کی سچائی اور اس کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے قائم ہونے کی بھی ایک دلیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ احباب جماعت کا ایمان اور یقین ترقی کرتا رہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ قربانیوں میں بڑھتے جائیں۔

گزشتہ سال میں جماعت نے وقف جدید میں جو قربانیاں دی ہیں اور جماعتوں کی جو پوزیشن ہے اس بارے میں اب کچھ بتاؤں گا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 31/دسمبر کو وقف جدید کا ساٹھواں سال ختم ہوا ہے۔ یکم جنوری سے اکسٹھواں نیا سال شروع ہو گیا ہے اور جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر نے دوران سال وقف جدید میں اٹھاسی لاکھ باسٹھ ہزار پاؤنڈ کی قربانی پیش کی۔ گزشتہ سال کی نسبت یہ آٹھ لاکھ بیالیس ہزار پاؤنڈ زیادہ ہیں۔ الحمد للہ۔ پاکستان کے علاوہ۔ وہ تو مجموعی وصولی کے لحاظ سے پہلے نمبر پہ ہوتا ہی ہے۔ باقی جو دنیا میں وقف جدید میں پوزیشن ہے وہ پہلے دس ملکوں کی اس طرح ہے کہ برطانیہ پہلے نمبر پر ہے۔ جرمنی دوسرے نمبر پر ہے۔ تحریک جدید میں یہ الٹ تھا۔ امریکہ تیسرے نمبر پر۔ کینیڈا چوتھے نمبر پر۔ ہندوستان پانچویں نمبر پر۔ آسٹریلیا چھٹے نمبر پر۔ مڈل ایسٹ کی ایک جماعت ہے ساتویں نمبر پر۔ انڈونیشیا آٹھویں نمبر پر۔ پھر نویں نمبر پر مڈل ایسٹ کی جماعت ہے گھانا دسویں نمبر پر۔ گھانا نے بھی اس دفعہ کافی ترقی کی ہے۔

مقامی کرنسی کے لحاظ سے گزشتہ سال کے مقابل پر نمایاں اضافہ کرنے والے ممالک میں اس سال کینیڈا سرفہرست ہے۔ اس نے کافی ترقی کی ہے۔ اس کے علاوہ افریقہ کے ممالک میں نائیجیریا نے کافی ترقی کی ہے۔ تراسی فیصد اضافہ کیا ہے۔ مالی نے پچپن فیصد اضافہ کیا ہے۔ سیرالیون نے پینتالیس فیصد اضافہ کیا ہے۔ کیمرون نے پینتالیس فیصد اضافہ کیا ہے۔ غانا نے چوبیس فیصد اضافہ کیا ہے۔ یعنی گزشتہ سال کی نسبت زائد وصولیاں کی ہیں۔

شاملین کی تعداد۔ اصل تو یہ چیز ہے کہ شاملین بڑھنے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال وقف جدید میں سولہ لاکھ سے زائد چندہ دہندگان شامل ہوئے ہیں اور نئے شامل ہونے والوں کی تعداد دو لاکھ اڑسٹھ ہزار ہے۔ اور شاملین میں اضافے کے اعتبار سے نائیجیریا نمبر ایک پہ ہے۔ پھر سیرالیون ہے۔ پھر نائیجر ہے۔ پھر بینن ہے۔ پھر مالی ہے۔ پھر کیمرون ہے۔ آئیوری کوسٹ ہے۔ سینیگال ہے۔ برکینا فاسو ہے۔ گیمبیا ہے۔ گنی بساؤ ہے۔ پھر کینیا ہے۔ تنزانیہ ہے۔ زمبابوے ہے۔ انہوں نے نمایاں کام کیا ہے۔

وقف جدید میں دو چندے ہوتے ہیں۔ اطفال کا اور بالغان کا۔ چندہ بالغان میں پاکستان اور کینیڈا کا زیادہ کام ہے لیکن اس دفعہ آسٹریلیا نے بھی کیا ہے۔

بالغان میں پاکستان میں جو پہلی تین پوزیشنیں ہیں اس میں پہلے نمبر پہ لاہور ہے۔ دوسرے پہ ربوہ ہے۔ تیسرے پہ کراچی۔ اور اضلاع کی پوزیشن کے لحاظ سے پہلے نمبر پہ اسلام آباد۔ پھر راولپنڈی۔ پھر سرگودھا۔ پھر گجرات۔ پھر عمر کوٹ۔ پھر حیدر آباد۔ پھر میرپور خاص۔ پھر ڈیرہ غازی خان۔ پھر کوٹلی آزاد کشمیر۔ اور پھر کوئٹہ۔

پاکستان میں وصولی کے لحاظ سے جو پہلی دس جماعتیں اسلام آباد شہر۔ ٹاؤن شپ۔ گلشن اقبال کراچی۔ سمن آباد لاہور۔ راولپنڈی شہر۔ عزیز آباد کراچی۔ دہلی گیٹ لاہور۔ مغلپورہ لاہور۔ سرگودھا شہر۔ اور ڈیرہ غازی خان شہر ہیں۔

اطفال کی تین بڑی جماعتیں ہیں۔ اوّل لاہور۔ دوم کراچی۔ سوم ربوہ۔

اور اضلاع کی پوزیشن کے لحاظ سے نمبر ایک پہ سرگودھا۔ نمبر دو پہ راولپنڈی۔ نمبر تین پہ گجرات۔ نمبر چار فیصل آباد۔ نمبر پانچ حیدر آباد۔ نمبر چھ نارووال۔ سات نمبر پہ ڈیرہ غازی خان۔ آٹھویں پہ کوٹلی آزاد کشمیر۔ نویں پہ شیخوپورہ۔ اور دسویں پہ بدین۔

برطانیہ کی دس بڑی جماعتیں۔ نمبر ایک پہ ووسٹر پارک۔ نمبر دو پہ مسجد فضل۔ نمبر تین برمنگھم ساؤتھ۔ نمبر چار جلنگھم۔ نمبر پانچ برمنگھم ویسٹ۔ چھ نیو مولڈن۔ سات گلاسگو۔ آٹھ اسلام آباد۔ نو پٹنی۔ اور دس ہیز۔ اور ریجن کے لحاظ سے لنڈن بی نمبر ایک پہ۔ لنڈن اے دو۔ پھر مڈلینڈز۔ نارتھ ایسٹ۔ مڈل سیکس۔ ساؤتھ لندن۔ اسلام آباد۔ ایسٹ لندن۔ نارتھ ویسٹ۔ اور ہرٹس (ہارڈ فورڈ شائر)۔ اور سکاٹ لینڈ۔

امریکہ کی پہلی دس جماعتیں ہیں۔ سلیکون ویلی نمبر ایک پہ۔ پھر سیاٹل۔ ڈیٹرائٹ۔ سلور سپرنگ۔ سینٹرل ورجینیا۔ بوسٹن۔ لاس اینجلس ایسٹ۔ ڈیلس۔ ہیوسٹن نارتھ اور لورل (Lourel)۔

وصولی کے لحاظ سے جرمنی کی پانچ لوکل امارات یہ ہیں۔ ہیمبرگ نمبر ایک پہ، فرینکفرٹ دو۔ ویزبادن۔ پھر گراس گراؤ۔ مورفلڈن والڈورف۔

اور مجموعی وصولی کے لحاظ سے دس جماعتیں ہیں روئیڈرمارک۔ نوئس۔ مہدی آباد۔ نیڈا۔ فریڈ برگ۔ کوبلنز۔ فلورزہائیم۔ وائن گارٹن۔ پِنّے برگ۔ اور لانگن۔

وصولی کے لحاظ سے کینیڈا کی امارتیں ہیں نمبر ایک پہ وان۔ پھر کیلگری۔ پھر پِیس ویلیج۔

بریمپٹن، وینکوور۔ مسی ساگا۔

دس بڑی جماعتیں ہیں۔ ڈرہم نمبر ایک پہ۔ پھر ایڈمنٹن ویسٹ۔ سسکاٹون ساؤتھ۔ ونڈسر۔ بریڈفورڈ۔ سسکاٹون نارتھ۔ مونٹریال ویسٹ۔ لائیڈ منسٹر۔ ایڈمنٹن ایسٹ۔ ایبٹس فورڈ۔

اور دفتر اطفال میں پانچ نمایاں جماعتیں۔ ڈرہم نمبر ایک پہ۔ پھر بریڈفورڈ۔ سسکاٹون ساؤتھ۔ سسکاٹون نارتھ۔ لائیڈ منسٹر۔

اور دفتر اطفال میں پانچ نمایاں امارتیں۔ پیس ویلیج نمبر ایک پہ۔ کیلگری۔ وان۔ وینکوور۔ ویسٹن۔

بھارت کی صوبہ جات کے لحاظ سے نمبر ایک پہ کیرالہ۔ پھر جموں کشمیر۔ پھر تلنگانا۔ کرناٹکا۔ پھر تامل ناڈو۔ پھر اڑیسہ۔ ویسٹ بنگال۔ پھر پنجاب۔ پھر اُتّر پردیش۔ پھر مہاراشٹرا۔

اور وصولی کے لحاظ سے انڈیا کی جو جماعتیں ہیں وہ ہیں۔ کالیکٹ نمبر ایک پہ۔ پھر حیدر آباد۔ پھر پاٹھا پریام۔ پھر قادیان۔ پھر کولکتہ۔ پھر بینگلور۔ پھر کانور ٹاؤن۔ پینگاڈی۔ کارولائی اور کارُونا گاپلی۔

آسٹریلیا کی دس جماعتیں ہیں۔ نمبر ایک پہ کاسل ہل، نمبر دو برزبن لوگان۔ مارزڈن پارک۔ پھر ملبرن لانگ وارن۔ بیروِک۔ پیرتھ۔ پلمپٹن۔ بلیک ٹاؤن۔ ایڈیلیڈ ساؤتھ اور کینبرا۔

دفتر اطفال میں آسٹریلیا کی جماعتیں ہیں۔ برزبن لوگان۔ پیرتھ۔ برزبن ساؤتھ۔ ملبرن بیروک۔ ایڈیلیڈ ساؤتھ۔ ملبرن لانگ وارن۔ پلمپٹن۔ کاسل ہل۔ مارزڈن پارک۔ ماؤنٹ ڈروئیٹ۔

اللہ تعالیٰ تمام قربانی کرنے والوں کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت ڈالے۔ ان کے ایمان واخلاص میں بھی اضافہ کرے اور ہر ایک اپنے ہر قول وفعل میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق عمل کرنے والے ہوں۔

نمازوں کے بعد میں ایک نماز جنازہ حاضر بھی پڑھاؤں گا جو عزیزم علی گوہر منور ابن وجیہ منور صاحب کا ہے۔ یہاں آلڈرشاٹ یُوکے کے ہیں۔ 23؍دسمبر 2017ء کو اپنی فیملی کے ساتھ جرمنی جاتے ہوئے کولن شہر کے نزدیک ان کی کار کو حادثہ پیش آ گیا۔ ٹائر پھٹ گیا تھا۔ والدہ ان کی کار چلا رہی تھی۔ پانچ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ علی گوہر وقف نَو کی تحریک میں شامل تھے۔ اس کے دادا چوہدری منور حفیظ صاحب کا تعلق نارووال سے تھا۔ انہوں نے علی کا نام اپنے پڑدادا حضرت علی گوہر صاحب کے نام پر رکھا تھا جو کہ خاندان کے پہلے احمدی تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ جبکہ عزیزم علی کے نانا مکرم محمد ادریس صاحب کا تعلق حیدر آباد دکن سے ہے۔ علی کی والدہ نصرت جہاں ہمارے دفتر کی انگلش ڈاک ٹیم میں کام کرتی ہیں۔ حادثہ میں جیسا کہ میں نے کہا اس کی والدہ ہی گاڑی چلا رہی تھیں۔ نصرت جہاں کی والدہ یعنی بچے کی نانی بھی ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں۔ انہیں بھی کافی چوٹیں آئی ہیں اور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صحت وسلامتی والی زندگی دے اور ان کے والدین کو بھی۔ بچے کے والدین کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ماں نے خاص طور پر بڑے صبر سے اس صدمے کو برداشت کیا ہے اور بچے تو معصوم ہیں ہی۔ اللہ تعالیٰ یقیناً بچوں کو فوری جنت میں لے ہی جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے والدین کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور ان کو نعم البدل بھی عطا فرمائے۔ نماز کے بعد جیسا کہ میں نے کہا جنازہ پڑھاؤں گا۔ جنازہ حاضر ہے۔ اس لئے مَیں باہر جاؤں گا اور احباب یہیں مسجد کے اندر ہی رہیں اور جنازہ میں شامل ہوں۔

بقیہ: مختصر عالمی جماعتی خبریں... از صفحہ 20

از صفحہ 20

سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' کا بینر لگا ہوا تھا بہت متأثر ہوا اور بذات خود لوگوں کو اور اپنے بعض عیسائی دوستوں کو سٹال سے لٹریچر حاصل کرنے کے لئے بلاتا رہا اور خود بھی لٹریچر لے کر گیا۔

بُک سٹال کو کُل 87 لوگوں نے وزٹ کیا اور 130 کی تعداد میں لٹریچر تقسیم ہوا۔ الحمدللہ۔

... ...

مکرم طارق احمد رشید صاحب مربی سلسلہ (ونوالیوو ریجن) نے اطلاع دی ہے کہ مورخہ 16؍ستمبر 2017ء ولوداجماعت 'کورِیتی' کے علاقہ میں تبلیغی بُک سٹال لگانے اور ساتھ ساتھ پمفلٹس تقسیم کرنے کی توفیق ملی۔ 97 لوگوں نے سٹال کا وزٹ کیا۔ پمفلٹس اور جماعتی لٹریچر کُل 161 کی تعداد میں تقسیم کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ اس حقیر کوشش کے شیریں پھل لگائے۔

... ...

مکرم آصف احمد عارف صاحب مبلغ سلسلہ 'صووا' فجی کی رپورٹ ہے کہ 30؍ستمبر 2018ء کو مسجد فضل عمر کی لائبریری کے سامنے بُک سٹال لگایا گیا۔ نیز لائبریری میں جماعتی لٹریچر کی نمائش اور ٹی وی پر ایم ٹی اے کی ڈاکومنٹریز دکھانے کا انتظام تھا۔

باہر کے بُک سٹال پر I AM A MUSLIM ASK ME ANYTHING کا سائن بورڈ لگایا گیا تھا جس کی وجہ سے لوگوں کی توجہ ہمارے سٹال پر بہت مبذول ہوئی اور انہوں نے اپنے سوالات کئے۔ مسجد فضل عمر کے سامنے بس اڈہ ہے جس پر صووا شہر کی تمام بسیں شہر کے وسط میں جانے سے پہلے رکتی ہیں۔ چنانچہ جب بھی کوئی بس رکتی تو خدام جماعتی لیف لیٹس اور لٹریچر کے package مسافروں کو دیتے جنہیں وہ خوشی سے قبول کرتے۔ نیز راہ گیروں میں بھی لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

اس روز جماعتی لٹریچر اور پمفلٹس کُل 771 کی تعداد میں تقسیم کئے گئے۔ 10 خدام وانصار نے اس پروگرام میں حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کاوش کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین۔

☆...☆...☆

﴿مالٹا﴾

مالٹا کے ایک گرجا گھر میں اسلامی تعلیمات کا مثبت تذکرہ

مالٹا کے ایک گرجا گھر Millennium Chapel کے منتظم نے جماعت احمدیہ سے رابطہ کیا اور وہاں کے پادری Hilary Tagliaferro صاحب کی طرف سے اسلام سے متعلق منعقد ہونے والی مجلسِ سوال وجواب کے لئے دعوت دی۔

قبل ازیں جنوری 2016ء میں مکرم لئیق احمد عاطف صاحب مبلغ وصدر جماعت مالٹا کو اسلام کی نمائندگی میں اسی قسم کے ایک پروگرام میں تقریر کرنے توفیق ملی۔ چنانچہ اس مرتبہ انتظامیہ نے دعوت دیتے ہوئے لکھا کہ اس دفعہ آپ سوالات کے جواب دیں۔ اور میزبان نے چند سوالات بھی ارسال کئے۔

23 نومبر 2017ء کو چرچ کی عمارت میں یہ پروگرام منعقد ہوا جس میں مکرم لئیق احمد عاطف صاحب کو سوالات کے جواب دینے کی توفیق ملی۔ شاملین کو مالٹی زبان میں جماعتی لٹریچر بھی دیا گیا۔ پروگرام کی حاضری 30 رہی۔

پروگرام کے آغاز میں مکرم پادری ہیلری تالیہ فیرو صاحب نے کہا کہ "یہ ہمارے لئے بڑی خوشی اور اعزاز کی بات ہے کہ آج ہم میں جماعت احمدیہ مالٹا کے صدر موجود ہیں جنہوں نے دو سال قبل بھی اسلام سے متعلق ایک تفصیلی presentation دی تھی جس نے اسلام سے متعلق بہت دلچسپی پیدا کی۔ اسی لئے ہم نے آپ کو دوبارہ دعوت دی ہے تا کہ اسلام سے متعلق ہماری معلومات میں مزید اضافہ ہو۔"

پروگرام کے میزبان مکرم Anthony Curmi صاحب نے کہا کہ پچھلے پروگرام سے ہمارے درمیان دوستانہ تعلقات ہیں۔ ان کی طرف سے مقامی اخبارات میں لکھے گئے مضامین نہایت عمدہ، دلچسپ اور معلوماتی ہوتے ہیں اور میں ان سے بہت متأثر ہوں۔ پچھلی دفعہ جب وہ یہاں تشریف لائے تھے تو انہوں نے ہمیں جماعت احمدیہ کے سربراہ کی کتاب 'World Crisis and the Pathway to Peace' دی تھی۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد اس بات میں کچھ بھی شک نہیں رہتا کہ جماعت احمدیہ کی تشریح شدّت پسندوں کی تشریح سے کلیتہً مختلف ہے۔ اور ہم اس بات کے قائل ہیں۔ احمدیت کا ماٹو 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' ایک نہایت ہی عمدہ ماٹو ہے۔

میزبان نے اسلام سے متعلق مختلف سوالات کئے جن میں سے چند یہ ہیں: جب اسلام امن کا مذہب ہے تو پھر اسلام کے نام پر اس قدر خون کیوں بہایا جا رہا ہے؟ دنیا میں بہت سارے امام ہیں جو سب قرآن کی اپنے انداز اور فہم کے مطابق تشریح کرتے ہیں۔ کیا اسلام میں کوئی مرکزی قیادت نہیں ہے جو قرآن کریم کی صحیح تشریح بیان کرے۔ کیا اسلام میں قیادت کا خلاء ہے؟ اگر میثاقِ مدینہ ایک اہم دستاویز ہے تو پھر مسلمان اس کو پیش کیوں نہیں کرتے اور اس پر عمل کیوں نہیں کرتے؟ کیا داعش کی خلافت اسلامی ہے؟ اسلام بلاسفمی کو کس طرح دیکھتا ہے؟ اسلام میں عورت کو حقوق حاصل نہیں۔ کیا تعدّد ازدواج اور وراثت میں نصف حق عورت کی حق تلفی نہیں؟

ان تمام سوالوں کے جواب قرآن وسنت کی روشنی میں دیئے گئے۔ اور حاضرین کی خدمت میں بیان کیا کہ موجودہ دور میں مسلمانوں کے تکلیف دہ حالات دراصل رسول مقبول ﷺ کی پیشگوئی کی صداقت ہے۔ اور انہی پیشگوئیوں میں امام مہدی اور مسیح موعود کی آمد کی بھی خبر دی گئی تھی۔ اور آج مسلمانوں کے لئے مرکزی قیادت خلافت احمدیہ کی شکل میں خدا تعالیٰ کے اذن سے موجود ہے۔ اور آج خلافت احمدیہ کی قیادت باسعادت میں جماعت احمدیہ تبلیغ اسلام کا جہاد کر رہی ہے اور اسلام کے خلاف اُٹھنے والے تمام سوالات کے جوابات دنیا کے سامنے پیش کرنے کی سعادت پا رہی ہے۔

خدا تعالیٰ کے خاص فضل وکرم اور حضور انور کی دعاؤں کی برکت سے چرچ میں اسلامی تعلیمات کا تذکرہ ایک بہت ہی دلکش نظارہ تھا۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک

... ...

مقامی ٹیلیویژن پر سیرت النبی ﷺ کا تذکرہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے (سال 2017ء میں) بارہ ربیع الاوّل کے دن ایک مقامی ٹیلیویژن چینل کے ایک مشہور پروگرام کے میزبان کے ساتھ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے ایک خصوصی انٹرویو کا اہتمام کیا گیا۔

مکرم لئیق احمد عاطف صاحب مبلغ وصدر جماعت مالٹا کو 50 منٹ پر مشتمل اس انٹرویو میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلو بیان کرنے کی توفیق ملی۔

انٹرویو کے آغاز میں میزبان نے کہا کہ 'آج بہت اہم دن ہے۔ جب میں انٹرویو کے لئے تیاری کر رہا تھا تو مجھے معلوم ہوا کہ مسلمان افضل الرسل کی مجازی تصویر نہیں بناتے کیونکہ وہ یقین رکھتے ہیں کہ کوئی بھی تصویر آپ کی جگہ نہیں لے سکتی۔ اور یہ بات میرے لئے متاثر کن تھی'۔

اس پروگرام میں خاتم النبیین کے حقیقی معانی، اسلامی تعلیمات کے بنیادی ماخذ، عید میلاد النبی ﷺ کا تصوّر اور جماعتی موقف کا بیان ہوا اور یہ کہ حقیقی عشق مصطفی ﷺ قرآن وسنت کی پیروی اور ان تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ہے۔ عشق کا اظہار صرف ایک دن کی تقریبات منا کر نہیں ہونا چاہئے بلکہ اس محبت کا حق اسی صورت میں ادا ہوسکتا ہے کہ تمام مسلمان رسولِ مقبول ﷺ کے نقش قدم کی کامل پیروی کریں۔

یہ باتیں سُن کر میزبان بہت متأثر ہوا اور 'بہت عمدہ، بہت اعلیٰ' کے الفاظ سے ان باتوں کی تصدیق کی۔

اس انٹرویو میں آنحضرت ﷺ کی ابتدائی زندگی، آپ کی سادگی، اپنے ہاتھ سے کام کرنا، گھریلو کاموں میں ہاتھ بٹانا، حضرت خدیجہؓ سے شادی، آپ کی خدمت خلق اور انفاق فی سبیل اللہ، سخاوت، پہلی وحی، آپ کا عشق الٰہی اور سیرت النبی ﷺ کے دوسرے پہلو بیان ہوئے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡد۔

قارئین الفضل کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ملک کے لوگوں کے دل قبول اسلام احمدیت کے لئے کھولے، انہیں اسلام کے نور سے منور فرمائے اور جلد اس ملک میں فرزندانِ توحید کی ایک بہت بڑی جماعت قائم ہو۔ آمین

☆...☆...☆

بدرسوم۔ گلے کا طوق

وحید احمد رفیق

قسط 2

کتاب اللہ کے خلاف سب کچھ بدعت ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’کتاب اللہ کے برخلاف جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب بدعت ہے اور سب بدعت فی النار ہے۔ اسلام اس بات کا نام ہے کہ بجز اس قانون کے جو مقرر ہے ادھر ادھر بالکل نہ جاوے۔ کسی کا کیا حق ہے کہ بار بار ایک شریعت بناوے۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 128)

رسمیں گلے کا ہار

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’مَیں دیکھتا ہوں کہ ہمارے گھروں میں قسم قسم کی خراب رسمیں اور نالائق عادتیں جن سے ایمان جاتا رہتا ہے، گلے کا ہار ہو رہی ہیں اور ان بُری رسموں اور خلاف شرع کاموں سے یہ لوگ ایسا پیار کرتے ہیں جو نیک اور دینداری کے کاموں سے کرنا چاہیے۔۔۔ سو آج ہم کھول کر بآواز بلند کہہ دیتے ہیں کہ سیدھا راہ جس سے انسان بہشت میں داخل ہوتا ہے، یہی ہے کہ شرک اور رسم پرستی کے طریقوں کو چھوڑ کر اسلام کی راہ اختیار کی جائے اور جو کچھ اللہ جلّشانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور اس کے رسول ﷺ نے ہدایت کی ہے، اُس راہ سے نہ بائیں طرف منہ پھیریں نہ دائیں اور ٹھیک ٹھیک اسی راہ پر قدم ماریں اور اس کے برخلاف کسی راہ کو اختیار نہ کریں۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 84)

رسوم و رواج اللہ کا باغی بنا دیتی ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’انسان میں ایک مرض ہے جس میں یہ ہمیشہ اللہ کا باغی بن جاتا ہے اور اللہ کے رسول اور نبیوں اور اس کے اولوالعزموں اور ولیوں اور صدیقوں کو جھٹلاتا ہے۔ وہ مرض عادت، رسم و رواج اور دم نقد ضرورت یا کوئی خیالی ضرورت ہے۔ یہ چار چیزیں میں نے دیکھا ہے، چاہے کتنی نصیحتیں کرو جب وہ اپنی عادت کے خلاف کوئی بات دیکھے گا یا رسم کے خلاف یا ضرورت کے خلاف تو اس سے بچنے کے لئے کوئی نہ کوئی عذر تلاش کرے گا۔‘‘

(خطبات نور صفحہ 650)

من گھڑت رسوم کے طوق

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: اِنَّا جَعَلۡنَا فِیۡۤ اَعۡنَاقِہِمۡ اَغۡلٰلًا فَہِیَ اِلَی الۡاَذۡقَانِ فَہُمۡ مُّقۡمَحُوۡنَ: یعنی ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈالے ہوئے ہیں اور وہ ان کی ٹھوڑیوں تک چڑھ گئے ہیں اور وہ (دکھ سے بچنے کے لیے اپنی) گردنیں اونچی کر رہے ہیں۔

(سورۃ یٰسین آیت:9)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

’’اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ جب شریعت نازل نہیں ہوتی تو انسان اپنی من گھڑت رسوم کے طوق اپنی گردن میں ڈال لیتا ہے اور ان رسوم کی سختی بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ انسان اپنے سامنے کی چیز بھی نہیں دیکھ سکتا اور ان سے بچنے کے لیے آنکھیں بند کر کے اپنی گردن اونچی کرنے لگتا ہے۔ یعنی آنکھیں کھول کر یہ بھی نہیں دیکھتا کہ میں بیہودہ رسوم میں جکڑا ہوا ہوں، مگر تکلیف دور کرنے کے لیے کبھی کبھی اپنی گردن اونچی کرتا ہے یعنی قوم سے چوری چھپے ان رسوم کی تکلیف سے بچنا بھی چاہتا ہے۔‘‘

(تفسیر صغیر صفحہ 576: حاشیہ)

جس کی فطرت زیادہ پاک ہوتی ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

’’فطرت انسانی کو تو اللہ تعالیٰ نے پاک بنایا ہے لیکن اس میں رسم و رواج کا گند مل کر اُسے خراب کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کے ذریعے سے پھر فطرت کے پاک تقاضوں کو جگا دیتا ہے اور طبائع میں ایک ایسا جوش پیدا کر دیتا ہے کہ جس طرح تیز بھٹّی یا بڑھتے ہوئے سیلاب میں ہوتا ہے۔ اس ہیجان کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ طبائع کا جمود جاتا رہتا ہے۔ ایک طرف فطرت میں بیداری پیدا ہو جاتی ہے دوسری طرف رسوم و عادات کی محبت میں جوش آتا ہے۔ اس حرکت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بجائے فطرت صحیحہ اور رسوم و عادات کے ایک مِلے جُلے ڈلے کے یہ دونوں چیزیں الگ الگ ہو جاتی ہیں اور انسان کچھ عرصہ کے لیے دو متضاد جذبات کا حامل ہو جاتا ہے۔ آخر جس کی فطرت زیادہ پاک ہوتی ہے وہ رسوم و عادات کی میل کو باہر نکال کر پھینک دینے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور جو سچی کوشش نہیں کرتا اس کی طبیعت پھر ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور پھر رسوم و عادات کی جھاگ فطرت کے سونے سے مِل کر پہلے کی طرح ایک ناصاف ڈلا بن کر رہ جاتی ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 405)

خدا تعالیٰ ہی کا ورتاوا قائم رہے گا

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

’’پھر کئی قسم کی رسمیں اور بدعتیں ہیں جن کے کرنے کے لئے عورتیں مردوں کو مجبور کرتی ہیں اور کہتی ہیں اگر اس طرح نہ کیا گیا تو باپ دادا کی ناک کٹ جائے گی گویا وہ باپ دادا کی رسموں کو چھوڑنا تو پسند نہیں کرتیں۔ کہتی ہیں اگر ہم نے رسمیں نہ کیں تو محلہ والے نام رکھیں گے۔ لیکن خدا تعالیٰ ان کا نام رکھے تو اس کی انہیں پرواہ نہیں ہوتی۔ محلہ والوں کی انہیں بڑی فکر ہوتی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ انہیں کافر اور فاسق قرار دے تو اس کا کچھ خیال نہیں ہوتا۔ کہتی ہیں یہ ورتاوا ہے۔ اسے ہم چھوڑ نہیں سکتیں۔ حالانکہ قائم خدا تعالیٰ ہی کا ورتاوا رہے گا۔ باقی سب کچھ یہیں رہ جائے گا۔‘‘

(’’اوڑھنی والیوں کے لئے پھول‘‘
ارشادات حضرت مصلح موعودؓ صفحہ نمبر 38)

اسراف کی مختلف شکلیں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

’’یاد رکھنا چاہیے کہ اسراف کی شکلیں ہمیشہ بدلتی رہتی ہیں مثلاً اگر ایک شخص کی آمد دو چار ہزار روپیہ ماہوار ہے اور وہ پندرہ بیس روپے گز کا کپڑا پہنتا ہے یا پانچ سات سوٹ تیار کرا لیتا ہے تو اُس کے مالی حالات کے مطابق اُسے ہم اسراف نہیں کہیں گے۔ لیکن اگر خدانخواستہ اس کے بیوی بچے بیمار ہو جائیں اور وہ ایسے ڈاکٹروں سے علاج کروائے جو قیمتی ادویات استعمال کروائیں اور ہزار میں سے پانچ سات سو روپیہ اس کا دواؤں پر ہی خرچ ہو جائے اور اس کے باوجود وہ اپنے کھانے پینے اور پہننے کے اخراجات میں کوئی کمی نہ کرے تو پھر اس کا یہی فعل اسراف بن جائے گا۔ حالانکہ عام حالات میں یہ اسراف میں شامل نہیں تھا۔ اِسی طرح جب بھی کسی خرچ کے مقابلہ میں دوسری ضروریات بڑھ جائیں تو اُس وقت پہلے خرچ کو اُسی شکل میں قائم رکھنا جس شکل میں پہلے تھا اسراف میں شامل ہو جائے گا۔ مثلاً اس زمانے میں اسلام کی اشاعت کے لیے ہمیں کروڑوں روپیہ کی ضرورت ہے۔ مختلف ممالک اور اکناف سے آوازیں آ رہی ہیں کہ ہماری طرف ایسے لوگ بھیجے جائیں جو ہمیں اسلام کی تعلیم سکھائیں۔ ایسا لٹریچر بھیجا جائے جو ہمارے شبہات کا ازالہ کرے۔ اگر اِس وقت ہماری جماعت کا کوئی فرد اپنے کھانے اور پینے اور پہننے کے اخراجات میں تخفیف نہیں کرتا اور زیادہ سے زیادہ روپیہ اسلام کی اشاعت کے لیے نہیں دیتا تو گو عام حالات میں اُس کا اچھا کھانا پینا اور پہننا اسراف میں شامل نہ ہو مگر موجودہ زمانہ میں اس کا اپنے کھانے پینے اور پہننے پر زیادہ خرچ کرنا یقیناً اسراف میں شامل ہوگا۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 571)

اسراف کی عادت کسی مومن کی راہ میں حائل نہ ہو

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

’’ایک مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے اخراجات کو ایک حد کے اندر رکھے تاکہ جب بھی قربانی کی آواز آئے وہ لبّیک کہتے ہوئے اُس کی طرف دوڑ پڑے اور اسراف کی عادت اس کی راہ میں حائل نہ ہو۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 572)

رسومات، بدعات انسانی پاؤں کی زنجیر

آپ مزید فرماتے ہیں:

’’وہ زنجیر کیا ہے؟ وہ رسوم ہیں جن کا تعلق قوم کے ساتھ ہوتا ہے۔ مثلاً بیٹے کا بیاہ کرنا ہے تو خواہ پاس کچھ نہ ہو قرض لے کر رسوم پوری کرنی ہوتی ہیں۔ یہ زنجیر ہوتی ہے جو کافر کو جکڑے رہتی ہے اور وہ اس سے علیحدہ نہیں ہونے پاتا۔‘‘

(الازہار لذوات الخمار ارشادات حضرت مصلح موعودؓ صفحہ 180)

پھر فرمایا:

’’فضول رسمیں قوم کی گردن میں زنجیریں اور طوق ہوتے ہیں جو اسے ذلت اور ادبار کے گڑھے میں گرا دیتے ہیں۔‘‘

(خطبہ نکاح 27/مارچ 1931ء از خطبات محمود جلد 3 صفحہ 301)

رسوم اور بدعات کی بجائے قرآنی راہ ہدایت

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’اگر تم قرب الٰہی چاہتے ہو تو رسوم اور بدعات کی بجائے قرآنی راہ ہدایت اور صراط مستقیم تمہیں اختیار کرنا پڑے گا۔ جب تک رسوم و بدعات کے دروازے تم اپنے پر بند نہیں کر لیتے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے دروازے تم پر کھل نہیں سکتے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 09/ستمبر 1966ء از خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 379-378)

اپنا خود محاسبہ اور دوسروں کی نگرانی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’پس ہر احمدی پر، ہر احمدی خاندان اور ہر احمدی تنظیم پر یہ فرض ہے کہ وہ خود بھی اپنے آپ کو رسوم اور بدعتوں سے بچائے رکھے، محفوظ رکھے اور اس بات کی بھی نگرانی کرے کہ کوئی احمدی بھی رسوم و رواج کی پابندی کرنے والا نہ ہو اور بدعات میں پھنسا ہوا نہ ہو۔‘‘

(خطبہ جمعہ 09/ستمبر 1966ء
از خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 385)

توحید کے قیام میں ایک بڑی روک

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’ہماری جماعت کا پہلا اور آخری فرض یہ ہے کہ توحید خالص کو اپنے نفسوں میں بھی اور اپنے ماحول میں بھی قائم کریں اور شرک کی سب کھڑکیوں کو بند کر دیں۔ ہمارے گھروں میں صرف توحید کے دروازے ہی کھلے رہیں اور شرک کی سب راہوں کو ہم کلّیۃً چھوڑ دیں اور توحید کی راہوں پر بشاشت کے ساتھ چلنے لگیں۔ ہم بھی اور ہمارے بھائی بھی اور بنی نوع انسان کے رشتہ سے جو ہمارے بھائی ہیں وہ بھی اِس توحید خالص کی تعلیم پر قائم ہو جائیں۔

توحید کے قیام میں ایک بڑی روک بدعت اور رسم ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہر بدعت اور ہر بدرسم شرک کی ایک راہ ہے اور کوئی شخص جو توحید خالص پر قائم ہونا چاہے وہ توحید خالص پر قائم نہیں ہو سکتا جب تک وہ تمام بدعتوں اور تمام بدرسوم کو مٹا نہ دے۔ ہمارے معاشرے میں خاص طور پر اور دنیا کے مسلمانوں میں عام طور پر بیسیوں، سینکڑوں شاید ہزاروں بدرسمیں داخل ہو چکی ہیں۔ احمدی گھرانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ تمام بدرسوم کو جڑ سے اکھیڑ کر اپنے گھروں سے باہر پھینک دیں۔۔۔ رسوم تو دنیا میں بہت سی پھیلی ہوئی ہیں۔۔۔ لیکن اس وقت اصولی طور پر ہر گھرانے کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں ہر گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر اور ہر گھرانے کو مخاطب کر کے بدرسوم کے خلاف جہاد کا اعلان کرتا ہوں۔ اور جو احمدی گھرانہ بھی آج کے بعد ان چیزوں سے پرہیز نہیں کرے گا اور ہماری اصلاحی کوشش کے باوجود اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہوگا وہ یہ یاد رکھے کہ خدا اور اس کے رسول اور اس کی جماعت کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہے۔ وہ اس طرح جماعت سے نکال کے باہر پھینک دیا جائے گا جس طرح دودھ سے مکھی۔ پس قبل اس کے کہ خدا کا عذاب کسی قہری رنگ میں آپ پر وارد ہو یا اس کا قہر جماعتی نظام کی تعزیر کے رنگ میں آپ پر وارد ہو اپنی اصلاح کی فکر کرو اور خدا سے ڈرو اور اس دن کے عذاب سے بچو کہ جس دن کا ایک لحظہ کا عذاب بھی ساری عمر کی لذتوں کے مقابلہ میں ایسا ہی ہے کہ اگر یہ لذتیں اور عمریں قربان کر دی جائیں اور انسان اس سے بچ سکے تو تب بھی وہ مہنگا سودا نہیں، سستا سودا ہے۔ پس آج میں اس مختصر سے خطبہ میں ہر احمدی کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مَیں نے اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اور جماعت احمدیہ میں اس پاکیزگی کو قائم کرنے کے لیے جس پاکیزگی کے قیام کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنیا کی طرف مبعوث ہوئے تھے ہر بدعت اور

بدرسم کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا ہے اور مَیں امید کرتا ہوں کہ آپ سب میرے ساتھ اس جہاد میں شریک ہوں گے اور اپنے گھروں کو پاک کرنے کے لیے شیطانی وسوسوں کی سب راہوں کو اپنے گھروں پر بند کر دیں گے۔ دعاؤں کے ذریعہ اور کوشش کے ذریعے اور جدو جہد کے ذریعہ اور حقیقۃً جو جہاد کے معنے ہیں اس جہاد کے ذریعہ اور صرف اِس غرض سے کہ خدا تعالیٰ کی توحید دنیا میں قائم ہو، ہمارے گھروں میں قائم ہو، ہمارے دلوں میں قائم ہو، ہماری عورتوں اور بچوں کے دلوں میں قائم ہو اور اس غرض سے کہ شیطان کے لیے ہمارے دروازے ہمیشہ کے لئے بند کر دیئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اَور آپ کو بھی ہر قسم کی نیکیوں کی توفیق عطا فرمائے۔''

(خطبہ جمعہ 23/جون 1967ء از خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 758 تا 763)

رسموں سے آزاد ہونا ہمارے اپنے مفاد میں ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''پس یہ ساری وہ رسمیں ہیں جن کے خلاف ہمیں جہاد کرنا ہے اور جماعت کو ان بوجھوں سے آزاد کرنا ہے ورنہ بہت سے جھگڑے بھی چل پڑیں گے۔ رسمیں اپنی ذات میں بھی بیہودہ چیزیں ہیں اور آپ کو ان سے آزاد کرانا آپ کی اپنی بھلائی میں ہے لیکن اس کے نتیجہ میں پھر اور جو بداثرات پیدا ہوتے ہیں اس سے سوسائٹی پھٹ جاتی ہے۔ اختلافات بڑھ جاتے ہیں، نفرتیں پیدا ہوتی ہیں۔ دنیاداری بڑھ جاتی ہے، روحانیت کو بڑا شدید نقصان پہنچتا ہے۔ ایک دوسرے کے بعد پے در پے رونما ہونے والے نتائج ہیں جو اپنے بداثرات میں آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اس لئے رسموں کو معمولی نہ سمجھیں اگر آپ ان سے صَرفِ نظر کریں گے تو یہ بڑھ کر آخرکار آپ پر قابو پا جائیں گی پھر یہ پیرِ تسمہ پا بن جائیں گی۔''

(خطبہ جمعہ 16/دسمبر 1983ء از خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 636)

اللہ اور رسول ہم سے کیا چاہتے ہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''جب رسمیں بڑھتی ہیں تو پھر انسان بالکل اندھا ہوجاتا ہے اور پھر اگلا قدم یہ ہوتا ہے کہ مکمل طور پر ہواوہوس کے قبضہ میں چلا جاتا ہے جبکہ بیعت کرنے کے بعد تو وہ یہ عہد کر رہا ہے کہ ہواوہوس سے باز آجائے گا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حکومت مکمل طور پر اپنے اوپر طاری کرلے گا۔ اللہ اور رسول ہم سے کیا چاہتے ہیں، یہی کہ رسم ورواج اور ہواوہوس چھوڑ کر میرے احکامات پر عمل کرو۔''

(شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں صفحہ 93)

نئی نئی بدعات ورسوم ردّ کرنے کے لائق ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''...حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: جن رسموں کا دین سے کوئی واسطہ نہیں ہے، جو دین سے دور لے جانے والی، اللہ اور اس کے رسول کے احکامات اور ارشادات کی تخفیف کرنے والی ہیں وہ سب مردود رسمیں ہیں۔ سب فضول ہیں۔ ردّ کرنے کے لائق ہیں۔ پس ان سے بچو کیونکہ پھر یہ دین میں نئی نئی بدعات کو جگہ دیں گی اور دین بگڑ جائے گا۔ جس طرح اب دیکھو دوسرے مذاہب میں رسموں نے جگہ پا کر دین کو بگاڑ دیا ہے۔ خیر یہ تو ہونا ہی تھا کیونکہ اس زمانے میں زندہ مذہب صرف اور صرف اسلام نے ہی رہنا تھا۔ لیکن آپ جائزہ لیں تو پتہ چلے گا کہ دوسرے مذاہب نے مثلاً عیسائیت نے باوجود اس کے کہ ایک مذہب ہے۔ مختلف ممالک میں مختلف علاقوں میں اور ملکوں میں اپنے رسم ورواج کے مطابق اپنی رسموں کو بھی مذہب کا حصہ بنایا ہوا ہے۔ افریقہ میں بھی یہ باتیں نظر آتی ہیں۔ پھر جب بدعتوں کا راستہ کھل جاتا ہے تو نئی نئی بدعتیں دین میں راہ پاتی ہیں۔ تو آنحضرت ﷺ نے ان بدعتیں پیدا کرنے والوں کے لیے سخت انذار کیا ہے، سخت ڈرایا ہے۔ آپ کو اس کی بڑی فکر تھی حدیث میں آتا ہے فرمایا: میں تمہیں ان بدعتوں کی وجہ سے، تمہارے ہواوہوس کا شکار ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ خوف زدہ ہوں مجھے ڈر ہے کہ اس کی وجہ سے دین میں بگاڑ نہ پیدا ہوجائے۔ تم گمراہ نہ ہوجاؤ۔''

(شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں صفحہ 96)

اسلام کی تعلیم کے لیے ہمارا راہنما قرآن شریف ہے

ایک جگہ آپ فرماتے ہیں:

''رسم ورواج سے بچنا اور ہواوہوس سے بچنا اسلام کی تعلیم کا حصہ ہے اور اس تعلیم کو سمجھنے کے لیے ہمارے لئے رہنما قرآن شریف ہے۔ اور اصل میں تو اگر ایک مومن قرآن شریف کو مکمل طور پر اپنی زندگی کا دستورالعمل بنالے تو تمام بُرائیاں خود بخود ختم ہوجاتی ہیں۔ کسی بھی قسم کی ہواوہوس کا خیال تک بھی دل میں نہیں ہوتا کیونکہ یہ وہ پاک کتاب ہے جو ایک دستورالعمل کے طور پر شریعت کو مکمل کرتے ہوئے، انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے پاک دل پر نازل فرمائی اور پھر جہاں ضرورت تھی آنحضرت ﷺ نے اپنے عمل سے اپنے فعل سے اپنے قول سے اس کی وضاحت فرمادی اس لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کو اپنے سر پر قبول کرو۔''

(شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں صفحہ 99)

چھٹی شرط بیعت کو ہمیشہ مدّنظر رکھیں

پھر فرمایا:

''اپنے آپ کو معاشرے کے رسم ورواج کے بوجھ تلے نہ لائیں۔ آنحضرت ﷺ تو آپ کو آزاد کروانے آئے تھے اور آپ کو ان چیزوں سے آزاد کیا اور اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی جماعت میں شامل ہو کر آپ اس عہد کو مزید پختہ کرنے والے ہیں جیسا کہ چھٹی شرط بیعت میں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ اتباع رسم اور متابعت ہواوہوس سے باز آجائے گا یعنی کوشش ہوگی کہ رسموں سے بھی باز رہوں گا اور ہواوہوس سے بھی باز رہوں گا تو قناعت اور شکر پر زور دیں۔ یہ شرط ہر احمدی کے لئے ہے چاہے وہ امیر ہو یا غریب۔ اپنے اپنے وسائل کے لحاظ سے اس کو ہمیشہ ہر احمدی کو اپنے مدنظر رکھنا چاہیے۔''

(خطبہ جمعہ 25/نومبر 2005ء از مشعل راہ جلد 5 حصہ 3 صفحہ 155)

ہر عمل محض للہ اور اسوہ رسول ﷺ پر عمل کرتے ہوئے کیا جائے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''آج کل دیکھیں مسلمانوں میں خوشیوں کے موقعوں پر بھی زمانے کے زیر اثر طرح طرح کی بدعات اور لغویات راہ پا گئی ہیں اور غموں کے موقعوں پر بھی طرح طرح کی بدعات اور رسومات نے لے لی ہے۔ لیکن ایک احمدی کو ان باتوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ جو کام بھی وہ کر رہا ہے اس کا کسی نہ کسی رنگ میں فائدہ نظر آنا چاہئے اور ہر عمل اس لئے ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے جو حدود قائم کی ہیں ان کے اندر رہتے ہوئے ہر کام کرنا ہے۔''

(خطبہ جمعہ مورخہ 15-01-2010 الفضل انٹرنیشنل 5 فروری 2010ء)

قال اللہ اور قال الرسول کو ہر ایک راہ میں دستورالعمل بنانا چاہیے

آپ نے فرمایا:

''پس جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہمارا مقصد پیدائش بتایا ہے۔ ہر وہ عمل جو نیک عمل ہے جو خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہے وہ عبادت بن جاتا ہے۔ اگر یہ مدّنظر رہے تو تبھی اسی چیز میں ہماری بقا ہے اور اسی بات سے پھر رسومات سے بھی ہم بچ سکتے ہیں، بدعات سے بھی ہم بچ سکتے ہیں، فضول خرچیوں سے بھی ہم بچ سکتے ہیں، لغویات سے بھی ہم بچ سکتے ہیں اور ظلموں سے بھی ہم بچ سکتے ہیں۔ یہ ظلم ایک تو ظاہری ظلم ہیں جو جابر لوگ کرتے ہی ہیں۔ ایک بعض دفعہ لاشعوری طور پر اس قسم کی رسم و رواج میں مبتلا ہو کر اپنی جان پر ظلم کر رہے ہوتے ہیں۔ اور پھر معاشرے میں اس کو رواج دے کر ان غریبوں پر بھی ظلم کر رہے ہوتے ہیں جو کہ سمجھتے ہیں کہ یہ چیز شاید فرائض میں داخل ہو چکی ہے۔ اور جس معاشرے میں ظلم اور لغویات اور بدعات وغیرہ کی یہ باتیں ہوں، وہ معاشرہ پھر ایک دوسرے کا حق مارنے والا ہوتا ہے اور پھر جیسا کہ مَیں نے کہا ایک دوسرے پر ظلم کرنے والا ہوتا ہے۔ لیکن اگر ہم ان چیزوں سے بچیں گے تو ہم حق مارنے سے بھی بچ رہے ہوں گے۔ ظلموں سے بھی بچ رہے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بھی بن رہے ہوں گے اور آج احمدی سے بڑھ کر کون ایسے معاشرہ کا نعرہ لگاتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور دوسروں کے حقوق قائم کرنے کی باتیں ہو رہی ہوں۔ آج احمدی کے علاوہ کس نے اس بات کا عہد کیا ہے کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آ جائے گا۔ آج احمدی کے علاوہ کس نے اس بات کا عہد کیا ہے کہ قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا۔ آج احمدی کے علاوہ کس نے اس بات کا عہد کیا ہے کہ قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل بنائے گا۔

پس جب احمدی ہی ہے جس نے اللہ اور اس کے رسول اور قرآن کریم کے نور سے فیض پانے کے لئے زمانہ کے امام کے ہاتھ پر یہ عہد کیا ہے، شرائط بیعت میں داخل ہے، تو پھر اپنے عہد کا پاس کرنے کی ضرورت ہے۔ اس عہد کی پابندی کر کے ہم اپنے آپ کو جکڑ نہیں رہے بلکہ شیطان کے پنجے سے چھڑا رہے ہیں۔ خدا اور اس کے رسول کی باتوں پر عمل کرتے ہوئے ہم اپنے تحفظ کے سامان کر رہے ہیں۔ اپنی فہم و فراست کو جلا بخش رہے ہیں۔ اپنی عفت و پاکیزگی کی حفاظت کر رہے ہیں۔ اپنی حیا کے معیار بلند کر رہے ہیں۔ صبر اور قناعت کی طاقت اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اپنے اندر زہد وتقویٰ پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اپنے ایمانوں میں مضبوطی پیدا کر رہے ہیں۔ اپنی امانت کے حق کی ادائیگی کی بھی کوشش کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خشیت اللہ تعالیٰ کی محبت اور اللہ تعالیٰ کی طرف خالص ہو کر جھکنے کے معیار حاصل کرنے کی بھی کوشش کر رہے ہیں تا کہ اپنے مقصد پیدائش کو حاصل کر سکیں۔ پس اگر اندھیروں سے نکلنا ہے اور نور حاصل کرنا ہے اور زمانہ کے امام کی بیعت کا صحیح حق ادا کرنا ہے تو دنیاداری کی باتوں کو چھوڑنا ہوگا۔ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہوں گی۔ اپنے آپ کو اعلیٰ اخلاق کی طرف لے جانے کے لئے جدوجہد کرنی ہوگی۔ حیاء کا معیار بلند کرنے کا مَیں نے ذکر کیا ہے حیاء بھی ایک ایسی چیز ہے جو ایمان کا حصہ ہے۔ آج کل کی دنیاوی ایجادات جیسا کہ مَیں نے شروع میں بھی ذکر کیا تھا، ٹی وی ہے، انٹرنیٹ وغیرہ ہے اس نے حیا کے معیار کی تاریخ ہی بدل دی ہے۔ کھلی کھلی بے حیائی دکھانے کے بعد بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ بے حیائی نہیں ہے۔ پس ایک احمدی کے حیا کا یہ معیار نہیں ہونا چاہئے جو ٹی وی اور انٹرنیٹ پر کوئی دیکھتا ہے۔ یہ حیا نہیں ہے بلکہ ہواوہوس میں گرفتاری ہے۔''

(خطبہ جمعہ مورخہ 15-01-2010 الفضل انٹرنیشنل 5 فروری 2010ء)

رسم ورواج کے طوق عبادات کے حق کی ادائیگی میں حارج

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے عہد کو نبھاتے ہوئے، اپنی بیعت کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے حقیقی ایمان لانے والوں میں شامل ہوں۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم اس نبی کے ماننے والے ہیں جنہوں نے ہمیں صحیح راستہ دکھایا۔ ہمیں اچھے اور برے کی تمیز سکھائی۔ اگر اس کے بعد پھر ہم دنیاداری میں پڑ کر رسم ورواج یا لغویات کے طوق پھر اپنی گردنوں میں ڈالے رہیں گے تو ہم نہ عبادتوں کا حق ادا کر سکتے ہیں نہ نور سے حصہ لے سکتے ہیں۔ قرآن کریم میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے بارے میں یہ فرمایا کہ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ (الأعراف:158) کہ جو اس پر ایمان لانے والے ہیں وہ ان کو نیک باتوں کا حکم دیتا ہے اور انہیں بری باتوں سے روکتا ہے اور ان کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال قرار دیتا ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام قرار دیتا ہے اور ان سے ان کے بوجھ اور طوق اتار دیتا ہے۔ گردنوں میں جو پھندے پڑے ہوئے ہیں وہ اتار دیتا ہے جو پھندے پہلی قوموں میں پڑے ہوئے تھے، پہلی نسلوں میں پڑے ہوئے تھے اپنے دین کو بھول کر رسم و رواج میں پڑ کر یہودیوں اور عیسائیوں نے گلوں میں پھندے ڈالے ہوئے تھے۔ اب وہی باتیں بعض مسلمانوں میں پیدا ہو رہی ہیں۔ اگر ہم میں بھی پیدا ہوگئیں تو پھر ہم یہ کس طرح دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہم اس وقت آنحضرت ﷺ کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں۔ پس یہ طوق ہمیں اتارنے ہوں گے۔

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

نماز جنازہ حاضر وغائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 21ر دسمبر 2017ء بروز جمعرات نماز ظہر وعصر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لاکر مکرم ناصر احمد صاحب سیٹھی (بالھم۔ یوکے) ابن مکرم مسعود احمد صاحب سیٹھی مرحوم (جہلم) کی **نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر:

مکرم ناصر احمد صاحب سیٹھی (بالھم۔یوکے) ابن مکرم مسعود احمد صاحب سیٹھی مرحوم (جہلم)

19 دسمبر 2017 کو 54 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے چچا مکرم مقصود احمد صاحب سیٹھی نے 1974ء میں جہلم میں ہونے والے فسادات میں شہادت پائی اور دیگر افراد خاندان کو شدید مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ مرحوم خدمت کا جذبہ رکھنے والے بہت مخلص اور نیک انسان تھے۔

نماز جنازہ غائب:

1۔مکرمہ فضیلت جہاں بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر عبد القادر خان صاحب۔(راج گڑھ۔لاہور)

18 نومبر 2017ء کو 97 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت چوہدری عبد السلام خانصاحب آف کاٹھگڑھ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی اور مکرم چوہدری عبد الرحیم خان صاحب کاٹھگڑھی (سابق آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ) کی ہمشیرہ تھیں۔ آپ کا بچپن قادیان میں گزرا۔ حضرت اماں جانؓ، حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ اور دیگر خواتین مبارکہ کی زیارت اور صحبت سے فیض پانے کا موقعہ ملتا رہا جن کا ذکر آپ اکثر کیا کرتی تھیں۔ کچھ عرصہ لاہور کے حلقہ راج گڑھ میں لجنہ کی صدر کے طور بھی خدمت کی توفیق پائی۔ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ جماعتی اخبارات ورسائل کے مطالعہ اور ایم ٹی اے دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم عبد الواسع خان صاحب ایم ٹی اے لندن میں خدمت بجالا رہے ہیں۔ آپ مکرم عبد المغنی زاہد صاحب مربی سلسلہ (نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ ربوہ) کی خوش دامن تھیں۔

2۔مکرمہ امین اختر صاحبہ اہلیہ مکرم ملک حمید احمد خان صاحب (دار الرحمت شرقی حلقہ راجیکی۔ربوہ)

13 نومبر 2017ء کو 81 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولوی محمد جلال الدین صاحبؓ آف پیر کوٹ ثانی ضلع حافظ آباد کی پوتی تھیں۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی آپ کے سگے پھوپھا تھے۔ مرحومہ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، بہت شفیق اور مہمان نواز خاتون تھیں۔ قرآن کریم کی تلاوت باقاعدگی سے کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم طارق محمود ملک صاحب دس سال سے قاضی سلسلہ کے طور پر خدمت بجالا رہے ہیں۔

3۔مکرمہ کوثر پروین صاحبہ۔ ہمشیرہ مکرم محمد مطیع اللہ جوئیہ صاحب (مبلغ سلسلہ ہوائی، امریکہ)

28 نومبر 2017ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ بہت نیک، نماز روزہ کی پابند، باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی ایک باوفا مخلص خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ والہانہ عقیدت کا تعلق تھا۔

4۔مکرمہ امۃ البصیر کھوکھر صاحبہ اہلیہ مکرم عبد الحکیم ناصر صاحب (آف یوایس اے)

آپ آنکھ کی ایک Minor سرجری کے لئے ہسپتال گئی تھیں کہ دوران سرجری بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی، بہت ہمدرد، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ آپ بے شمار خوبیوں کی مالک تھیں۔ یوایس اے کی لوکل جماعت Syracuse میں صدر لجنہ اور سیکرٹری مال کے علاوہ بعض اور عہدوں پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے دور میں آڈیو کیسٹس کی تیاری اور ترسیل کا کام آپ کے میاں کے سپرد تھا اس دوران ان کے ساتھ مکمل معاونت کرتی رہیں۔ اسی طرح اپنے میاں کے ساتھ مل کر پورے امریکہ میں سٹیلائٹ ڈش اور ریسیور کی ترسیل کا کام بھی کرتی رہیں۔ آپ مکرم شمس داؤد کھوکھر صاحب (امیر جماعت ابوظہبی) کی چھوٹی ہمشیرہ اور مکرم عبد الحفیظ کھوکھر صاحب مربی سلسلہ یُوکے کی نسبتی بہن تھیں۔

5۔مکرم راجہ محمد ابراہیم خان صاحب (اندورہ۔کشمیر۔انڈیا)

4 اکتوبر 2017ء کو 78 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ صوم وصلوۃ کے پابند، دعا گو، پرہیزگار، تقویٰ شعار، بہت بلند حوصلہ، نیک اور مخلص انسان تھے۔ پیشے کے لحاظ سے ٹیچر تھے۔ آپ نے صدر جماعت اور سیکرٹری مال کے علاوہ زعیم انصار اللہ کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ چندہ جات بڑی باقاعدگی کے ساتھ ادا کیا کرتے تھے۔ اولاد کی بہت اچھی تربیت کی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔

6۔مکرم عبد الحکیم عابد صاحب ابن مکرم عبد الغلام قادر صاحب (کینیڈا)

15 نومبر 2017ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نمازوں کے پابند، تہجد گزار، باقاعدگی سے چندہ ادا کرنے والے بہت مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ نے مجلس انصار اللہ کویت کے پہلے صدر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مساجد کی تعمیر کے لئے تمام تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔ آپ کو کئی مرتبہ حج اور عمرہ کرنے کی بھی توفیق ملی۔ آپ نے Best Engineer کا ایوارڈ بھی حاصل کیا ہوا تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

7۔مکرمہ مجیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مظفر احمد صاحب بھٹی۔ (بلدیہ ٹاؤن۔کراچی)

12 نومبر 2017ء کو 61 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ نمازوں کی پابند، خلافت سے والہانہ محبت کرنے والی، نظام جماعت کا احترام کرنے والی بہت نیک اور دیندار خاتون تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم اکرام اللہ بھٹی صاحب (مربی سلسلہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ ربوہ) کی بڑی بہن تھیں۔

8۔مکرم محمد اشرف صاحب ابن مکرم غلام یٰسین لنگاہ صاحب (آف ادرحماں ضلع سرگودھا)

31 جنوری 2017ء کو 50 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بہت مخلص اور باوفا انسان تھے۔ احمدیت کے لئے بڑی غیرت رکھتے تھے اور خلافت کے ساتھ نہایت عقیدت کا تعلق تھا۔

9۔مکرم ملک مجید احمد اعوان صاحب ابن مکرم محمد صابر صاحب (دار الیمن حلقہ صادق۔ربوہ)

28 اکتوبر 2017ء کو 56 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نماز باجماعت کے پابند، بااخلاق، ہنس مکھ، بہت سی خوبیوں کے مالک، انتہائی ملنسار اور خوش اخلاق انسان تھے۔ مالی قربانی میں پیش پیش رہتے تھے۔

10۔مکرمہ رشیدہ اختر صاحبہ اہلیہ مکرم محمد اسرائیل ناصر صاحب (کریم نگر۔فیصل آباد)

24 نومبر 2017ء کو 73 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، دعا گو، خلافت سے محبت رکھنے والی بہت مہمان نواز خاتون تھیں۔ آپ نے مقامی مجلس میں تقریباً 15 سال سے زائد عرصہ لجنہ کی سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب، ناظر اصلاح وارشاد (رشتہ ناطہ) ربوہ کی خالہ تھیں۔

11۔مکرمہ سلمیٰ داؤد صاحبہ اہلیہ مکرم آغا محمود احمد خان صاحب (ماڈل کالونی کراچی)

27 مئی 2017ء کو 55 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت آغا محمد عبد اللہ خان صاحبؓ کی بہو تھیں۔ مرحومہ کا جماعت کے ساتھ بہت اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔ لجنہ وناصرات کے مقامی اور ضلعی پروگروموں میں بچیوں کے ساتھ بطور نگران بڑی باقاعدگی سے جایا کرتی تھیں۔ چندوں میں بہت باقاعدہ تھیں۔

12۔مکرم عبد الکریم جاوید صاحب ابن مکرم عبد المجید صاحب (اسلام آباد)

31 جولائی 2017ء کو 70 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو بیس سال سے زائد عرصہ اپنے حلقہ کے صدر اور تقریباً اتنا ہی عرصہ زعیم اعلیٰ انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ صوم وصلوۃ کے پابند، چندہ جات میں باقاعدہ بہت مخلص خادم سلسلہ تھے۔

13۔مکرمہ ثریا طاہر صاحبہ اہلیہ مکرم محمد سمیع طاہر صاحب (کیلگری۔کینیڈا)

13 نومبر 2017ء کو 68 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم بریگیڈیئر چوہدری بشیر احمد صاحب (امیر جماعت راولپنڈی) کی بھانجی تھیں۔ بہت ملنسار، ہمدرد، سادہ طبیعت کی مالک، خلافت سے قلبی لگاؤ رکھنے والی بہت مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

بقیہ: بدرسوم۔گلے کا طوق از صفحہ 11

پس اس بات کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں کہ ہم اس نبی پر بھی ایمان لائے ہیں جس نے ہمارے لئے حلال وحرام کا فرق بتا کر دین کے بارہ میں غلط نظریات کے طوق ہماری گردنوں سے اتارے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ باوجود ان واضح ہدایات کے پھر بھی بعض طوق اپنی گردنوں پر ڈال لئے ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ مورخہ 15-01-2010
الفضل انٹرنیشنل 5 فروری 2010ء)

بے احتیاطیوں میں بڑھنے سے یہ طوق ہمارے گلے پڑ سکتا ہے

آپ نے فرمایا:

’’ہم احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہد بیعت کے بعد اس حقیقت کو دوبارہ سمجھے ہیں کہ یہ طوق اپنی گردنوں سے کس طرح اتارنے ہیں۔ اللہ کا احسان ہے کہ قبروں پر سجدے سے ہم بچے ہوئے ہیں۔ پیر پرستی سے عموماً بچے ہوئے ہیں۔ بعض جگہ اِکّا دُکّا شکایات آتی بھی ہیں۔ عمومی طور پر بعض غلط قسم کے رسم و رواج سے ہم بچے ہوئے ہیں لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا بعض چیزیں راہ پا رہی ہیں اگر ہم بے احتیاطیوں میں بڑھتے رہے تو یہ طوق پھر ہمارے گلوں میں پڑ جائیں گے جو آنحضرت ﷺ نے ہمارے گلوں سے اتارے ہیں اور جن کو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتارنے کی پھر نصیحت فرمائی ہے اور پھر ہم دین سے دور ہٹتے چلے جائیں گے۔ اب ظاہر ہے جب ایسی صورت ہو گی تو پھر جماعت سے بھی باہر ہو جائیں گے۔ کیونکہ جماعت سے تو وہی جڑ کر رہ سکتے ہیں جو نور سے حصہ لینے والے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول اور کتاب سے حصہ لے رہے ہیں۔ جو اللہ اور رسول اور اس کی کتاب سے حصہ نہیں لے رہے وہ نور سے بھی حصہ نہیں لے رہے۔ جو نور سے حصہ لینے کی کوشش نہیں کر رہے وہ ایمان سے بھی دور جا رہے ہیں۔ تو یہ تو ایک چکر ہے جو چلتا چلا جاتا ہے۔ پس ہر وقت اپنی حالتوں کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ آنحضرت ﷺ جو خود بھی نور تھے اور آسمان سے کامل نور آپ ﷺ پر اترا تھا یہ دعا کرتے ہیں کہ ’’اے اللہ میرے دل اور میرے دیگر اعضاء میں نور رکھ دے۔‘‘

یہ دعا اصل میں تو ہمیں سکھائی گئی ہے کہ ہر وقت اپنی سوچوں اور اپنے اعضاء کو، اپنے خیالات کو، اپنے دماغوں کو، اپنے جسم کے ہر حصہ کو اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق استعمال میں لانے کی کوشش کرو اور اس کے لئے دعا کرو کہ ذہن بھی پاکیزہ خیال رکھنے والے ہوں اور عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کرنے والے ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرنے والے ہوں۔ اللہ اور اس کے رسول کے قول پر عمل کرنے والے ہوں۔ رسم ورواج سے بچنے والے ہوں۔ دنیاوی ہوا و ہوس اور ظلموں سے دور رہنے والے ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے نور سے ہم ہمیشہ حصّہ پاتے چلے جائیں۔ کبھی ہماری کوئی بدبختی ہمیں اس نور سے محروم نہ کرے۔‘‘

(خطبہ جمعہ مورخہ 15-01-2010
الفضل انٹرنیشنل 5 فروری 2010ء)

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

تفسیر

سورۃ القریش

[حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاءِ کرام کی بیان فرمودہ تفاسیر سے انتخاب]

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

☆ اس سورۃ شریف میں جو یہ حکم ہوا ہے کہ اس گھر کے ربّ کی عبادت کرو جس نے تم کو بھوک سے غنی کرنے کے لئے کھانا کھلایا۔ یہ آیت شریف حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام والبرکات کی اس دُعا کے مطابق ہے کہ میرے پروردگا اس شہر کو امن کی جگہ بنا۔ اس دعائے ابراہیمیؑ کی قبولیت کے سبب قریش بڑے عیش و آرام میں زندگی بسر کرتے تھے۔ حالانکہ ان کے گرد و نواح کی مخلوق ہلاکت میں پڑی ہوئی تھی۔ اسی مضمون کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کلام میں سورۃ نحل میں بھی اشارہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک گاؤں کی مثال بیان فرمائی ہے جس کے باشندے اطمینان کے ساتھ زندگی گزارتے تھے۔ ہر طرف سے اس کو رزق بافراغت پہنچتا تھا۔ پھر ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی جس پر خدا نے ان پر بھوک اور خوف کا عذاب وارد کیا جو اُن کی اپنی بدعملیوں کا نتیجہ تھا۔

(ماخوذ از حقائق الفرقان)

....

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

یہ سورۃ مکّی ہے۔

☆ اس سورۃ کے دو نام ہیں۔ اسے قریش بھی کہتے ہیں اور اس کا ایک نام حدیثوں میں لِاِیۡلٰفِ بھی آتا ہے۔ لِاِیۡلٰفِ قُرَیۡشٍ درحقیقت تین لفظ ہیں لیکن بعض لوگ جن کو پورے معنے نہیں آتے وہ غلطی سے لِاِیۡلٰف کو ایک اور قُرَیۡش کو دوسرا لفظ سمجھ لیتے ہیں۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے آخری پارہ کی سورتیں یکے بعد دیگرے اسلام کے ابتدائی اور آخری زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں یعنی ایک سورۃ اگر ابتدائے زمانۂ اسلام کے متعلق ہوتی ہے تو دوسری سورۃ آخری زمانۂ اسلام کے متعلق ہوتی ہے۔ یہ سورۃ اسلام کے ابتدائی زمانہ کے متعلق ہے جیسا کہ اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ والی سورۃ آخری زمانہ کے متعلق تھی۔

☆ اس سورۃ کا پہلی سورۃ سے یہ تعلق ہے کہ پہلی سورۃ میں یہ بتایا گیا تھا کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے کعبہ کی حفاظت کی اور یہ کہ آئندہ زمانہ میں بھی وہ کعبہ کی اسی طرح حفاظت فرمائے گا۔ آئندہ زمانہ کی بات تو ابھی دنیا نے دیکھی نہیں جب وقت آئے گا دنیا اس نظارہ کو بھی دیکھ لے گی۔ لیکن پہلا نشان مکّہ والے دیکھ چکے ہیں۔ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ اسی نشان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اس عظیم الشان نشان کو دیکھتے ہوئے پھر بھی مکّہ کے لوگ دنیا کی طرف زیادہ توجہ کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف کم توجہ کرتے ہیں حالانکہ اتنا بڑا نشان دیکھنے کے بعد انہیں یہ یقین ہو جانا چاہئے تھا کہ خانہ کعبہ سے تعلق رکھنے والوں اور اس کی سچی خدمت کرنے والوں کا اللہ تعالیٰ خود حافظ و ناصر ہوتا ہے اور اس وجہ سے انہیں دنیا کی طرف کم توجہ کرنی چاہئے تھی مگر افسوس ہے کہ ان کی حالت اس کے برعکس ہے۔

☆ دوسرا تعلق اس سورۃ کا پہلی سورۃ سے یہ ہے کہ پہلی سورۃ میں کعبہ کے دشمنوں کا انجام بتایا گیا تھا۔ اب اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ خانۂ کعبہ سے محبت رکھنے والوں کے انجام کا ذکر کرتا ہے۔ گویا ایک میں دشمنوں کا انجام بتایا اور دوسری میں دوستوں سے خواہ وہ گنہگار ہی تھے اپنے تعلق کا اظہار کیا اور ان پر اپنے احسان کا ذکر کیا۔

میں اوپر بتا چکا ہوں کہ ابرہہ اور اس کے لشکر کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ کوئی اتفاقی امر نہیں تھا اس امر کا مزید ثبوت ان دونوں سورتوں کا یکے بعد دیگرے آنا ہے۔ دنیا میں یہ ایک مُسلّمہ اصول ہے کہ جب کسی چیز کے دونوں پہلو بیان کر دیئے جائیں اور وہ دونوں پہلوؤں سے کامل نظر آتی ہو تو اس پر یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ وہ اتفاقی ہے۔ چونکہ اصحاب الفیل کے واقعہ پر یہ اعتراض ہوسکتا تھا کہ کیوں نہ اسے اتفاقی حادثہ قرار دے دیا جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ ایلاف کے ذریعہ اس اعتراض کو دُور کر دیا۔

پہلی سورۃ میں یہ بتایا گیا تھا کہ جس نے خانۂ کعبہ سے دشمنی کی اس سے ایسا ایسا سلوک ہوا۔ اب سورۂ ایلاف میں یہ بتاتا ہے کہ جس نے خانۂ کعبہ سے دوستی کی اس سے اس اس طرح سلوک ہوا۔ اگر خانۂ کعبہ سے دشمنی رکھنے والوں کی سخت ذلّت اور رسوائی ہوئی اور دوسری طرف خانۂ کعبہ سے دوستی رکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں سے نوازا ہے تو ہر شخص ان دونوں متقابل باتوں کو دیکھ کر سمجھ سکتا ہے کہ یہ جو کچھ ہوا بالارادہ ہوا۔ اتفاقی امر نہیں تھا۔

☆ قریش دراصل نام ہے بنونضر بن کنانہ کا۔ جیسے خود رسول کریم ﷺ سے یہ مروی ہے۔ چنانچہ آپ سے جب سوال کیا گیا کہ قریش کن کو کہتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا اَلۡقُرَیۡشُ مِنۡ وُّلۡدِ النَّضۡرِ۔ نضر کی جو اولاد ہے وہ قریشی کہلاتی ہے۔ اسی طرح احادیث میں آتا ہے قَالَ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰی کَنَانَۃَ مِنۡ بَنِیۡ اِسۡمٰعِیۡل وَاصۡطَفٰی مِنۡ کَنَانَۃَ قُرَیۡشًا وَاصۡطَفٰی مِنۡ قُرَیۡشٍ بَنِیۡ ھَاشِم وَاصۡطَفَانِیۡ مِنۡ بَنِیۡ ھَاشِم (سراج منیر) یعنی اللہ تعالیٰ نے کنانہ کو بنی اسمٰعیل میں سے فضیلت دی۔ کنانہ میں سے قریش قبیلہ کو فضیلت دی۔ قریش قبیلہ میں سے اللہ تعالیٰ نے بنو ہاشم کو فضیلت دی اور بنو ہاشم میں سے اللہ تعالیٰ نے مجھے فضیلت دی۔ اس حدیث میں رسول کریم ﷺ نے قریش کو بنو کنانہ قرار دیا ہے۔ اور دوسری حدیث میں آتا ہے کہ مِنۡ وُّلۡدِ النَّضۡرِ۔ دراصل کنانہ کے کئی بیٹے تھے۔ رسول کریم ﷺ نے یہ تشریح فرما دی کہ ان میں سے صرف نضر کی اولاد قریش کہلاتی ہے ساری اولاد نہیں۔

☆ حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے تو حضرت اسمٰعیلؑ کو خانہ کعبہ میں اس لئے بٹھایا تھا کہ وہ خانۂ کعبہ کی حفاظت کریں۔ لیکن حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں آگے یہ جوش دیر تک قائم نہ رہا۔ جیسے آج بعض سیّد چور بھی ملتے ہیں اور ڈاکو بھی ملتے ہیں۔ کچھ نسل تک تو انہوں نے اِس وعدہ کو یاد رکھا لیکن اس کے بعد وہ اس وعدے کو بھول گئے اور حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد سارے عرب میں پھیل گئی۔ بلکہ عرب کے علاوہ شام تک بھی چلی گئی۔ آخر قربِ زمانۂ نبویؐ میں قصی بن حکیم بن نضر کے دل میں خیال آیا کہ ابراہیمی وعدہ کو تو ہم پورا نہیں کر رہے۔ ہمارے دادا نے تو یہ کہا تھا کہ تم یہاں رہو۔ اس گھر کی صفائی رکھو۔ خانۂ کعبہ کے حج اور طواف کے لئے جو لوگ آئیں ان کی خدمت کرو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اپنا وقت گزارو۔ مگر ہم اِدھر اُدھر بکھر گئے اور اس خدمت کو جو ہمارے دادا نے ہمارے سپرد کی تھی بھول گئے۔ یہ خیال ان کے دل میں اتنے زور سے پیدا ہوا کہ انہوں نے بنونضر کے اندر یہ تحریک شروع کی کہ آؤ ہم لوگ اپنے سارے کام کاج چھوڑ کر مکّہ میں جا بسیں اور خانہ کعبہ کی خدمت کریں۔ یہ مناسب نہیں کہ ہم دنیوی اغراض کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وعدہ کو بھول جائیں اور جو نصیحت انہوں نے اپنی اولاد کو کی تھی اس کی پروا نہ کریں۔ انہوں نے جب ہمارے سپرد یہ کام کیا تھا کہ ہم خانۂ کعبہ کی خدمت کریں تو ہمارا فرض یہی ہے کہ ہم مکّہ میں چلے جائیں اور خانۂ کعبہ کی خدمت کریں۔ چنانچہ ان کی قوم نے ان کی بات مان لی اور وہ سب مکّہ میں اکٹھے ہو گئے۔ یہ ایک بہت بڑی قربانی تھی جو انہوں نے کی۔ وہ باہر بڑی بڑی اچھی چراگاہوں میں رہتے تھے، وہ تجارتیں بھی کرتے تھے، وہ زمینداریاں بھی کرتے تھے۔ وہ اَور کئی قسم کے کاروبار میں بھی حصہ لیتے تھے مگر یکدم ساری قوم نے اپنی زمینیں چھوڑیں، گلّہ بانی چھوڑی، زمینداری چھوڑی، تجارت چھوڑی اور ایک وادئ غیر ذی زرع میں جہاں آمدن کی کوئی صورت نہیں تھی آبیٹھے۔ میں سمجھتا ہوں اس قربانی کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی کہ ایک قوم کی قوم اپنے پیشے چھوڑ کر محض اس لئے ایک وادئ غیر ذی زرع میں آبیٹھی کہ ان کے دادا ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کو یہ نصیحت کی تھی کہ تم مکّہ میں رہو اور جو لوگ یہاں حج اور طواف اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے آئیں ان کی خدمت کرو۔ یہ ایک بہت بڑی قربانی تھی جو انہوں نے کی۔

پس چونکہ یہ لوگ متفرق ہونے کے بعد پھر اپنے گھر بار چھوڑ کر مکّہ میں جمع ہو گئے تھے تاکہ ابراہیمی وعدہ کو پورا کریں اس لئے ان کا نام قُریش رکھا گیا۔ ... قَرَشَ کے معنے جمع کرنے کے ہیں۔ پس قریش وہ قبیلہ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے مکّہ میں جمع کیا گیا اور اسی لئے ان کا نام قریش ہوا۔ انہیں اس لئے قریش نہیں کہتے تھے کہ وہ باقی تمام قبائل عرب پر غالب تھے اور قرش کی طرح ان کو کھا جاتے تھے۔ قریش کو عربوں میں یہ شہرت اور عزت رسول کریم ﷺ کے قریب زمانہ میں حاصل ہوئی ہے ورنہ اس سے پہلے تو یہ لوگ مجاوروں کی طرح وہاں بیٹھے ہوئے تھے اور قبائلِ عرب پر ان کو کوئی غلبہ حاصل نہیں تھا۔ پس قریش کے معنے ہیں وہ قبیلہ جو اردگرد سے اکٹھا کر کے قصی بن کلاب بن نضر نے مکّہ میں آبٹھایا تھا یا یوں کہو کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی کچھ اولاد قریش کہلائی کیونکہ وہ اردگرد سے لا کر مکّہ میں بیت اللہ کی خدمت کے لئے لا بٹھائی گئی تھی۔

☆ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قُرَیۡش تو تصغیر کا صیغہ ہے اور معنے یہ ہیں کہ مکّہ میں جمع ہو جانے والا ایک چھوٹا سا ٹکڑا یا ایک چھوٹا سا گروہ۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آلِ اسماعیل کو ایک چھوٹا سا گروہ یا چھوٹا سا ٹکڑا کہا گیا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حکم تو سارے بنو اسمٰعیل کو تھا کہ وہ مکّہ میں رہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور پرستش کریں اور جو لوگ حج اور طواف کے لئے آئیں ان کی خدمت کریں۔ مگر چونکہ بنو کنانہ میں سے صرف نضر بن کنانہ کی اولاد مکّہ میں آ کر بسی اور چونکہ وہ سارے بنو اسماعیلؑ میں سے ایک چھوٹا سا گروہ تھا اس لئے وہ قریش کہلائے۔ یہ بتانے کے لئے کہ ہم تھوڑے سے آدمی ہیں جو اپنے دادا ابراہیمؑ کی بات مان کر یہاں جمع ہو گئے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور جو لوگ خانۂ کعبہ کے حج کے لئے آئیں ان کی خدمت کریں۔ اور شاید اس نام میں اس طرف بھی اشارہ ہو کہ دوسرے قبائل کو بھی مکّہ میں جمع ہونے کی تحریک ہوتی رہے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی باقی اولاد کے دل میں بھی یہ خیال پیدا ہوتا رہے کہ جب ہم سے تھوڑے سے لوگ وہاں بس گئے ہیں اور انہوں نے ہر قسم کی تکلیف کو برداشت کر لیا ہے تو ہم بھی تو اولادِ ابراہیمؑ میں سے ہیں اگر ہم بھی وہاں جا بسیں اور اپنے دادا کے حکم کو مان لیں تو اس میں حرج کیا ہے۔ پس شاید اس تصغیر میں ایک یہ بھی حکمت ہو کہ اس نام سے باقی بنو اسمٰعیل کے دل میں تحریک ہوتی رہے اور وہ بھی اپنے دادا ابراہیمؑ کی بات کو مانتے ہوئے خدا تعالیٰ کے گھر کی خدمت کے لئے مکّہ میں آبسیں۔ پس ممکن ہے کہ اس نام سے انہوں نے دوسرے قبائل کے اندر تحریک کرنے کی ایک صورت پیدا کی ہو اور مکّہ میں ان کے جمع ہونے کے لئے ایک تحریک جاری کی ہو۔

غرض قُصَیّ بن کلاب کی تحریک پر یہ لوگ آئے اور مکّہ میں بس گئے۔ مگر ابتدا میں عرب کی توجہ حج کی طرف اتنی نہیں تھی کہ وہ مکّہ میں کثرت سے آتے جاتے اور خانۂ کعبہ کی برکات سے مستفیض ہوتے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ قوم جو اپنے دادا کی ہدایت اور خدا تعالیٰ کی طرف سے بڑی بڑی پیشگوئیوں کے باوجود خانۂ کعبہ کو چھوڑ کر چلی گئی۔ اگر حاجی کثرت سے مکّہ میں آتے ہوتے تو ان لوگوں کے رزق کے سامان پیدا ہوتے رہتے اور ان کو مکّہ چھوڑنے کی مجبوری پیش نہ آتی۔ پس آلِ اسمٰعیل کا مکّہ کو چھوڑ کر دوسرے عرب علاقوں میں پھیل جانا اس امر کا ثبوت ہے کہ اس وقت تک خانۂ کعبہ کے حج کا رواج عرب میں کم تھا اور بہت تھوڑے لوگ حج کے لئے آتے تھے....

پس اگر بنو اسمٰعیل نے مکّہ چھوڑا تو یقیناً اس کے معنے یہ تھے کہ اس زمانہ میں بہت ہی کم لوگ حج کیا کرتے تھے اور ان کے گذارہ کی کوئی صورت نہیں تھی۔ اس لئے یہ لوگ مکّہ سے نکلے اور تمام عرب میں پھیل گئے۔ جب قصی بن کلاب کی تحریک پر یہ لوگ مکّہ میں جا بسے تو یہی دقّت ان کو پیش آئی۔ وہ بس تو گئے مگر چونکہ حاجی بہت کم آتے تھے اور یہ لوگ وہیں رہتے تھے باہر کہیں آتے جاتے نہیں تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سخت تنگی اور عُسر کی حالت میں مبتلا ہو گئے اور ان کے گزارہ کی کوئی صورت نہ رہی بلکہ بعض لوگوں کی تو فاقہ تک نوبت پہنچ گئی اور ان کے لئے اپنی عزت اور زندگی کا قائم رکھنا مشکل ہو گیا۔ مگر پھر بھی قریش کو داد دینی پڑتی ہے کہ انہوں نے ان تمام صعوبتوں کو بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا اور اپنی زبان پر وہ ایک لمحہ کے لئے بھی حرفِ شکایت نہ لائے۔ اول تو ان کی یہی بہت بڑی قربانی تھی کہ انہوں نے اپنے کام کاج چھوڑے، پیشوں کو ترک کیا، تجارتوں کو نظرانداز کیا، زمینداریوں سے منہ موڑا اور ایک وادئ غیر ذی زرع میں جہاں روزی کا کوئی سامان نہ تھا، اہل وعیال کو لے کر رہنا شروع کر دیا۔ مگر پھر بھی کوئی کہہ سکتا تھا کہ قریش کا مکّہ

میں بسنا کوئی ایسی قربانی نہیں جس کی تعریف کی جا سکے کیونکہ مکّہ کی عزت لوگوں میں بہت پھیلی ہوئی تھی اور لوگ وہاں حج کے لئے آتے جاتے تھے۔ اس لئے ممکن ہے وہ دولت یا عزت کی خواہش کی وجہ سے مکّہ میں جا کر بس گئے ہوں۔ سو چونکہ یہ اعتراض پیدا ہو سکتا تھا اس لئے خداتعالیٰ نے ان کی عزت ظاہر کرنے کے لئے پھر دوسری دفعہ ان کو قربانی کا موقع دیا۔ مکّہ میں بسنے کی وجہ سے ان کے گزارہ کی کوئی صورت نہ رہی۔ حج کی طرف عربوں کو بہت کم توجہ تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فاقوں کی وجہ سے جانوں کے اِتلاف تک نوبت پہنچ گئی۔ یہ لوگ کافر بھی تھے، مشرک بھی تھے، بے دین بھی تھے اور ان میں سینکڑوں قسم کی خرابیاں پائی جاتی تھیں لیکن اس قوم میں بعض غیر معمولی خوبیاں بھی تھیں۔ مکّہ کے لوگوں میں سے جب کسی خاندان کے پاس کھانے پینے کا سامان بالکل ختم ہو جاتا اور اس کی حالت غیر ہو جاتی۔ وہ دوست بھی جو ان کی حالت سے آگاہ ہوتے مدد سے لاچار ہوتے کیونکہ وہ خود بھی غریب ہی ہوتے تھے تو وہ فاقہ کش لوگ قُصَیّ پر اعتراض شروع کر دیتے تھے کہ اس نے ہمیں غلط تعلیم دی تھی۔ ہم مکّہ چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ وہ یہ نہیں کہتے تھے کہ ہم نے بیوقوفی کی کہ ایسی جگہ آبسے جہاں روٹی کا کوئی سامان نہیں تھا بلکہ وہ خاندان اسی وقت اپنا خیمہ اٹھا کر مکّہ سے ذرا باہر چلا جاتا (مکانوں کا رواج عرب میں بہت کم تھا بلکہ اب تک بھی بادیہ کے لوگ خیموں میں رہتے ہیں) اور مکّہ سے دو تین میل پرے اپنا خیمہ لگا لیتا اور اپنے بیوی بچوں کو بھی وہیں لے جاتا تا کہ اس کے رشتہ داروں، دوستوں اور محلّہ والوں کو اس کی اس بُری اور خراب حالت کا پتہ نہ لگے۔ اور وہیں وہ سب کے سب بھوکے مرجاتے۔

مَیں سمجھتا ہوں یہ اس قسم کی قربانی ہے کہ اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ لوگ بھوکے ہوتے ہیں تو وہ فوراً کسی دوسری جگہ جا کر اپنی حالت کو بہتر بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ دوسروں سے سوال کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے اور صبر اور برداشت کی قوت کو بالکل کھو بیٹھتے ہیں۔

☆ وہ لوگ مشرک تھے لیکن ان میں محمد رسول اللہ ﷺ کی اُمّت بننے کی قابلیت خداتعالیٰ پیدا کر رہا تھا۔ یہ کتنی بڑی قربانی ہے کہ وہ مکّہ سے کچھ فاصلہ پر خیمے لگا لیتے اور اپنے بیوی بچوں سمیت وہیں بھوک سے تڑپ تڑپ کر مرجاتے مگر مکّہ کو نہ چھوڑتے تھے اور نہ دوسرے لوگوں سے سوال کرتے۔ اس سے ایک طرف تو ان کے اس جوش کا پتہ لگتا ہے جو اُن کے دلوں میں خانۂ کعبہ کی خدمت کے متعلق تھا اور دوسری طرف ان کی قناعت کا بھی اظہار ہوتا ہے کہ وہ لوگوں پر بار نہیں بنتے تھے۔ کسی سے کچھ مانگتے نہیں تھے۔ الگ تھلگ ایک خیمہ میں پڑے رہتے اور وہیں سب کے سب مرجاتے۔

☆ مَیں سمجھتا ہوں ہماری جماعت جو اس امر کی مدّعی ہے کہ وہ خداتعالیٰ کی نازل کی ہوئی تعلیم پر ایمان رکھتی اور اس کے نور کی حامل ہے اس کے افراد کو بھی اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد اور آپ کے خاص اَتباع کی اولاد کو مَیں اُن کے اس فرض کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ دین کے لئے قربانی اور ایثار کا وہ مادہ ابھی تک ان میں پیدا نہیں ہوا جو احمدیت میں داخل ہونے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کے بعد ان میں پایا جانا چاہیئے تھا۔ ان کا قدم نہایت سست ہے اور ان کے اندر قربانی اور ایثار کا مادہ ابھی بہت کم ہے۔ یقیناً اس معیار کے ساتھ ہم کبھی بھی دنیا پر غالب نہیں آسکتے۔ جب تک ہم میں سے ہر شخص یہ نہیں سمجھ لیتا کہ وہ غرض جس کے لئے وہ اس سلسلہ میں شامل ہوا ہے اور وہ مقصد جس کے لئے اس نے بیعت کی ہے وہ دوسری تمام اغراض اور دوسرے تمام مقاصد پر مقدم ہے اس وقت تک یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس نے اپنے ایمان کا کوئی اچھا نمونہ دکھایا ہے۔ بلکہ میرے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کے لئے تو ایسے کام کرنا جن سے دین کی خدمت میں روک پیدا ہو قطعی طور پر ناجائز ہے اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ ویسا ہی دنیادار شخص ہے جیسے کوئی اَور۔ لیکن دوسروں کو بھی یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کے اندر یہ مادہ ہونا چاہیئے کہ جب دین کی طرف سے انہیں آواز آئے وہ اپنے تمام کام کاج چھوڑ کر فوراً چلے آئیں اور اپنے آپ کو دینی خدمات میں مشغول کر دیں۔ اب اگر وہ دنیا کا کام کرتے ہیں تو اس لئے کہ ابھی دین کو ان کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ لیکن اگر ضرورت پیش آجائے تو پھر ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ بیعت کے وقت انہوں نے یہ عہد کیا تھا کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ اس دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کے آخر کوئی معنے تو ہونے چاہئیں۔ اس کے تم کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ معنے کر لو۔ آخر کسی نہ کسی چیز کو تمہیں بہرحال اپنے کاموں پر مقدم رکھنا پڑے گا۔ اگر اس عہد میں تم مال شامل کرو تو تمہیں مال پر دین کو مقدم رکھنا پڑے گا۔ اگر جان شامل کرو تو تمہیں جان پر دین کو مقدم رکھنا پڑے گا۔ اگر خدمت شامل کرو تو تمہیں ہر قسم کی خدمت پر دین کو مقدم رکھنا پڑے گا۔ بہرحال کوئی نہ کوئی مفہوم تمہیں اس اقرار کا تسلیم کرنا پڑے گا اور جب یہ اقرار ہر احمدی نے کیا ہے تو ہماری جماعت کے افراد کو سوچنا چاہیئے کہ اس اقرار کے بعد وہ کیا کر رہے ہیں۔ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہیں مگر سوال یہ ہے کہ کیا ایسے احمدی موجود ہیں جو سو میں سے 51 روپے دین کے لئے خرچ کرتے ہوں۔ مقدم کے معنے تو یہ ہوتے ہیں کہ مَیں اَور کاموں پر اس کام کو ترجیح دیتا ہوں۔ اگر انہیں سو روپیہ اپنے اخراجات کے لئے ملتا ہے اور وہ دیانتداری کے ساتھ اپنے تمام کاموں پر دین کو مقدّم سمجھتے ہیں تو اس کا ثبوت اسی طرح مل سکتا ہے کہ وہ سو میں سے 51 روپے دین کے لئے خرچ کرتے ہوں۔ مگر کیا وہ ایسا کرتے ہیں؟ کیا وہ دن رات کے 24 گھنٹوں میں سے تیرہ گھنٹے دین کے کاموں پر صَرف کرتے ہیں؟ یا قربانی اور ایثار کے لحاظ سے وہ اپنے بیوی بچوں اور دوسری چیزوں پر دین کو مقدم کرتے ہیں؟ یا وطن کے لحاظ سے وہ دین کو دنیا پر مقدم سمجھتے ہیں؟ یا جان کے لحاظ سے وہ دین کو دنیا پر مقدم سمجھتے ہیں؟ آخر کوئی ایک چیز تو ہونی چاہیئے جس کے لحاظ سے وہ کہہ سکتے ہوں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدّم کر رہے ہیں۔

☆ اگر ہر احمدی اس نقطۂ نگاہ سے غور کرے اور اسے اپنے اندر ایک بات بھی ایسی نظر نہ آئے جس میں وہ دین کو دنیا پر مقدم کر رہا ہو تو اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ محض منافقت کی بات ہے کہ وہ دعویٰ تو یہ کرتا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کرتا ہوں مگر عمل یہ ہے کہ وہ کسی ایک چیز کے لحاظ سے بھی دین کو دنیا پر مقدم نہیں کرتا۔ آخر کوئی ایک چیز تو ہونی چاہیئے جس کے متعلق وہ کہہ سکے کہ مَیں فلاں چیز کے لحاظ سے دین کو دنیا پر مقدم کر رہا ہوں۔ اور اس عہد کا کوئی نہ کوئی مفہوم تو ہونا چاہیئے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ عہد ہم سے صرف اتنا تقاضا نہیں کرتا کہ ہم کسی ایک پہلو میں دین کو دنیا پر مقدم کریں بلکہ ہر بات میں اور اپنے ہر کام میں ہمارا فرض ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ جو شخص اپنے ہر کام میں دین کو دنیا پر مقدم نہیں کر سکتا اسے کم از کم یہ تو کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ کسی ایک کام میں ہی دین کو دنیا پر مقدم رکھے تا کہ وہ کہہ سکے کہ میں اس عہد کو پورا کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ یہ کوشش خواہ وہ مال کے لحاظ سے کرے، خواہ تجارت کے لحاظ سے کرے، خواہ پیشہ کے لحاظ سے کرے، خواہ وطن کی محبت کے لحاظ سے کرے، خواہ ملازمت کے لحاظ سے کرے، خواہ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے تعلقات کے لحاظ سے کرے، خواہ عبادت کے لحاظ سے کرے، خواہ قربانی اور ایثار کے لحاظ سے کرے، بہرحال کوئی ایک چیز تو ایسی ہونی چاہیئے جسے وہ دنیا کے سامنے پیش کر سکتا ہو اور کہہ سکتا ہو کہ جن کاموں کا مجھے موقع ملا ہے ان میں مَیں نے دین کو دنیا پر مقدم کر لیا ہے اور جو باقی کام ہیں ان میں بھی مَیں پوری طرح تیار ہوں کہ اس عہد کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کروں۔ لیکن اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کا دعویٰ ایمان محض ایک منافقانہ فعل ہے جو اس کے کسی کام نہیں آسکتا۔

تم قریش کے اس واقعہ پر غور کرو اور دیکھو کہ باوجود اس کے کہ یہ لوگ سچے دین کے حامل نہیں تھے، باوجود اس کے کہ یہ لوگ بُت پرست تھے، باوجود اس کے کہ یہ لوگ بے دین تھے۔ انہوں نے کتنی عظیم الشان قربانی کی۔ یہ لوگ اپنی قوم پر بوجھ نہیں بنے۔ انہوں نے کہا ہم خدا کے لئے آئے تھے۔ ہماری قوم کا کیا حق ہے کہ وہ ہماری خدمت کرے۔ وہ خیمہ اٹھا کر مکّہ سے باہر چلے جاتے۔ باپ کے سامنے اس کا بیٹا مرتا، ماں کے سامنے اس کی بیٹی مرتی، بیوی کے سامنے اس کا خاوند مرتا، بچوں کے سامنے ان کا باپ مرتا، دوست کے سامنے دوست اور رشتہ دار کے سامنے رشتہ دار مرتا مگر کیا مجال کہ ان کی زبان پر کوئی شکایت آتی۔ کیا مجال کہ وہ اس جگہ کو چھوڑنے کے لئے تیار ہو جاتے۔ اتنی بڑی مصیبت دیکھنے کے بعد بھی انہوں نے اس جگہ کو نہیں چھوڑا۔ وہ کسی معجزہ کو دیکھ کر وہاں نہیں آئے تھے۔ وہ کسی نشان کو دیکھ کر وہاں نہیں آئے تھے، وہ کسی تازہ تعلیم پر ایمان لا کر وہاں نہیں آئے تھے۔ دو ہزار سال پہلے ان کے دادا ابراہیمؑ نے ایک بات کہی تھی اور وہ اپنے دادا کے وعدہ کے مطابق اس سرزمین میں آبسے۔ ان پر فاقے آئے مگر انہوں نے اس جگہ کو نہ چھوڑا۔ انہوں نے سالہا سال غربت اور تنگی اور اِفلاس میں اپنی زندگی کے دن بسر کئے۔ ان کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں تھا۔ ان کے پاس گزارہ کا کوئی سامان نہیں تھا۔ مگر انہوں نے کہا ہم اس مقام کو اب نہیں چھوڑ سکتے۔ ہم مٹ جائیں گے ہم ایک ایک کر کے فنا ہو جائیں گے۔ مگر ہم مکّہ کو چھوڑ کر کہیں باہر نہیں جائیں گے۔ یہ اتنی عظیم الشان قربانی ہے کہ یقیناً اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔

بہرحال اسی طرح مکّہ میں ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ ہاشم بن عبد مناف جو رسول کریم ﷺ کے پڑدادا تھے ان کا وقت آگیا۔ جب انہوں نے یہ حال دیکھا تو سمجھا کہ اس طرح تو قوم فنا ہو جائے گی۔ انہوں نے لوگوں کو جمع کیا اور ان میں تقریر کی کہ جو طریق تم نے ایجاد کیا ہے یہ اپنی ذات میں تہوّر کے لحاظ سے تو بڑا اچھا ہے مگر اس طرح وہ کام پورا نہیں ہوگا جس کے لئے تم لوگ مکّہ میں آئے ہو۔ اگر یہی طریق جاری رہا اور تم میں سے اکثر مرگئے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مکّہ خالی ہو جائے گا۔ بے شک جوش وخروش اور عزم کی پختگی کے لحاظ سے یہ کام ایسا شاندار ہے کہ اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ مگر عقل کے لحاظ سے یہ اچھا نہیں۔ کوئی ایسی تدبیر ہونی چاہیئے کہ ہم سب لوگ مکّہ میں بھی رہیں اور اس قسم کی موت بھی ہم میں واقعہ نہ ہو۔

غالباً ان کے ذہن میں یہ خیال بھی آیا ہوگا کہ اس طریق کو جاری رہنے دیا گیا تو دوسری قوموں پر اس کا بُرا اثر پڑے گا اور وہ کہیں گی یہ لوگ خدا کے لئے مکّہ میں بیٹھے ہوئے تھے مگر بھوکے مر گئے۔ پس اس طرح خدا کا احترام کم ہو جائے گا اور لوگ یہ سمجھیں گے کہ خداتعالیٰ کی خاطر قربانی کرنے کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ ہمیں اپنے آپ کو اس طرح رکھنا چاہیئے کہ ہمارا اعزاز دنیا میں قائم ہو اور دوسرے عرب قبائل سے ہماری حالت اچھی ہو۔ مکّہ والوں نے ہاشم کی بات سن کر کہا آپ جو تدبیر بتائیں ہم اسے ماننے کے لئے تیار ہیں۔ آپ نے فرمایا میری تجویز تو یہ ہے کہ ہم لوگ رہیں تو مکّہ میں ہی مگر اپنی حالت کو بہتر بنانے کے لئے تجارت شروع کر دیں۔ یوں بھی اپنی ذاتی اغراض کے لئے ہم بعض دفعہ سفر کر لیتے ہیں۔ اگر آئندہ ہم بعض سفر محض تجارت کی خاطر کریں تو اس سے ہماری گری ہوئی حالت بہت کچھ سدھر جائے گی اور ہماری پریشانی دُور ہو جائے گی۔ زراعت کی تجویز آپ نے اس لئے نہ کی کہ مکّہ میں زراعت کی کوئی صورت نہیں تھی۔ دوکانداری کی تجویز آپ نے اس لئے نہ کی کہ دوکاندار کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ رات دن دوکان پر بیٹھا رہے۔ آپ نے سمجھا کہ اگر لوگوں نے دوکانداری شروع کر دی تو خدمت کعبہ کا وہ موقع جو اَب انہیں مل رہا ہے اس سے وہ محروم ہو جائیں گے۔ چنانچہ آپ نے یہ تجویز کی کہ قوم کا روپیہ لے کر ہر سال دو سفر کئے جائیں۔ ایک سفر سردی کے موسم میں کیا جائے جو یمن کی طرف ہو اور ایک سفر گرمی کے موسم میں کیا جائے جو شام کی طرف ہو۔ شام بوجہ سرد مقام ہونے کے گرمی کے سفر کے لئے موزوں تھا اور یمن بوجہ گرم مقام ہونے کے سردی کے سفر کے لئے موزوں تھا۔ آپ نے تجویز کیا کہ ہر سال اہل مکّہ کے نمائندہ قافلے یہ دو سفر محض تجارت کی غرض سے کیا کریں اور تجارت بھی قوم کے لئے کریں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاشم بن عبد مناف نے دنیا میں یا کم سے کم عرب میں سب سے پہلے کمپنی سسٹم جاری کیا ہے۔ یوں تو تاجر دنیا میں ہمیشہ تجارت کیا ہی کرتے ہیں۔ زید تجارت کی غرض سے باہر جاتا اور سودا لے کر آجاتا ہے تو پھر اسے زیادہ مہنگے داموں پر وہ وفروخت کر دیتا ہے۔ مگر یہ کہ سفر کسی فرد کا نہ ہو بلکہ قومی طور پر تمام قبیلہ کا مشترکہ سرمایہ لے کر سفر کیا جائے اس کی ابتدا کم سے کم عرب میں ہاشم بن عبد مناف سے ہی ہوئی ہے۔ لوگوں نے کہا بہت اچھا ہمیں منظور ہے۔ چنانچہ قافلے جانے لگے۔ جب بھی کوئی قافلہ جاتا تو ہر شخص دس بیس پچاس یا سو روپیہ جتنا دینا چاہتا قافلہ والوں کے سپرد کر دیتا۔ پھر ان میں سے ایک کو رئیس بنا دیا جاتا۔ اور باقی لوگ اہلِ مکّہ کی طرف سے نمائندہ بن کر اس سفر پر روانہ ہو جاتے۔ امرا جن کی حالت کچھ اچھی تھی وہ بعض دفعہ تجارت کی غرض سے اپنے غلام بھی ان سفروں میں بھیج دیا کرتے تھے۔ ان کا طریقِ تجارت یہ تھا کہ وہ مکّہ سے روانہ ہوتے وقت ایسی چیزیں اپنے ساتھ لے لیتے تھے جو اُن کی نظروں میں متبرک ہوتی تھیں اور جہاں جہاں عرب قبائل میں سے گزرتے وہاں مکّہ کے تبرّکات انہیں دیتے جاتے۔ مثلاً آبِ زمزم کے کچھ مشکیزے بھر کر اپنے ساتھ رکھ لیتے۔ چونکہ عرب قبائل کو خانۂ کعبہ سے بہت عقیدت تھی اس لئے جب انہیں گھر بیٹھے آبِ زمزم میسر آجاتا یا اسی طرح کی بعض اور چیزیں مل جاتیں تو وہ بہت خوش ہوتے اور

قریش کو نہایت ادب اور احترام کی نگاہ سے دیکھتے۔ اسی طرح اَور بھی کئی چیزیں وہ اپنے ساتھ رکھ لیتے تھے۔ مثلاً مکّہ میں لوہارے کا کام اچھا ہوتا ہے وہ لوہے کی تیار شدہ چیزیں لے لیتے۔ اسی طرح کھجوریں اپنے ساتھ رکھ لیتے اور یہ سب چیزیں رستہ میں فروخت کرتے جاتے۔ پھر جہاں عرب قبائل میں ٹھہرتے اور دیکھتے کہ وہاں کوئی چیز ایسی ہے جو شام میں اچھے داموں پر فروخت کی جاسکتی ہے تو وہ ان قبائل سے ایسی چیزیں خود خرید لیتے اور شام میں جا کر فروخت کر دیتے۔ پھر جب شام سے آتے تو وہاں سے دو قسم کا مال خرید لیتے۔ کچھ تو مکّہ والوں کے لئے اور کچھ راستہ میں آنے والے عرب قبائل میں فروخت کرنے کے لئے۔ اس طرح ان کو نفع بھی حاصل ہوتا اور شام اور دوسرے عرب علاقوں کا مال بھی مکّہ میں آجاتا۔ اسی طرح سردیوں میں وہ یمن کا سفر کیا کرتے تھے۔ مکّہ اور یمن کے درمیان بھی بڑا لمبا فاصلہ تھا اور اس راستہ پر بھی مختلف عرب قبائل آباد تھے۔ اس سفر میں بھی وہ تمام لوگوں کو مکّہ کے تحائف دیتے اور ان سے عمدہ عمدہ چیزیں خریدتے ہوئے یمن پہنچ جاتے اور یمن میں تمام مال فروخت کرکے وہاں کی مصنوعات اور غلّہ وغیرہ کچھ مکّہ والوں کے لئے اور کچھ رستہ کے عرب قبائل میں فروخت کرنے کے لئے لے آتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چند سال میں ہی مکّہ کی دولت سارے عرب سے زیادہ ہوگئی۔

ان کا یہ بھی طریق تھا کہ جب قافلہ واپس آتا تو ہر آدمی جس کا اس تجارت میں حصہ ہوتا تھا وہ اپنا آدھا حصہ غرباء کے لئے نکال دیتا تھا۔ مثلاً ایک شخص کو دوسو روپیہ نفع حاصل ہوا تو سو روپیہ وہ خود رکھ لیتا تھا اور سو روپیہ قومی فنڈ میں دے دیتا تھا۔ اس طرح غرباء کے گزارہ کے لئے ایک کافی رقم نکل آتی تھی۔ فرض کرو ایک دفعہ قافلہ گیا اور اسے ایک لاکھ روپیہ نفع حاصل ہوا تو پچاس ہزار روپیہ اسی وقت غرباء میں تقسیم کرنے کے لئے علیحدہ کرلیا جاتا تھا۔ اس طرح ایک قلیل مدت میں غرباء کی حالت بھی بہت بہتر ہوگئی۔ چنانچہ ایک عرب شاعر مکّہ والوں کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مکّہ کے لوگ ایسے اعلیٰ درجہ کے اخلاق کے مالک ہیں کہ وہ اپنا آدھا مال غرباء میں بانٹ دیتے ہیں اور اس طرح ان کے غریب بھی امیر کے برابر ہو جاتے ہیں۔ یہ تو ایک مبالغہ ہے کیونکہ سارے مکّہ میں زیادہ سے زیادہ پندرہ بیس مالدار ہوں گے اور سارے شہر کی آبادی پندرہ بیس ہزار ہوگی۔ وہ اپنا نصف نصف مال تقسیم بھی کریں تو بہت تھوڑا روپیہ لوگوں کو مل سکتا تھا۔ لیکن بہرحال اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان سفروں کے نتیجہ میں ان کی حالت اچھی ہوگئی اور وہ موت جو محض فاقوں کی وجہ سے ان پر آرہی تھی اس سے انہوں نے نجات حاصل کرلی۔ اس کے بعد قریش اس طریق پر برابر عمل کرتے رہے یہاں تک کہ اسلام آگیا اور مکّہ والے باقی سارے عرب سے زیادہ امیر ہو گئے اور دوسروں سے زیادہ معزز بھی ہو گئے۔

ان مذکورہ بالا واقعات سے دو باتیں نکلتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ بنو اسمٰعیل وعدۂ ابراہیمی کی پابندی کرتے ہوئے مکّہ میں بیٹھ نہیں رہے بلکہ شروع میں ہی وہ مکّہ چھوڑ کر اِدھر اُدھر پھیل گئے تھے۔ قُصَیّ بن کلاب نے تحریک کر کے دوبارہ انہیں مکّہ میں بسایا۔ پس جو لوگ ان کے کہنے پر مکّہ میں آبسے ان کو قریش کہا جانے لگا۔ یعنی وہ لوگ جو پہلے بکھرے ہوئے تھے مگر پھر قصی کی تحریک پر دوبارہ مکّہ میں جمع ہوئے۔

دوسری بات ان واقعات سے یہ نکلتی ہے کہ مکّہ میں بسنے کی وجہ سے یہ لوگ غریب ہو گئے تھے۔ ہاشم جو رسول کریم ﷺ کے پڑدادا تھے انہوں نے تحریک کی کہ یہ لوگ شام اور یمن کا سفر کیا کریں تا کہ ان کی حالت اچھی ہو۔

☆ اگر ہم عربوں کی ایک نسل کی عمر 30 سال فرض کرلیں تو یہ تحریک رسول کریم ﷺ کی پیدائش سے کوئی سوا دو سو سال پہلے شروع ہوئی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور رسول کریم ﷺ کے زمانہ کے درمیان کوئی 22۔23 سو سال کا فرق تھا... اس میں سے یہ سوا دوسو سال نکال دیں تو باقی دو ہزار سال رہ گئے۔ یہ دو ہزار سال کا زمانہ ایسا تھا جس میں قوم اپنا فرض بھولی رہی۔ دنیا میں یہ قاعدہ ہے کہ جوں جوں اوپر کی نسل کی طرف جائیں ماں باپ کی یاد اولاد کے دلوں میں زیادہ قائم ہوتی ہے اور جوں جوں نیچے کی طرف آئیں یہ یاد کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس قاعدہ کے مطابق حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے زمانہ کا قرب جس نسل کو حاصل تھا اسے قدرتاً وہ وعدے زیادہ یاد ہونے چاہئے تھے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئے۔ کیونکہ دنیا میں طریق یہی ہے کہ باپ کو بیٹا زیادہ یاد رکھتا ہے۔ پوتا اس کی یاد کو کم کر دیتا ہے اور پڑپوتا اس کی یاد کو اور بھی کم کر دیتا ہے یہاں تک کہ چار پانچ پشت میں تو اولاد اپنے دادا پڑدادا کو بالکل ہی بھول جاتی ہے۔ اور اگر اس سے بھی زیادہ عرصہ گزر جائے تو انہیں کچھ بھی یاد نہیں رہتا۔ چنانچہ تمام بڑی بڑی قوموں کو دیکھ لو سب میں یہی کیفیت نظر آئے گی۔ مثلاً رسول کریم ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کی اولاد نے جو ابتدا میں قربانیاں کیں وہ کتنی حیرت انگیز ہیں۔ مگر اب سادات کو دیکھ لو ان کی کیا حالت ہے۔ ان میں سے اکثر ایسے ملیں گے جو اسلام سے کوسوں دُور ہیں حالانکہ وہ رسول کریم ﷺ کی بیٹی کی اولاد ہیں۔

☆ غرض طبعی طریق کو اگر مدّنظر رکھا جائے تو شروع زمانہ میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کا اثر ان کی قوم پر زیادہ ہونا چاہئے تھا اور دو ہزار سال کے بعد تو ایسی جاہل اور اَن پڑھ قوم میں سے ان کا ذکر بالکل مٹ جانا چاہئے تھا۔ مگر ہوا یہ کہ عین دو ہزار سال کے بعد پھر ان میں ایک تحریک پیدا ہوئی اور وہ اپنے دادا کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مکّہ میں آبسے۔ وہ بھوکے بھی رہے، وہ ننگے بھی رہے، وہ تکلیفیں بھی برداشت کرتے رہے مگر انہوں نے مکّہ کو نہ چھوڑا۔

☆ اب سوال یہ ہے کہ وہ کیا اتفاق تھا جس نے دو ہزار سال کے بعد قوم میں خانۂ کعبہ کے گرد بسنے کا پھر احساس پیدا کر دیا۔ علم النفس کے ماتحت اگر ہم غور کریں تو دو ہزار سال کے بعد یہ ذکر قوم میں سے بالکل مٹ جانا چاہئے تھا۔ مگر ہوا یہ کہ دو ہزار سال کے بعد یکدم ان میں ایک شخص پیدا ہوا اور اس نے کہا کہ ہم کو پھر مکّہ میں جمع ہو جانا چاہئے اور اولادِ اسمٰعیل میں سے ایک قبیلہ باوجود ہر قسم کے مخالفانہ حالات کے مکّہ میں بیٹھ جاتا ہے اور خانہ کعبہ کی خدمت اور مکّہ کی حفاظت کا کام اپنے ذمہ لے لیتا ہے اور پھر یہ لوگ اس کام کو اتنی محبت اور اتنے پیار سے سرانجام دیتے ہیں کہ وہ بھوکے مرتے ہیں۔ ان کی آنکھوں کے سامنے ان کے بچے تڑپ تڑپ کر جان دیتے ہیں۔ ان کی بیویاں اور ان کی بیٹیاں مرتی ہیں۔ مگر وہ مکّہ کو چھوڑنے کا نام نہیں لیتے۔ اتنا شدید احساس دو ہزار سال گزرنے کے بعد ان لوگوں میں کیوں پیدا ہوا؟ اور پھر اسی قبیلہ کے دل میں یہ خیال کیوں پیدا ہوا جس میں سے محمد رسول اللہ ﷺ نے پیدا ہونا تھا۔

ایک معمولی غور سے یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ یہ قدرت کی ایک انگلی تھی جس نے قوم کو اشارہ کیا کہ جس بات کے لئے تمہارے باپ دادا نے اس مکّہ کو آباد کیا تھا اس کا وقت اب بالکل قریب آرہا ہے۔ جاؤ اور مکّہ میں رہو۔ ورنہ یہ اتفاق کس طرح ہوسکتا ہے کہ دو ہزار سال اِدھر اُدھر پھرنے کے بعد ایک بڑی قوم کا صرف وہی ٹکڑا مکّہ میں جمع ہوتا جس میں سے آنے والے موعود نے پیدا ہونا تھا۔ دشمن کہہ سکتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے نعوذ باللہ جھوٹا دعویٰ کر دیا۔ مگر سوال یہ ہے کہ آخر یہ کیا بات ہے کہ اس جھوٹے کی آمد سے پہلے تمام قوم چاروں طرف سے اکٹھی ہو کر مکّہ میں آجاتی ہے اور اس لئے آتی ہے کہ ہمارے دادا ابراہیمؑ نے کہا تھا کہ تم اس مقام پر رہو اور اسے آباد رکھو کہ یہ عالمگیر مذہب کا مرکز بننے والا ہے۔ یہ عظیم الشان تغیر جو یکدم بنو اسمٰعیل میں پیدا ہوا اور جس نے ان میں تہلکہ ڈال دیا بتاتا ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس وعدہ کے مطابق ہوا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیا گیا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَيُزَكِّيۡهِمۡ ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ۔ (البقرة 130) اے میرے ربّ! ان مکّہ والوں میں ایک رسول مبعوث فرما جو انہی میں سے ہو۔ وہ انہیں تیری آیات پڑھ پڑھ کر سنائے۔ تیری کتاب کا علم ان کو دے۔ حکمت کی باتیں ان کو سکھائے۔ اور ان کے نفوس کا تزکیہ کرے۔ اس دعائے ابراہیمی سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ رسول مکّہ میں آئے گا اور مکّہ کے رہنے والوں سے سب سے پہلے کلام کرے گا۔ اگر مکّہ آباد نہ ہوتا تو وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا کی دعا کس طرح پوری ہوتی اور وہ کون سے لوگ تھے جن میں یہ رسول مبعوث ہوتا۔ اسی طرح ابراہیمؑ نے کہا تھا کہ وہ انہیں کتاب اور حکمت سکھائے۔ اگر مکّہ آباد نہ ہوتا تو وہ کون لوگ تھے جن کو کتاب اور حکمت سکھائی جاتی۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا کہ وہ رسول ان کو پاک کرے۔ اگر وہاں کوئی آدمی ہی نہ ہوتا تو اس رسول نے پاک کن کو کرنا تھا۔ اگر مکّہ آباد نہ ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو یہ چار دعائیں کی تھیں ان میں سے ایک بھی پوری نہ ہوسکتی۔ پس یہ اتفاق نہیں تھا بلکہ جو کچھ ہوا الٰہی سکیم اور اس کے منشاء کے مطابق ہوا۔ دشمن کہہ سکتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے نعوذ باللہ جھوٹا دعویٰ کر دیا مگر اس امر کو کون اتفاق کہہ سکتا ہے کہ دو ہزار سال تک ایک قوم اِدھر اُدھر بھٹکتی پھرتی ہے۔ وہ ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کی تمام پیشگوئیوں کو فراموش کر دیتی ہے مگر جب زمانۂ محمدی قریب آتا ہے تو یکدم اس قوم میں ایک حرکت پیدا ہوتی ہے۔ وہ کہتی ہے ہم سے یہ کیا بے وقوفی ہوئی کہ ہم اِدھر اُدھر پھرتے رہے۔ ہمارے دادا نے تو ہم سے کہا تھا کہ مکّہ میں رہو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ ہمارے دادا نے تو کہا تھا کہ تمہاری تمام ترقی مکّہ میں رہنے سے وابستہ ہے۔ مگر ہم کہیں کے کہیں پھرتے رہے۔ اور وہ پھر مکّہ میں آکر بس جاتی ہے۔ اس لئے نہیں کہ مکّہ میں کوئی کارخانہ کھل گیا تھا۔ اس لئے نہیں کہ وہاں تجارتیں اچھی ہوتی تھیں۔ اس لئے نہیں کہ وہاں زراعت اچھی تھی۔ بلکہ صرف اس لئے کہ ابراہیمؑ نے انہیں ایک بات کہی تھی اور وہ اس پر عمل کرنے کے لئے وہاں اکٹھے ہو گئے۔ پس یہ اتفاق نہیں بلکہ جو کچھ ہوا اللہ تعالیٰ کے منشاء اور اس کے ازلی فیصلہ کے مطابق ہوا۔

☆ پھر میرے نزدیک بالکل ممکن ہے کہ اس اجتماع میں یہودی اور نصرانی روایات کا بھی دخل ہو کیونکہ قوم کو دوبارہ سمجھانے والے قصّی تھے جن کے تعلقات نصاریٰ اور یہود سے تھے۔ تعجب نہیں کہ جب یہودیوں اور عیسائیوں میں یہ چرچے شروع ہوئے ہوں کہ نبی مختون کی آمد کا وقت قریب ہے اور یہود و نصاریٰ کے علماء سے انہوں نے سنا ہو کہ موعود نبی عرب میں ظاہر ہونے والا ہے تو اپنی قومی روایات کو ملا کر انہوں نے یہ نتیجہ نکالا ہو کہ اگر موعود نبی عرب میں آیا تو پھر مکّہ میں ہی آئے گا... اور ان کے دل میں یہ خیال آیا ہو کہ خدا تو ہمارے گھر میں نبوت کا چشمہ پھوڑنے والا ہے اور ہم اِدھر اُدھر بھٹکتے پھرتے ہیں اور اسی بناء پر انہوں نے اپنی قوم کو یہ نصیحت کی ہو کہ آؤ اور مکّہ میں اکٹھے ہو جاؤ تا کہ آنے والے ظہور سے فائدہ اٹھا سکو۔

☆ مَیں نے اوپر کہا تھا کہ خدا کی انگلی نے انہیں اشارہ کیا اور وہ مکّہ میں جمع ہو گئے۔ لیکن اب میں کہہ رہا ہوں کہ انہوں نے یہود اور نصاریٰ سے آنے والے نبی کی باتیں سنیں اور جب انہیں معلوم ہوا کہ عرب میں ایک نبی آنے والا ہے تو اپنی قومی روایات اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وعدے ملا کر انہوں نے یہ نتیجہ نکال لیا ہو کہ وہ نبی مکّہ میں پیدا ہونے والا ہے۔ بظاہر ان دونوں میں اختلاف نظر آتا ہے لیکن درحقیقت کوئی اختلاف نہیں۔ اس لئے کہ اگر انہوں نے یہود اور نصاریٰ سے سن کر ایسا کیا تب بھی یہود اور نصاریٰ نے جو کچھ بتایا وہ خدائی پیشگوئیاں تھیں اور خدائی پیشگوئیاں بھی قدرت کی انگلی ہوتی ہیں جو بنی نوع انسان کی راہنمائی کرتی ہیں۔ اور اگر انہوں نے ان پیشگوئیوں کو نہیں سنا تب بھی یہ خدائی انگلی اور اس کی قدرت کا ایک زبردست ہاتھ تھا کہ جس بات کا انہیں دو ہزار سال تک خیال نہ آیا وہ نبی عرب کے ظہور سے سوا دوسو سال پہلے انہیں یاد آگئی اور ایسی یاد آئی کہ ہزاروں تکالیف کے باوجود وہ مکّہ میں آکر بس گئے۔ پس اگر وہ یہود و نصاریٰ کی باتیں سن کر آئے تب بھی اور اگر وہ خود بخود آئے تب بھی، جو کچھ ہوا قدرت کے اشارہ کے ماتحت ہوا اور اس طرح اپنی قوم کو وہاں جمع کر کے وہ خدائی تدبیر کا آلۂ کار بن گئے۔

(باقی آئندہ)

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟
اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کرلیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ

(مینجر)

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing, Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box, Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road, Unit 2 Morden **SM4 5JF**
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

دلچسپ اور ایمان افروز واقعات

[حضرت مولوی محمد حسین صاحب المعروف سبز پگڑی والے کی تصنیف 'میری یادیں' حصہ دوم سے ماخوذ بعض دلچسپ اور ایمان افروز واقعات ذیل میں ہدیہ قارئین ہیں۔ ان واقعات سے جہاں غیر احمدیوں کی طرف سے مخالفت اور عناد کا پتہ چلتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے احمدی مبلغین اور داعیان الی اللہ کی نصرت و تائید اور ان کے اموال و نفوس میں برکت اور دشمنوں کی ذلّت و رسوائی کا بھی علم ہوتا ہے۔ (مدیر)]

سولہ گلی گوئی میں ایک غیر احمدی گھرانے کے ساتھ انصاف اور ان کا قبول احمدیت

اس علاقہ میں ایک احمدی مُلّاں اللہ دتہ صاحب رہتے تھے۔ اور ایک ان کے داماد تھے۔ ان کے ہمسائے میں غیر احمدی دوست رہتے تھے اور انہوں نے بھینس رکھی ہوئی تھی۔ ایک دن وہ بھینس مُلّاں اللہ دتہ صاحب کے داماد کی مکئی کی فصل میں گھس گئی اور کچھ فصل کو بھی نقصان پہنچا۔ اس کی بیوی نے دیکھ لیا یہ گئی اور جا کر بھینس کو نکالا۔ بعدہٗ جب مُلّاں اللہ دتہ صاحب کے داماد کو پتہ چلا تو وہ بھاگا ہوا گیا اور اس عورت کو برا بھلا کہنے لگا اور اسے گرا کر مارا۔ اس عورت نے اپنے خاوند کو جا کر بتایا کہ ایسے ہوا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ ان کے آجکل مولوی صاحب آئے ہوئے ہیں۔ ان کے پاس جا کر ساری بات بتاؤ کہ اس نے زیادتی کی ہے۔ اور اگر مولوی صاحب نے اس کے ساتھ کوئی رعایت کی تو ہم سمجھیں گے کہ یہ لوگ بھی ہمارے جیسے ہی ہیں۔ اور اگر انصاف کیا تو ہم سمجھیں گے کہ وہ حق پر ہیں۔ اس لڑکی کے سُسر کا گھر بھی قریب ہی تھا۔ وہ، اس کا خاوند اور وہ لڑکی خود تینوں میرے پاس آ گئے۔ انہوں نے مجھے آ کر بتایا کہ مولوی صاحب یہ معاملہ ہوا ہے۔ میں نے اسے بلوایا تو وہ نہ آیا۔ اس پر اس کے سُسر مُلّاں اللہ دتہ صاحب کو بہت غصہ آیا کہ مولوی صاحب نے اس کے داماد کو بلایا ہے اور وہ نہیں آیا۔ اس نے اور لڑکوں کو بھیجا کہ جا کر اسے بازوؤں سے پکڑ کر کھینچ لاؤ۔ وہ لڑکے اسے کھینچ کر لے آئے۔ میں نے کہا تم نے یہ حرکت کیوں کی ہے؟ بھینس اس نے جان بوجھ کر تو نہیں چھوڑی تھی اور نہ بھینس کوئی پڑھی لکھی ہی تھی کہ دیکھ کر پہچان جاتی۔ وہ تو کسی اَور کا بھی کھیت ہوتا تو اس میں اس نے چلے جانا تھا۔ مگر وہ لڑکی دوڑی گئی۔ اس کے جانے تک اس نے تین چار مکئی کے پودوں کو توڑ دیا۔ تم تو یہ کر سکتے تھے کہ ان پودوں پر جو بھٹے لگے ہوئے تھے ان کے پیسے اس سے لے لیتے۔ مگر تم نے اسے کیوں مارا۔ اگر تیری بیوی ہو اور اس کا خاوند بھینس کے ایسا کرنے پر یہی سلوک اس سے کرے جو تم نے اس شخص کی بیوی سے کیا ہے تو تم کیا کرو گے؟ بتاؤ؟ وہ چُپ رہا۔ میں نے اسے دس روپے جرمانہ کر دیا اور کہا کہ ابھی ادا کرو۔ کہنے لگا کہ میرے پاس اس وقت نہیں ہے۔ مُلّاں اللہ دِتّہ صاحب جو اس کے سُسر تھے انہوں نے اپنے پاس سے اس کی ادائیگی کر دی اور ساتھ ہی اس سے کہا کہ اس لڑکی سے معافی بھی مانگو۔ وگرنہ تمہاری کمر پر پتھر رکھوا کر دھوپ میں لٹا دوں گا۔ تم نے اس طرح کیوں کیا؟ ان پر اس کا بہت اچھا اثر ہوا اور وہ کچھ دیر بعد احمدی ہو گئے۔

....

یُوپی ہندوستان میں آریوں سے مناظرہ

اس علاقہ میں ایک گاؤں تھا دھرم پورہ وہاں آریوں نے مسلمانوں سے مناظرہ کا چیلنج دے دیا اور وہاں کے غیر احمدی مسلمانوں نے قبول کر لیا۔ انہوں نے اپنے مولویوں سے مشورہ کیا کہ ہم نے چیلنج تو قبول کر لیا ہے اب ہمیں کوئی ایسا مولوی بتائیں جو خوب ان کے مذہب کا بھی علم رکھتا ہو اور ان کا مقابلہ کرے۔ وہ کہنے لگے بات یہ ہے کہ ایسا مولوی تو ایک قادیانی ہے اسے جا کر ملو۔ وہ میرے ہیڈ کوارٹر سے قریباً ایک سو میل دُور رہتے تھے۔ وہ بذریعہ بس میرے پاس پہنچے اور آ کر ساری بات بتائی کہ آریہ ہمیں ہندو کرنے آئے تھے اور انہوں نے یہ یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن کریم پر اعتراض کیے ہیں جن کا ہمیں بہت دکھ ہوا کہ ہم تو رسول پاکؐ کو ماننے والے ہیں۔ ہم نے انہیں برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ اس پر انہوں نے مناظرے کا ہمیں چیلنج دیا جو ہم نے منظور کر لیا۔ ہمیں ہمارے مولویوں نے آپ کا پتہ دیا ہے سو ہم چلے آئے ہیں۔ پرسوں ہمارا اُن سے مناظرہ کا وقت ہے۔ ان کے ایک مولوی نے پہلے میرا ایک مناظرہ سنا ہوا تھا۔

خیر مَیں نے کہا بہت اچھا میں چلوں گا۔ دو آدمی تھے۔ رات میرے پاس ہی رہے۔ صبح ہم اکٹھے چل پڑے۔ بس کے ذریعہ کاٹھگڑھ پہنچے۔ وہاں سے دوسری بس تبدیل کرنی تھی اور آغا گڑھ جا کر وہاں سے آگے دھرم پور جانا تھا۔ وہاں جب ہم بس تبدیل کر کے دوسری میں بیٹھ گئے تو دو سپاہی اور ایک انسپکٹر پولیس بار بار مجھے دیکھیں۔ آخر انسپکٹر صاحب میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ذرا باہر تشریف لائیں۔ مَیں نے کہا ہماری بس چلنے والی ہے اور ہم نے مناظرہ پر جانا ہے۔ آپ مسلمان ہیں اور ہمیں ہی روک رہے ہیں۔ شام تک ہم نے وہاں پہنچنا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ جب تک مَیں اجازت نہ دوں یہ بس روانہ نہیں ہو سکتی اس لئے آپ اتریں۔ مَیں اتر آیا۔ مجھے ایک سائیڈ پر لے جا کر کہنے لگا کہ آپ کا دولت خانہ کہاں ہے؟ مَیں نے کہا قادیان میں۔ آپ احمدی ہیں؟ مَیں نے کہا جی ہاں۔ مَیں احمدی ہوں۔ کہنے لگا مجھے آپ کی ضرورت ہے۔ میں بھی خدا کے فضل سے احمدی ہوں اور میں بی اے پاس ہوں۔ جبکہ میری بیوی ایف اے پاس ہے۔ اسے میں نے تبلیغ کروانی ہے۔ میری تو وہ کوئی بات سنتی نہیں۔ مَیں نے کہا بہت اچھا مناظرہ سے واپسی پر۔ کہنے لگا آپ کب واپس آئیں گے؟ میں نے کہا پرسوں یا ترسوں۔ چوتھے دن اور ایک دن آپ کے پاس ٹھہر جاؤں گا۔ وہ کہنے لگا مَیں آپ کا یہیں انتظار کروں گا۔ میرے سپاہیوں کی یہیں ڈیوٹی ہوتی ہے۔ مَیں ان سے بھی کہہ دوں گا کہ آپ کو یاد کروا دیں۔

شام ہم دھرم پور پہنچے۔ لوگ بہت خوش کہ ہمارا مولوی آ گیا۔ پہلے بڑے گھبرائے ہوئے تھے۔ غیر احمدی مولوی بھی کہتا تھا کہ اگر انہیں یعنی مجھے پتہ چل گیا تو وہ ضرور پہنچیں گے کیونکہ وہ تو پنجاب سے اسی ڈیوٹی پر آئے ہوئے ہیں اور وہ تو ایسا شکار ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ انہوں نے بہت ہی آرام میں مجھے رکھا۔ اعلیٰ کھانا، اعلیٰ بستر۔ صبح نو بجے کا وقت ہوگا کہ وہ آریہ آ گئے۔ ہم بھی ناشتہ کر چکے تھے۔ وہ آ کر کہنے لگے کہ ہم وقت مقررہ پر پہنچ گئے ہیں۔ لہٰذا مناظرہ کے لئے آ جائیں۔ ہم بھی پہنچ گئے۔ ان کا جو لیکچرر تھا اس نے کہیں مجھے پہلے دیکھا ہوا تھا اور وہ مسمریزم کا بڑا ماہر تھا۔ اس مناظرہ کی اطلاع آگرہ میں بھی تھی لہٰذا وہاں سے ڈاکٹر فضل کریم صاحب جو کافی لمبی داڑھی رکھا کرتے تھے وہ بھی پہنچ گئے۔ عین مناظرہ کے وقت پہنچے تھے۔ مَیں نے انہیں صدر بنا لیا۔ خود مناظرہ کے لئے سٹیج پر کھڑا ہو گیا۔ ان کا جو سوامی تھا مجھ سے کہنے لگا آپ تو قادیانی ہیں؟ مَیں نے کہا قادیانی ہونا کوئی جرم ہے۔ کہنے لگا نہیں، میں نے ویسے ہی پوچھا تھا۔ ہمارا تو ان سنّیوں سے جھگڑا ہے۔ مَیں نے کہا نہیں، کفر اور اسلام کا جھگڑا ہے۔ نہ کسی سُنّی سے ہے اور نہ کسی شیعہ سے۔ بلکہ یہ تو سیدھا سیدھا کفر اور اسلام کا جھگڑا ہے۔ آپ اپنی ویدک تعلیم کو عالمگیر تعلیم ثابت کریں۔ مَیں قرآن پاک کی تعلیم کو عالمگیر ثابت کروں گا۔ آخر اسے ماننا پڑا۔ وہ بار بار میری طرف توجہ کر کے آنکھیں نہیں جھپکتا تھا اور ٹکٹکی باندھ کر میری طرف دیکھ رہا تھا۔ میں نے بھی ایک منٹ دیکھا پھر دو منٹ دیکھا۔ بعدہٗ میں نے بھی سامنے مقابلہ پر اس کے نظر ٹکا دی۔ مَیں نے کہا پنڈت صاحب آپ کی وہ کونسی کتاب ہے؟ اس نے جھٹ کتاب کی طرف دیکھا۔ اس طرح اس کی نظر خود ہی ہٹ گئی۔ وہ جو مجھ پر اثر ڈالنا چاہتا تھا اور اس کشش کو بھی میں سمجھتا تھا یہ ساری نظر کی کھیل ہوتی ہے۔ ڈاکٹر فضل کریم صاحب بھی دیکھ رہے تھے۔ وہ بھی سمجھ گئے کہ یہ پنڈت بار بار مسمریزم کرنا چاہتا ہے۔ مجھے کہنے لگے ٹھیک کیا ہے۔ پہلی فتح تو ہماری ہو گئی ہے۔ اب انشاء اللہ ہماری ہی فتح ہے۔ تین ٹریں اس نے لیں۔ چوتھی کے وقت بیٹھ گیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ میں اپنے بڑے پنڈت کو لاؤں گا پھر آپ سے مناظرہ ہوگا۔ مَیں نے کہا یہ بڑے چھوٹے پنڈت کا سوال نہیں ہے۔ یہ تو کفر اور اسلام کا سوال ہے۔ آپ کی کتاب عالمگیر نہیں ہے اور نہ اس کا دعویٰ ہی ہے کہ مَیں عالمگیر تعلیم رکھتی ہوں۔ قرآن کریم کی تعلیم عالمگیر ہے اور اس کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ میں ساری دنیا کے لئے ہوں۔ مَیں ساتھ آیات پڑھ کر اس کی تصدیق بھی کر دیتا تھا۔ خیر وہ لاجواب ہو گیا۔ وہاں ان کا صدر وہاں کے راجے کا بیٹا کرشن پال تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ اس کے پنڈت کو جواب نہیں آ رہا تو وہ کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ مولوی صاحب ہمارا پنڈت آپ سے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا اس لئے آپ اس وقت اس مناظرہ کو ملتوی کر دیں اور مہربانی کریں۔ مَیں نے کہا جو طاقت نہیں رکھتے وہ اسے ملتوی کریں۔ مَیں تو اللہ کے فضل و کرم سے طاقت رکھتا ہوں۔ مجھے اسے ملتوی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ کہنے لگا اچھا تو ہم اسے ملتوی کرتے ہیں۔ مَیں نے کہا ٹھیک ہے تو پھر کب مناظرہ ہوگا؟ کہنے لگا یہ بعد کی باتیں ہیں۔ پھر کبھی موقع دیکھ کر ہم آپ کو اطلاع کر دیں گے آپ ہمیں اپنا ایڈریس لکھوا دیں۔ مَیں نے انہیں اپنا ایڈریس لکھوا دیا۔ ہمارے صدر مناظرہ ڈاکٹر فضل کریم صاحب بہت خوش ہوئے۔ کہنے لگے کہ مَیں یہ دیکھ کر بڑا حیران ہوا تھا کہ آپ نے کتنی جلدی پہچان لیا کہ یہ مسمریزم کے ذریعہ آپ پر اپنا اثر ڈالنا چاہتا ہے اور آپ نے ڈٹ کر اس کا مقابلہ کیا اور آخر اسے شکست ہوئی۔ اس کی توجہ جو بار بار آپ پر ڈال کر آپ کو مرعوب کرنا چاہتا تھا ٹوٹ گئی۔ اور اس بات سے کہ کتاب کا حوالہ کتاب میں سے حاصل کرتے ہیں وہ اسی پر ہی ناکام ہو گیا۔ ہم واپس مناظرہ کی جگہ سے آ گئے اور گاؤں والوں سے واپس جانے کے لئے اجازت چاہی۔ مگر وہ کہنے لگے کہ ہم نے تو دو دن اَور آپ کو نہیں جانے دینا۔ ہمارے احمدیوں میں سے وہاں پر کوئی بھی نہیں تھا۔ میں نے کہا اچھا پھر کل کا دن اَور رہ لیتا ہوں کیونکہ اگلے گاؤں میں بھی مناظرہ کے لئے چوتھا دن مقرر کیا ہوا تھا۔ وہاں ٹھہر کر خوب انہیں اسلام کی خوبیاں، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے ثبوت، قرآن کریم کی شان، اسلام کی صداقت کے ثبوت (سمجھائے) غرضیکہ بہت ان پر محنت کی۔ وہ خوب پکے مسلمان ہوئے۔ انہیں باقاعدہ نمازیں پڑھنے کی تاکید کی کیونکہ وہ نمازوں وغیرہ میں بہت کمزور تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کے پاس نہ تو اسلام کے بارے میں اتنا علم ہے اور نہ آپ لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ آپ کے کمزور ایمان کی وجہ سے یہ آریہ لوگ آپ کے پاس بار بار آ جاتے ہیں تا کہ آپ کو مرتد کر سکیں۔ کہنے لگے کہ اب ہم پکّے مسلمان ہو گئے ہیں۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ آئندہ سے ہم باقاعدہ نمازیں پڑھیں گے اور جو کمی ہے اسے دُور کریں گے۔ ان کے مولوی صاحب سے مَیں نے وعدہ لیا کہ اب آپ نے ان کو پکّے رکھنا ہے۔ چوتھے دن صبح کی گاڑی سے وہاں سے روانہ ہو کر دس بجے کے قریب کاٹھگڑھ پہنچ گئے۔ جو اُن کا صدر کرشن پال تھا وہ ہماری بڑی عزت کرنے لگا۔ کہنے لگا کہ ہمارا تو خیال تھا کہ یہاں جو ان کا مولوی ہے وہ مقابلہ کرے گا مگر وہ کہاں بیچارہ مناظرہ کر سکتا تھا۔ وہ مجھ سے مصافحہ کر کے چلے گئے۔ جس وقت کاٹھگڑھ بس پہنچی تو وہاں اڈّے پر وہی انسپکٹر صاحب کھڑے تھے۔ کہنے لگے مَیں پندرہ منٹ سے آپ کا انتظار کر رہا تھا۔

کاٹھ گڑھ میں ایک احمدی پولیس انسپکٹر کی بیوی کو تبلیغ اور اس کی بیعت کا ذکر

چونکہ مَیں اس انسپکٹر سے وعدہ کر کے آیا تھا اسی لئے میں نے کاٹھ گڑھ کا ہی ٹکٹ لیا تھا اس سے آگے جانے کا نہیں لیا تھا۔ بہر حال بس سے اتر گئے۔ انسپکٹر صاحب نے سپاہیوں سے کہا کہ ان کا سامان اٹھا لو۔ میرے پاس کتابوں کا صندوق تھا وہ دونوں طرف سے اٹھا کر لے گئے۔ اور ہم دونوں بھی ساتھ ساتھ جا رہے تھے کہ راستہ میں انسپکٹر صاحب نے مجھے بتایا کہ میری بیوی اہلحدیث ہے۔ میرے گھر میں الفضل اخبار آتا ہے اور ساتھ ہی اہلحدیث کا اخبار بھی۔ وہ الفضل اخبار اٹھا کر میری چارپائی پر رکھ دیتی ہے اور پڑھتی نہیں۔ میں اس سے کہتا ہوں کہ مَیں تیری اخبار پڑھ لیتا ہوں۔ تُو اسے کیوں نہیں پڑھتی اور تم الفضل اخبار پر اعتراض کرتی رہتی ہو۔ وہ جواب دیتی ہے کہ یہ مذہبی بات ہے۔ میرا دل نہیں چاہتا، مَیں نہیں پڑھتی۔ میرا اپنا اخبار آتا ہے۔ مَیں اہلحدیث ہوں مَیں وہی پڑھوں گی۔ میں نے کہا میں جو تمہارا پڑھ لیتا ہوں۔ کہتی ہے بیشک پڑھیں، میں نے نہیں پڑھنا۔ اتنی زیادہ وہ متعصّب ہے اور اسے تبلیغ کرنی ہے۔ میں نے کہا اللہ ہی رحم کرے۔ جو خاوند کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہے مَیں تو سادہ لباس میں ایک سادہ سا آدمی ہوں میرا اس پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ مَیں نے دعا کی کہ مولا کریم مَیں نے تو تیرے مامور کی باتیں سنانی ہیں اس لئے اس پر اثر پیدا کر دینا اور یہ کام اپنے فضل سے اپنے ذمّہ لے لینا۔ دعا کرتے کرتے گھر پہنچ گئے۔ گرمی بہت تھی۔ گھر پہنچ کر وہ وردی تبدیل کر رہے تھے سخت پسینہ آیا ہوا تھا۔ ان کی بیٹھک میں جا کر بیٹھے تھے کہ تھانے سے سپاہی دوڑا ہوا آیا اور کہنے لگا جناب عالی سپرٹنڈنٹ پولیس تھانے آئے ہیں وہ آپ کو یاد کر رہے ہیں۔ وہ کہنے لگا یہ تو بڑا کام خراب ہوا ہے۔ مولوی صاحب وہ تو ہمارا بڑا افسر ہے مجھے اب جانا ہی

پڑے گا۔ وہ تین گھنٹہ ٹھہرا کرتا ہے پھر چلا جاتا ہے۔ آپ کو اگر بعد میں کسی چیز کی ضرورت ہو تو فلاں نام کا ہمارا نوکر ہے اسے آپ آواز دے دینا وہ آپ کی ضرورت پوری کر دے گا۔ یہ کہہ کر وہ تو تھانے چلے گئے۔ اسے گئے ہوئے قریباً پندرہ منٹ ہوئے ہوں گے مَیں اکیلا بڑا گھبرایا کہ اتنا وقت یہاں اکیلا کیا کروں گا۔ آخر میں نے اس نوکر کو آواز دی۔ اس پر اس کی بیوی کہنے لگی کہ مولوی صاحب آپ کو کیا چاہئے؟ خود پوچھنے لگی۔ بیٹھک میں مَیں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک دروازہ باہر گلی میں کھلتا تھا دوسرا صحن میں کمرہ کے ساتھ بھی تھا۔ میں نے کہا بہن صاحبہ مَیں نے بچے کو بلایا ہے۔ کہنے لگی نہیں آپ کو پانی چاہئے یا دودھ چاہئے؟ مَیں نے کہا پانی چاہئے۔ اچھا میں ابھی لاتی ہوں۔ اُسے تو میں نے بازار بھیجا ہوا ہے کچھ خریدنے کے لئے‘۔ وہ خود پانی کا گلاس لے آئی۔ اس نے دروازہ تھوڑا سا کھولا اور مجھے گلاس پکڑا دیا۔ میں نے تھوڑا سا پی کر اسے واپس کر دیا۔ پیاس تو مجھے بہت تھوڑی ہی تھی۔ اس کے ساتھ اتنی بات تو ہو گئی۔ میں نے کہا بہن صاحبہ آپ کو کس وقت فرصت ہوتی ہے؟ کہنے لگی مجھے تو مولوی صاحب فرصت ہی فرصت ہے آپ نے جب کھانا کھانا ہوگا آپ بتا دیں میں اُسی وقت نوکرانی کو بلاؤں گی اور وہ کھانا تیار کر کے آپ کو بھیج دے گی۔ مَیں نے کہا بہن صاحبہ مجھے ایک تکلیف ہے اگر کہو تو مَیں اسے پیش کر دوں۔ کہنے لگی۔ فرمائیے کیا ہے؟ مَیں نے کہا کہ آپ اس بات کو محسوس کر رہی ہیں کہ آپ کے میاں احمدیت میں کیوں شامل ہو گئے کیونکہ یہ سچی چیز نہیں ہے۔ اور ہم اس پر حیران ہیں کہ آپ اہلحدیث ہو کر احمدیت سے باہر کیوں ہیں۔ کیونکہ ہم بھی احمدیت میں داخل ہونے سے پہلے اہلحدیث ہی تھے اور ان میں سے تھے کہ ہمارے ساتھی جو مولوی ثناء اللہ صاحب کے استاد تھے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے پڑھتے رہے ہیں۔ ان کے استاد کے وہ ساتھی تھے۔ تو ہمیں یہ سمجھ ہے کہ اہلحدیث ہونے کی وجہ سے تو آپ نے سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ کہنے لگی آپ کو کیسے سمجھ آ گئی؟ مَیں نے کہا آپ کو احمدیت پر اعتراض ہوں گے؟ کہنے لگی بہت سے۔ میں نے کہا جو بہت سے ہیں ان میں کچھ بڑے ہوں گے اور کچھ چھوٹے ہوں گے کہ سارے ایک ہی سائز کے ہیں؟ کہنے لگی دونوں قسم کے ہیں۔ میں نے کہا جو سب سے بڑا ہے پہلے وہ ہمیں بتائیں تا کہ ہم اس پر غور کریں۔ اور اگر وہ واقعی اعتراض جائز ہوا تو ہم فوراً اس پر غور کریں گے۔ ہم نے جہنم میں جانے کی قسم تو نہیں کھائی ہوئی۔

کہنے لگی مجھے بڑے بڑے دو اعتراض ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ مرزا صاحب کا مباہلہ ہوا اور مرزا صاحب فوت ہو گئے اور مولوی صاحب ابھی تک موجود ہیں۔

دوسرا مرزا صاحب نے کہا تھا کہ محمدی بیگم میرے نکاح میں آئے گی مگر وہ پہلے ہی فوت ہو گئے اور وہ ان کے نکاح میں بھی نہیں آئی بلکہ کسی اور کی بیوی بنی۔ اس لئے ہم کیسے مان لیں کہ مرزا صاحب سچے ہیں۔ کیونکہ مباہلہ میں فیصلہ ہو گیا اور مرزا صاحب کی پیشگوئی غلط نکلی۔ معلوم ہوا کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں تھے۔

میں نے کہا بہن صاحبہ معاف کرنا یہ تو دونوں پیشگوئیاں ایسے طریق پر پوری ہوئی ہیں کہ ہمارے ایمان تازہ کر گئی ہیں۔ انہی کی وجہ سے تو ہم احمدی ہوئے ہیں۔ کہنے لگی یہ کیسے ہوا مرزا صاحب تو مباہلے کے نتیجہ میں فوت ہو گئے اور محمدی بیگم ان کے نکاح میں نہیں آئی تو آپ کا ایمان تازہ کیسے ہو گیا۔

مَیں نے کہا آپ کو صحیح نہیں بتایا گیا۔ آپ نے پہلا اعتراض مولوی ثناء اللہ صاحب کے مباہلہ کے بارے میں کیا ہے۔ ہم ان کے استاد کے خوب واقف ہیں جن کے یہ شاگرد رہے ہیں اور وہ مولوی محمد حسین بٹالوی تھے۔ مَیں نے بھی بسم اللہ انہی سے پڑھی تھی۔ اس لئے ہم مولوی صاحب کو بہت بہتر جانتے ہیں۔ ایسا مباہلہ تو ہوا ہی نہیں اور نہ کسی نے کیا ہے۔ وہ تو دعائے مباہلہ ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ آؤ خدا سے فیصلہ کروا لیتے ہیں اور دعا لکھ کر مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھجوائی کہ اسی کے نیچے جو تمہارا خیال ہے اس کی منظوری کا یا نامنظوری کا وہ لکھ دو اور اپنے اخبار میں شائع کروا دو۔ مولوی صاحب کو جب یہ چٹھی پہنچی جو مباہلہ کے لئے تھی تو انہوں نے اسے پڑھ کر اپنے ہی اخبار اہلحدیث میں جواب دیا۔ پہلے وہ ساری دعا درج کی اور اس کے نیچے لکھ دیا کہ یہ جو شیطان کی آنت سے بھی لمبی دعا ہے یہ مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اسے منظور کر سکتا ہے۔ مَیں نے کہا بہن صاحبہ ذرا اسے سمجھیں۔ وہ حیران ہو کہ کہنے لگی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ کہاں لکھا تھا؟ میں نے کہا جہاں سے آپ نے دعا پڑھی ہے وہ آپ کو معلوم ہے؟ کہنے لگی وہ تو اب بہت پرانی بات ہے وہ اخبار ضائع ہو گیا۔ میں نے کہا آپ نے پھر ساری نہیں پڑھی۔ انہوں نے لکھا تھا کہ مجھے یہ مباہلہ منظور نہیں ہے اور نہ کوئی دانا اسے منظور کر سکتا ہے۔ کہنے لگی کہ اگر آپ یہ کہیں سے مجھے دکھا دیں تو میں یہ سمجھوں گی کہ واقعتاً مولوی صاحب زیادتی کرتے رہے ہیں۔

اگلے دن قربانی کی عید تھی۔ مَیں نے اپنے پاس یہ سارے ریکارڈ رکھے ہوتے تھے۔ مَیں نے فوراً اہلحدیث والا اخبار نکال کر اسے دکھایا اور کہا بہن صاحبہ اسے خود پڑھ لیں۔ جب اس نے خود پڑھا تو اس کے پاؤں سے زمین نکل گئی۔ کہنے لگی کہ وہ تو کہتے تھے کہ میں نے مباہلہ کیا اور یہاں کہتے ہیں کہ اسے تو کوئی منظور ہی نہیں کر سکتا اور یہ تمہاری دعا مجھے منظور ہی نہیں۔ وہ تو نامنظور کر چکے ہیں۔ وہ اخبار پڑھ کر مجھے اس نے واپس کر دیا۔ کہنے لگی اچھا اسے چھوڑیں۔ مَیں نے کہا اسے کہاں چھوڑیں۔ آیا میری بات سچی نکلی یا آپ کا خیال سچا نکلا۔ کہنے لگی نہیں آپ کی بات سچی نکلی۔ مَیں نے کہا بہت اچھا۔

دوسرا اعتراض کہ محمدی بیگم کی شادی مرزا صاحب سے نہیں ہوئی مرزا صاحب کوئی کنوارے نہیں تھے۔ ان کی شادی بڑے بزرگ خاندان میں دہلی میں ہوئی ہوئی تھی۔ مرزا صاحب کو نہ مزید شادی کی ضرورت تھی اور نہ وہ چاہتے تھے۔ انہوں نے یعنی لڑکی کے باپ نے آپ سے نشان طلب کیا تھا کہ اگر آپ کا دعویٰ سچا ہے تو کوئی نشان دکھائیں۔ اس پر مرزا صاحب نے اپنے خدا کے حضور دعا کی تو آپ کو یہ الہام ہوا کہ ان سے رشتہ کا مطالبہ کرو۔ مرزا صاحب نے انہیں لکھا کہ دیکھو نشان اگر آپ اپنی لڑکی محمدی بیگم کا مجھ سے نکاح کر دیں تو آپ کا گھر برکتوں سے بھر جائے گا اور اگر آپ نے کسی اور جگہ اسکا نکاح کیا تو آپ بہت جلد مر جائیں گے اور آپ کے گھر پر بہت تباہی آئے گی۔ اور جہاں آپ اس کی شادی کریں گے اگر وہ بھی میری مخالفت کرے گا تو وہ بھی تین سال کے اندر اندر مر جائے گا۔ یہی آپ کے لئے نشان ہے۔ یا تو میرے ساتھ نکاح کر کے رحمت خرید لو یا پھر دوسری جگہ نکاح کر کے خدا کا غضب خرید لو۔ بعد میں ہوا کیا کہ جس وقت یہ مطالبہ کیا گیا اس وقت لڑکی کی عمر نو اور دس سال کے درمیان تھی۔ آپ خود سمجھ سکتی ہیں کہ اس عمر میں نہ لڑکی جوان ہوتی ہے اور نہ کوئی خوبصورتی ہوتی ہے اور نہ مرزا صاحب کو شادی کی ہی ضرورت تھی۔ تو پھر یہ مطالبہ کیسا؟ یہ محض ایک نشان کے طور پر بات تھی۔ اب یہ نشان کسی طرح ظاہر ہوا۔ اس لڑکی کے والد نے جب اس کی عمر پندرہ یا سولہ سال کی ہوئی تو انہوں نے مرزا سلطان محمد سے نکاح کر دیا۔ اب جبکہ دوسری جگہ نکاح کر دیا تو کیا نشان ملنا چاہیے تھا؟ کہنے لگی کہ نکاح کرنے کے بعد لڑکی کے باپ کو مر جانا چاہئے تھا۔ میں نے کہا تین ماہ اور اکیس دن کے بعد اس کا باپ مر گیا تھا۔ اور اس کی بیوی جو اس لڑکی کی ماں تھی گویا احمد بیگ کی بیوی اس کا لڑکا محمد بیگ اور محمد بیگ کا لڑکا محمود بیگ اور محمدی بیگم کی بہن یہ سب کل گیارہ افراد تھے سب کے سب احمدی ہو گئے۔ تو جو کچھ مرزا صاحب نے کہا تھا وہ سچ نکلا یا نہیں۔

دوسری بات اس پیشگوئی کے متعلق بھی ایک پیشگوئی تھی کہ یہ اس قسم کی پیشگوئی ہے کہ

یَمُوْتُ وَیَبْقٰی مِنْہُ کِلَابٌ مُتَعَدِّدَۃٌ

کہ اس بات پر لوگ کتوں کی طرح بھونکتے رہیں گے۔ اب ہم جہاں بھی جاتے ہیں اکثر جگہوں پر یہی لوگ کہتے ہیں کہ محمدی بیگم نکاح میں نہیں آئی تھی۔ جدھر جاؤ یہی سوال سنتے ہیں اور وہی پیشگوئی بار بار پوری ہو رہی ہے۔ اور بھی ہزاروں پیشگوئیاں ہیں لیکن ان سب کو چھوڑ کر اسی کو بار بار پیش کرتے ہیں۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے تو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ ایسا ہی ہوگا۔

وہ تو بیچاری یہ باتیں سن کے حیران ہو گئی۔ مَیں نے کہا جن کے متعلق پیشگوئی تھی اور جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کا سامان کرنا تھا ان سب کو تو ہدایت ہو گئی۔ وہ سارے احمدی ہو گئے اور اردگرد کے لوگ جن کا نہ محمدی بیگم سے کوئی تعلق، نہ ان کی بہن سے تعلق، وہ ہی ان اعتراضوں میں کوشاں ہیں۔ وہ لڑکی ہنس پڑی۔ کہنے لگی مولوی صاحب آپ نے تو یہ سب کچھ سنا کر حیران کر دیا اور یہی دو اعتراض مجھے ہمیشہ کھٹکتے رہتے تھے۔ اور بھی چھوٹے چھوٹے کچھ اعتراضات ہیں۔ اور جہاں یہ دو بڑے اعتراض درست نہیں تھے تو پتہ چلا کہ چھوٹے چھوٹے اعتراضات بھی ویسے ہی ہوں گے۔ میں نے کہا بہن صاحبہ کوئی اور بھی اعتراض ہے تو میری طرف سے اجازت ہے۔ آپ خوشی سے بیان کریں۔ اور اب اگر ہم یہ نشان دیکھ کر احمدی ہو گئے ہیں تو مجھے آپ بتائیں ہم نے کیا بُرا کیا ہے؟ خاموش ہو گئی۔

میں نے جلدی سے بیعت فارم نکالا اور کہا کہ بہن صاحبہ یہ شرائط ہیں جو مرزا صاحب نے بیعت کے وقت ہم سے لی تھیں۔ مہربانی کر کے ذرا انہیں پڑھ لیں۔ اس نے وہ دس شرائط پڑھیں۔ میں نے کہا ان پر کوئی آپ کو اعتراض ہے۔ کہنے لگی کہ جو اسلام کا خلاصہ ہے اس پر میں کیسے اعتراض کر سکتی ہوں۔ مَیں نے کہا اچھا پھر ان سب کو ایک دفعہ دوبارہ پڑھو۔ پھر اس نے پڑھا۔ میں نے کہا شاید اب پڑھ کر کوئی اعتراض ذہن میں آیا ہو؟ کہنے لگی: نہیں۔ اس میں اعتراض والی بات ہے ہی کوئی نہیں۔ میں نے کہا اب اس فارم کے دوسری طرف پلٹ کر دیکھیں کہ بیعت کے الفاظ کیا ہیں؟ اس نے وہ بھی پڑھے۔ مَیں نے کہا کیا اب بھی کوئی اعتراض ہے؟ کہنے لگی نہیں۔ کوئی اعتراض والی بات نہیں ہے۔ مَیں نے کہا تو پھر ہم نے جو بیعت کر لی تو اچھا کیا یا بُرا کیا؟ کہنے لگی اچھا کیا۔ میں نے کہا کہ ہم نے قرآن پاک اور حدیث کے ماتحت اللہ اور اس کے رسول سے ڈرتے ہوئے جب بیعت کر لی ہے تو آپ کو کیوں انکار ہے۔ کہنے لگی نہیں اب تو مجھے کوئی انکار نہیں ہے میں نے کہا پھر تم یہ فارم پُر کرو۔ وہ فوراً قلم لے آئی اور انگریزی میں فارم پُر کر دیا۔ میں نے کہا اب اس کا جواب آپ کو قادیان سے آئے گا۔ آپ کو بہن صاحبہ بہت بہت مبارک ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر بہت بڑا رحم کر دیا ہے۔ کہنے لگی مولوی صاحب میں آپ کا بڑا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ اگر آپ نہ آتے اور یہ ساری باتیں نہ سناتے تو میں تو ساری زندگی کٹر اہلحدیث ہی رہتی۔ میں نے کہا کہ میں نے آپ کو پہلے بتایا تھا کہ ہم بھی کٹر اہلحدیثوں میں سے ہی احمدی ہوئے تھے۔ اور اسی وجہ سے ہی اسے زیادہ توجہ پیدا ہو گئی تھی۔ بہرحال وہ ایک بڑے گلاس میں گرم دودھ لے آئی مَیں نے کہا مجھے آدھا گلاس ہی دینا۔ خیر وہ آدھا گلاس دودھ لے آئی۔ اور کہنے لگی باقی آدھا مَیں خود ہی پی لیتی ہوں۔ اس طرح میرا قریباً دو گھنٹہ وقت اس پر خرچ ہوا۔ آدھا گھنٹہ پہلے چُپ رہا اور بعد میں آدھا گھنٹہ چُپ رہنے کا مل گیا۔ کچھ اور بھی باتیں اسے سنائیں۔

تین گھنٹہ کے بعد انسپکٹر صاحب پھونکیں مارتے آ گئے۔ چونکہ گرمی بہت زیادہ تھی اور بہت پسینہ بھی آیا ہوا تھا۔ خیر پہنچ گئے اور کہنے لگے کہ جب میں یہاں سے روانہ ہو چکا تھا تو مجھے راستہ میں خیال آیا اور بڑی ذہنی کوفت بھی ہوئی کہ کیوں نہ مَیں آتے وقت مولوی صاحب سے کہہ آیا کہ میرے گھر والوں کو کوئی بات سمجھائیں۔ مَیں نے کہا آپ کی موجودگی میں تو اُن سے باتیں کر سکتا ہوں مگر آپ کی عدم موجودگی میں تو بات آپ کی بیوی سے نہیں کر سکتا۔ آپ ایسا کریں کہ یہ بیعت فارم آپ لے جائیں اور اسے کہیں کہ وہ اسے پڑھے۔ کہنے لگا وہ تو الفضل اخبار نہیں پڑھتی یہ کیسے پڑھے گی۔ میں نے کہا اگر نہیں پڑھتی تو اس کی مرضی۔ یہ میری طرف سے فارم دیں اور کہیں کہ مولوی صاحب نے یہ کاغذ دیا ہے آپ اسے ذرا پڑھ لیں۔ میں نے وہ فارم اسے کھول کر دیا۔ وہ دیکھ کر کہنے لگے یہ کیا بات ہے؟ اس پر دستخط تو میری بیوی کے ہیں۔ مَیں نے پھر کہا کہ کن کے ہیں؟ ’یہ تو میری بیوی کے ہیں‘۔ وہ فارم لے کر اندر چلے گئے اور اپنی بیوی سے پوچھا کہ یہ دستخط آپ نے بیعت فارم پر کئے ہیں؟ کہنے لگی ہاں۔ کہنے لگا اب کیسے کر دیئے؟ آپ تو الفضل اخبار کو ہاتھ تک نہیں لگایا کرتی تھیں مَیں کہتا تھا اسے پڑھ لو تو کہتی تھیں کہ آپ کی بیوی ہوں آپ کی ہر طرح خدمت گزار ہوں مگر مذہب کے معاملہ میں آپ نے دخل نہیں دینا۔ اب کیا اچانک ہوا؟ کہنے لگی میرے جو اعتراضات احمدیت پر تھے وہ مولوی صاحب نے حل کر دیئے اور مجھے ان کی سمجھ آ گئی۔ اس لئے مَیں نے بیعت کر لی۔ ان کے میاں میرے پاس بہت ہی خوشی میں آئے اور کہنے لگے کہ میری تو زندگی سنور گئی آپ کی اس محنت سے۔ اور مَیں سمجھ رہا ہوں کہ میری تو آج شادی ہوئی ہے۔ میں نے کہا بہت اچھا ہم بھی کل آپ کا ولیمہ کھا کر ہی جائیں گے۔ انہوں نے اگلے دن ولیمہ ہی بنایا۔ یعنی زردہ پلاؤ اور فرنی غرضیکہ بہت خدمت کر کے مجھے واپس بھیجا۔

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت میاں پیر محمد صاحبؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 16 اپریل 2012ء میں مکرمہ ف۔فاروق صاحبہ کے قلم سے اُن کے پڑدادا حضرت میاں پیر محمد صاحبؓ کے حالات زندگی شامل اشاعت ہیں۔قبل ازیں 23 مئی 2008ء کے شمارہ کے ’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ میں بھی آپؓ کا ذکرخیر کیا جاچکا ہے۔

حضرت میاں پیر محمد صاحبؓ نے 1898ء میں قادیان جاکر حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ 1903ء میں آپ نے دوبارہ اپنے والد حضرت میاں امام الدین صاحبؓ اور دو بھائیوں حضرت میاں نور محمد صاحبؓ اور حضرت میاں محمد اسحٰق صاحبؓ کے ساتھ قادیان جاکر بیعت کی جس کا ذکر اخبار البدر 3 جولائی 1903ء میں ہوا۔

حضرت میاں امام الدین صاحبؓ قریباً 1840ء میں پیدا ہوئے۔ پیر کوٹ ثانی ضلع حافظ آباد کے رہائشی تھے۔ 1904ء میں آپ کی وفات ہوئی اور پیر کوٹ کے قبرستان میں تدفین ہوئی۔ آپ بدرسوم اور بدعات کے سخت مخالف تھے۔ اپنے علاقہ میں بڑے باعزت، پُروقار اور دیانت دار بزرگ مشہور تھے۔لوگ اپنی امانتیں اکثر آپ کے پاس رکھواتے تھے۔ بے حد جفاکش اور محنتی تھے۔ بیعت کرنے کے بعد جلد ہی آپ کی وفات ہوگئی تھی۔

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ سے روایت ہے کہ مَیں ایک مرتبہ پیر کوٹ گیا، بھرپور جوان اور طاقتور تھا۔ مَیں نے علاقہ کے نوجوانوں سے کلائی پکڑنے کا مقابلہ کیا۔ ایک ایک کرکے سارے نوجوان یہ مقابلہ ہارتے گئے۔ ایک خاموش طبع نوجوان یہ سارا منظر چپ کرکے دیکھتے رہے انہوں نے محسوس کیا کہ علاقہ کی عزت کا سوال ہے۔ چنانچہ وہ اٹھے اور میرے ساتھ کلائی پکڑنے کا مقابلہ کیا۔ مَیں ان سے اپنی کلائی نہ چھڑوا سکا۔ یہ نوجوان حضرت میاں امام الدین صاحبؓ تھے۔

حضرت میاں پیر محمد صاحبؓ قریباً 1889ء میں پیدا ہوئے۔ بنیادی طور پر آپ ناخواندہ تھے۔ حضرت مولانا راجیکی صاحبؓ کے خسر حضرت مولوی جلال الدین صاحب سے قرآن کریم ناظرہ پڑھا اور چند الفاظ اردو کے سیکھے۔ بعد میں اس استعداد کو اتنا بڑھالیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ رواں کرنے لگ گئے۔ اسی مطالعہ کی برکت سے بہت اچھی اور لمبی تقریریں بھی کرلیتے اور عیسائی پادریوں سے بے دھڑک مناظرہ کرلیتے۔ نمازوں کے بے حد پابند اور تہجد گزار تھے۔ خدا تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری اور الحاح سے اپنی مناجات کو پیش کرتے۔

حضرت میاں پیر محمد صاحبؓ کاشتکاری کرتے تھے۔ اکثر نفل ادا کرکے کھیتوں میں جاتے۔ اپنی اولاد کو بھی عبادت اور دعا کی تلقین کرتے اور ان کی نیک تربیت کی۔ آپ کے ایک بیٹے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میاں جی نے مجھے کھیتوں میں ہل چلانے کے لئے بھیجا اور تاکید کی کہ کام شروع کرنے سے قبل نفل ضرور ادا کرلینا۔ مَیں نے نفل ادا کئے بغیر کام شروع کیا تو ہل ٹوٹ گیا۔ یوں ذکرالٰہی کی برکت میرے دل میں جاگزیں ہوئی۔

حضرت میاں صاحبؓ کے پاس صرف چار پانچ ایکڑ زمین تھی لیکن ذکرالٰہی کی برکت سے اسی پر تین خاندانوں کی گزر بسر ہوتی تھی۔ باقی کاشتکار آپؓ کی اچھی فصل دیکھ کر حیران ہوتے تھے۔ آپؓ بہت پُرحکمت اور دانا تھے۔ کسی میں کوئی برائی دیکھ کر منع کرنے کی بجائے فلسفہ کے رنگ میں اُس بری بات کے نقصانات بیان کرتے۔

آپؓ بہت نڈر اور پُرجوش داعی الی اللہ تھے۔ دُور دُور کے علاقوں میں جاکر تبلیغ کرتے۔ ایک مرتبہ مخالفین نے آپؓ کو اس قدر مارا کہ آپ بیہوش ہوگئے وہ آپ کو ایک تالاب کے کنارے پھینک کر چلے گئے۔ جب آپؓ کو ہوش آیا تو واپس اپنے گاؤں آنے کی بجائے دوبارہ انہی مخالفین کی طرف تبلیغ کرنے کے لئے چل دیئے اور ذرا خوف محسوس نہ کیا۔ آپ صاحبِ کشف والہام تھے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات ہوئی تو آپؓ تک ابھی یہ خبر نہ پہنچی تھی کہ آپ نے اہل خانہ کو بتایا کہ رات کو دعا کرتے ہوئے میری زبان پر یہ الفاظ نازل ہوئے کہ ’’یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ‘‘۔ اور ساتھ ہی میرے دل میں یہ ڈالا گیا ہے کہ داؤد سے مراد حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ہیں۔ اور اس کے ساتھ یہی منظر دیکھ رہا ہوں کہ خلافت کا انتخاب ہورہا ہے اور حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفہ بن رہے ہیں۔

یہ ایک حیرت انگیز واقعہ اس لئے بھی ہے کیونکہ مذکورہ بالا الہام حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ کو بھی ہوا تھا۔

پیر کوٹ کے ایک رہائشی ملک عطاء اللہ نے احمدیہ مسجد کے سامنے اپنا گھر تعمیر کروانے کی غرض سے کچّی اینٹیں اتروائیں۔ جب آپؓ نماز کے لئے تشریف لائے تو اُن سے کہا کہ عطاء اللہ! مَیں نے خواب میں یہاں پکّے مکان تعمیر شدہ دیکھے ہیں اور تم نے کچّی اینٹیں اتروائی ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ میاں جی! میری تو اتنی استطاعت ہی نہیں۔ بہرحال وہ بتاتے ہیں کہ خداتعالیٰ نے ایسے سامان مہیا فرمائے کہ میرا مکان پکّی اینٹوں اور سیمنٹ سے تعمیر ہوا۔ یوں خداتعالیٰ نے آپؓ کی خواب کو سچ کردکھایا۔

حضرت میاں صاحبؓ کے بیٹے مکرم محمد عبداللہ صاحب پیر کوٹی واقف زندگی ایک مقدمہ میں دیگر واقفین زندگی کے ساتھ گرفتار ہوئے۔ وہاں ایک غیر از جماعت منشی نے آپؓ سے اپنے لئے اولاد نرینہ کی دعا کی درخواست کروائی۔ چنانچہ آپؓ کی دعا نے شرفِ قبولیت پایا اور اُس منشی کو اولاد نرینہ عطا فرمائی۔

اسی طرح آپ کے چھوٹے بیٹے مکرم مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی جب مدرسہ احمدیہ میں زیرتعلیم تھے تو امتحان میں ایک لازمی مضمون کا پرچہ ایسا ہوا کہ کامیابی کی کوئی امید نہ رہی اور اس لازمی مضمون میں ناکامی کا نتیجہ سارے امتحان میں فیل ہوجانا تھا۔ چنانچہ وہ مایوس ہوکر آپؓ کے پاس آئے اور بتایا کہ مَیں کل کا پرچہ دینے نہیں جاؤں گا اور ساتھ ہی اس کی وجہ بتائی۔ آپؓ نے ان سے کہا کہ میں دعا کروں گا تم پرچہ دینے ضرور جانا۔ پھر آپؓ نے ان کی کامیابی کے لئے دعائیں شروع کردیں۔ جب نتیجہ نکلا تو اُن کے اُس پرچہ میں 52 نمبر تھے جبکہ دراصل اُن کے حاصل کردہ نمبر 25 تھے اور پرچے میں وہ فیل تھے۔ لیکن ممتحن نے نمبروں کا ٹوٹل کرنے میں غلطی کی تھی اور یوں آپ امتحان میں کامیاب قرار پائے تھے۔

بچوں کی تربیت کی غرض سے آپؓ نے ایک مکان قادیان میں بھی خریدا۔ آپ بے حد متوکّل انسان تھے۔ خداتعالیٰ نے آپ کو تین بیٹوں اور پانچ بیٹیوں سے نوازا۔ اپنے والد کی وفات کے بعد اپنے بہن بھائیوں کی ذمہ داری بھی آپؓ پر تھی۔ لیکن کبھی بھی اپنی مشکلات کا کسی سے ذکر نہ کرتے بلکہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کے آستانے پر جھکے اور اس رحیم وکریم خدا نے بھی کبھی آپ کو تنہا نہیں چھوڑا۔

آپ کی نسل میں بہت سے افراد وقف زندگی اور وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہیں۔ آپؓ کے سب سے بڑے بیٹے میاں محمد اسماعیل صاحب پیر کوٹی بہت نیک اور متقی انسان تھے۔ نمازوں کے پابند اور تہجد گزار تھے۔ کثرت سے تلاوت قرآن کریم اور مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود کرتے۔ بڑھاپے میں ضعف کے باوجود مسجد میں جاکر نمازیں ادا کرتے۔ بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں۔ دوسرے بیٹے مولوی محمد عبداللہ صاحب پیر کوٹی (واقف زندگی) تھے۔ آپ بھی نہایت متقی اور عبادت گزار تھے۔ تمام زندگی جماعتی خدمات میں گزری۔ آپ بھی بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں۔ آپ کے تیسرے بیٹے مولوی سلطان احمد پیر کوٹی بھی بفضلِ خدا واقف زندگی تھے۔ تمام زندگی دین کی خدمت میں گزاری۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زودنویس رہے۔ نائب ایڈیٹر الفضل بھی رہے۔ متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔ آپ بھی بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔

حضرت میاں پیر محمد صاحبؓ کی وفات 7 نومبر 1972ء کو ربوہ میں ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بوجہ موصی ہونے کے تدفین بہشتی مقبرہ میں عمل میں آئی۔

...❁...❁...❁...

مکرم ناصر احمد صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 16 مئی 2012ء کی ایک خبر کے مطابق دیرینہ خادم سلسلہ مکرم ناصر احمد صاحب ابن مکرم میاں چراغ دین صاحب سابق محاسب و افسر پراویڈنٹ فنڈ مورخہ 13 مئی 2012ء کو بعمر 74 سال طویل علالت کے بعد وفات پاگئے۔ آپ 2008ء سے کمر کے مہرے میں تکلیف کی وجہ سے جسم کا نچلا حصہ مفلوج ہوجانے کے باعث صاحب فراش تھے۔ بوجہ موصی ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

مرحوم کے خاندان کا تعلق سیکھواں ضلع گورداسپور انڈیا سے ہے۔ اگرچہ آپ کے دادا حضرت میاں الٰہی بخش صاحب سیکھوانیؓ کا ذکر جلسہ سالانہ 1892ء میں شاملین کی فہرست میں 204 نمبر پر ’’میاں الٰہیا چوکیدار سیکھواں ضلع گورداسپورہ‘‘ کے نام سے درج ہے۔ یہ فہرست حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیف ’’آئینہ کمالات اسلام‘‘ میں شامل اشاعت ہے۔ تاہم مرحوم کے والد مکرم میاں چراغ دین صاحب نے 1908ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی توفیق پائی اور بعدازاں سیکھواں سے قادیان منتقل ہوگئے۔

مکرم ناصر احمد صاحب 9/اگست 1938ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم قادیان سے حاصل کی اور پھر تعلیم الاسلام ہائی سکول چنیوٹ سے میٹرک پاس کیا۔ آپ نے BA تک تعلیم حاصل کی۔ آپ کو 16 جون 1956ء سے صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں مختلف حیثیتوں سے کئی شعبوں میں کام کرنے کا موقع ملا۔ ابتدائی تقرری سے 1973ء تک دفتر خزانہ میں بطور کارکن کام کرتے رہے۔ پھر دفتر وصیت میں بطور اسسٹنٹ سیکرٹری مجلس کارپرداز کام کیا۔ 1990ء میں ان کا تقرر بطور نائب آڈیٹر ہوا اور پھر 1993ء سے 2008ء تک بطور محاسب و افسر پراویڈنٹ فنڈ خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ اس کے علاوہ لمبا عرصہ تک بطور ناظم تنقیح حسابات دفتر جلسہ سالانہ بھی خدمت بجالائے۔ گویا نصف صدی سے زائد عرصہ تک خدمات سرانجام دینے کی توفیق پائی۔ 2000ء میں مرحوم کو بطور نمائندہ صدر انجمن احمدیہ جلسہ سالانہ یُوکے اور جرمنی میں شمولیت کا بھی موقع ملا۔

مرحوم بہت سی خوبیوں اور عمدہ اوصاف کے مالک تھے۔ آپ بہت ہی منکسرالمزاج، ہنس مکھ طبیعت، خوش مزاج، وفاشعار اور بے لوث خدمات بجالانے والے تھے۔ بہت مہمان نواز اپنے ماتحتوں اور اپنے ساتھ کام کرنے والوں کے ساتھ بڑے پیار، محبت وشفقت اور ہمدردی کے ساتھ پیش آتے تھے۔ دوسروں کے کام آتے اور ان کے ساتھ بھرپور تعاون کرتے۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار اور دعا گو شخص تھے۔ مالی قربانی میں ہمیشہ آگے رہتے۔ اپنی زندگی میں ہی اپنی جائیداد کی تشخیص کرواکر حصہ جائیداد ادا کردیا تھا۔ آپ کی یادداشت اور حافظہ بہت اعلیٰ تھا۔ متعدّد بچوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھایا۔ خلافت کے ساتھ مرحوم کا بے پناہ محبت وعقیدت کا تعلق تھا۔ اسی طرح اپنے بیوی بچوں اور عزیز واقارب کے ساتھ بہت پیار، محبت اور شفقت کا سلوک تھا۔

مرحوم کی شادی 1971ء میں مکرمہ صفیہ سبحان صاحبہ بنت مکرم منشی سبحان علی صاحب آف گورداسپور انڈیا کے ساتھ ہوئی جن کے بطن سے خداتعالیٰ نے آپ کو دو بیٹیوں سے نوازا۔

...❁...❁...❁...

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 5 مئی 2012ء میں مکرمہ اے آر بدر صاحبہ کی کہی گئی حمد باری تعالیٰ شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

جو بھی اُلفت کا تیری جام پیا کرتا ہے
سینکڑوں دار پہ مر مر کے جیا کرتا ہے
پنبۂ مرہمِ تسکین و وفائے دلبر
دل کو ہر درد سے ہر غم سے رِہا کرتا ہے
سوزش درد محبت کی وہ حدّت دے کر
دل سے کافور سبھی حرص و ہوا کرتا ہے
غیرممکن ہے کہ مانگے سے نہ دے وہ تجھ کو
وہ تو ایسا ہے کہ بِن مانگے عطا کرتا ہے
چشمِ دل کھول کہ ہر ذرّۂ عالم تجھ کو
اس کی جانب ہی اشارات کیا کرتا ہے
اُس کے والفضل کے در دیکھ کے گاؤں ہر پَل
کام میرے تو سبھی میرا خدا کرتا ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

January 26, 2018 – February 1, 2018

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday January 26, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 68-79.
00:35	Dars-e-Hadith
01:00	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 41.
01:30	Jamia Convocation Shahid 2014: Recorded on December 13, 2014.
02:25	In His Own Words
03:00	Spanish Service
03:35	Khazain-ul-Mahdi
04:00	Shotter Shondhane: Recorded on January 25, 2018.
06:00	Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 80-92.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 42.
07:00	Beacon Of Truth: Recorded on October 23, 2016.
08:00	Signs Of The Latter Days
09:00	Huzoor's Interview By LBC Radio: Recorded on November 8, 2014.
09:35	Noor-e-Mustafwi
10:00	In His Own Words
10:30	Food For Thought
11:05	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
11:35	Masjid-e-Aqsa Rabwah
12:00	Tilawat [R]
12:30	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
14:30	Live Shotter Shondhane
16:30	Friday Sermon [R]
17:40	Noor-e-Mustafwi [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat
18:30	Beacon Of Truth [R]
19:30	Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
20:00	Huzoor's Interview By LBC Radio [R]
20:35	Masjid-e-Aqsa Rabwah [R]
21:00	In His Own Words [R]
21:30	Signs Of The Latter Days [R]
22:30	Friday Sermon [R]
23:40	Noor-e-Mustafwi

Saturday January 27, 2018

00:00	World News
00:30	Tilawat
00:45	The Concept Of Bai'at
01:00	Yassarnal Qur'an
01:30	Huzoor's Interview By LBC Radio
02:05	Masjid-e-Aqsa Rabwah
02:30	In His Own Words
03:05	Beacon Of Truth
04:00	Friday Sermon
05:15	The Concept Of Bai'at
05:30	Deeni-o-Fiqahi Masail
06:00	Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 93-104.
06:15	Dars-e-Hadith
06:35	Al-Tarteel: Lesson no. 13.
07:10	Khazain-ul-Mahdi
07:40	Open Forum
08:10	International Jama'at News
09:00	Friday Sermon: Recorded on January 26, 2018.
10:10	Dua-e-Mustaja'ab
10:50	Indonesian Service
11:50	Tilawat [R]
12:05	Dars-e-Hadith [R]
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
13:30	Taqareer
14:00	Live Shotter Shondhane
16:10	Live Rah-e-Huda
17:45	Al-Tarteel [R]
18:20	World News
18:35	Tilawat
18:50	Khazain-ul-Mahdi [R]
19:20	Open Forum [R]
19:50	Ijtema Lajna Imaillah UK: Recorded on September 17, 2011.
21:05	International Jama'at News [R]
21:55	Dua-e-Mustaja'ab [R]
22:35	Friday Sermon [R]
23:40	Taqareer

Sunday January 28, 2018

00:10	World News
00:25	Tilawat
00:40	Dars-e-Hadith
01:00	Al-Tarteel
01:35	Ijtema Lajna Imaillah UK 2011
02:50	History Of Cordoba
03:15	Khazain-ul-Mahdi
03:45	Open Forum
04:15	Friday Sermon
05:35	Taqareer
06:00	Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 105-114.
06:15	Aao Husne Yar Ki Baatein Karein
06:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 42.
07:00	Rah-e-Huda: Recorded on January 27, 2018.
08:35	The Review Of Religions
09:05	Bustan-e-Waqfe Nau: Recorded on December 10, 2017.
10:10	In His Own Words
10:45	Homeopathy And Its Miracles
11:15	Indonesian Service
12:15	Tilawat [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on January 26, 2018.
14:00	Live Shotter Shondhane
16:10	Maidane Amal Ki Kahani
16:55	History Of Cordoba
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Story Time
19:00	Live Beacon Of Truth
20:00	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
21:05	In His Own Words [R]
21:40	Maidane Amal Ki Kahani [R]
22:25	Friday Sermon [R]
23:35	The Review Of Religions [R]

Monday January 29, 2018

00:05	World News
00:25	Tilawat
00:40	Aao Husne Yar Ki Baatein Karein
01:05	Yassarnal Qur'an
01:30	Bustan-e-Waqfe Nau
02:35	In His Own Words
03:10	Maidane Amal Ki Kahani
03:55	Friday Sermon
05:00	Husn-e-Biyan
05:35	The Review Of Religions
06:00	Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 115-123.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 13.
07:00	Rencontre Avec Les Francophones: Session no. 15. Recorded on December 15, 1997.
08:00	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
08:30	Nehru Zoological Park
09:00	Humanity First Conference: Recorded on January 24, 2015.
10:00	In His Own Words
10:30	Kids Time
11:00	Friday Sermon: Recorded on August 18, 2017.
12:00	Tilawat [R]
12:15	Dars-e-Hadith [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon [R]
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Humanity First Conference 2015 [R]
16:00	In His Own Words [R]
16:30	International Jama'at News
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Somali Service
19:20	Nehru Zoological Park [R]
19:50	The Review Of Religions
20:15	Humanity First Conference 2015 [R]
21:05	In His Own Words [R]
21:40	Signs Of The Latter Days
22:40	Rencontre Avec Les Francophones [R]
23:30	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]

Tuesday January 30, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Dars-e-Hadith
00:50	Al-Tarteel
01:30	Humanity First Conference 2015
02:25	In His Own Words
03:00	International Jama'at News
04:00	Rencontre Avec Les Francophones
05:00	Aao Urdu Seekhain
05:30	Nehru Zoological Park
06:00	Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 124-136.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 43.
07:00	Liqa Ma'al Arab: Session no. 187.
08:00	Story Time
08:20	Art Class
08:50	Bustan-e-Waqfe Nau: Recorded on December 10, 2017.
09:55	In His Own Words
10:30	Khazeena-e-Urdu
11:05	Indonesian Service
12:05	Tilawat [R]
12:20	Dars-e-Hadith [R]
12:35	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on January 26, 2018.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
16:15	Face2Face: Recorded on December 31, 2017.
17:15	Waqfe Aarzi
18:00	World News
18:20	Rah-e-Huda: Recorded on January 27, 2018.
20:00	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
21:00	In His Own Words [R]
21:40	Waqfe Aarzi [R]
22:20	Liqa Ma'al Arab [R]
23:20	Khazeena-e-Urdu [R]

Wednesday January 31, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Dars-e-Hadith
01:00	Yassarnal Qur'an
01:25	Bustan-e-Waqfe Nau
02:30	Khazeena-e-Urdu
03:00	Face2Face
04:10	Liqa Ma'al Arab
05:20	Waqfe Aarzi
06:00	Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 137-148.
06:25	Al-Tarteel: Lesson no. 13.
07:00	Question And Answer Session: Recorded on July 28, 1984.
08:00	Pakistan National Assembly 1974
09:00	Ijtema Khuddamul Ahmadiyya Germany: Recorded on September 18, 2011.
10:00	In His Own Words
10:30	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
11:00	Indonesian Service
12:00	Tilawat [R]
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on January 26, 2018.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Ijtema Khuddamul Ahmadiyya Germany 2011 [R]
16:00	In His Own Words [R]
16:30	Mosha'airah
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat
18:30	French Service: L'Islam En Questions
19:00	InfoMate
19:30	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
20:00	Ijtema Khuddamul Ahmadiyya Germany 2011 [R]
21:00	In His Own Words [R]
21:30	Mosha'airah [R]
22:30	Question And Answer Session [R]
23:30	InfoMate

Thursday February 1, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat
01:00	Al-Tarteel
01:30	Ijtema Khuddamul Ahmadiyya Germany 2011
02:30	In His Own Words
03:00	Pakistan National Assembly 1974
04:00	Question And Answer Session
04:55	History Of MTA In Mauritius
05:20	Mosha'airah
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 184-189.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 35.
06:55	Tarjamatul Qur'an Class: Recorded on March 12, 1996.
08:05	Face2Face
09:10	Huzoor's Tour Of New Zealand 2013
10:00	In His Own Words
10:35	Aao Kahani Sunein
11:20	Japanese Service
12:00	Tilawat [R]
12:15	Dars-e-Hadith [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on December 29, 2017.
14:00	Beacon Of Truth: Recorded on April 5, 2015.
15:05	Huzoor's Tour Of New Zealand 2013 [R]
15:55	In His Own Words
16:30	Persian Service
16:55	Seekers Of Treasure
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Live Arabic Service: Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:35	Friday Sermon [R]
21:40	Seekers Of Treasure [R]
22:20	Tarjamatul Qur'an Class [R]
23:30	The Casa Loma

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 25 | Friday 26 January 2018 | Issue No. 04

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل۔ مربیٔ سلسلہ

اس کالم میں الفضل انٹرنیشنل کو موصول ہونے والی جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغی و تربیتی مساعی پر مشتمل رپورٹس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

……………………

تنزانیہ (مشرقی افریقہ)

تنزانیہ کے ریجن شیانگا کے گاؤں کاسومیلا (Kasomela) میں ’مسجد نور‘ کا بابرکت افتتاح

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ مسلمہ تنزانیہ کو شیانگا ریجن کے گاؤں کاسومیلا (Kasomela) میں ایک نئی مسجد ’’مسجد نور‘‘ تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ اس مسجد کا مسقّف حصہ 50 x 45 فٹ ہے جس کے آگے برآمدہ بنایا گیا ہے۔ مسجد میں 180 نمازیوں کی گنجائش ہے۔

مکرم وسیم احمد خان صاحب ریجنل مبلغ موانزہ، شیانگا و سمیو ریجنز کی محررہ رپورٹ کے مطابق کاسومیلا گاؤں میں جماعت کا قیام 2015ء کے آخر اور 2016ء کے آغاز میں ہوا۔ اُس وقت 130 سے زائد لوگوں کو جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ یہ لوگ پچھلے کئی سالوں سے مسلمان تھے اور انہوں نے اپنی مدد آپ کے تحت ایک کچی مسجد بنائی ہوئی تھی۔ جب جماعت احمدیہ کے معلمین اس علاقے میں پہنچے تو لوگوں نے احمدیت کی تبلیغ سن کر جماعت میں شمولیت اختیار کر لی۔ احمدی ہونے کے بعد ان لوگوں کے ایک بوڑھے بزرگ مکرم ایدی صاحب نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے ایک موقع پر کہا کہ وہ 1993ء سے مسلمان تھے اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی مسلمان ہیں۔ ماہ اپریل میں شوریٰ کے لئے ’دارالسلام‘ بھی گیا اور جماعت کا مضبوط نظام دیکھ کر بہت متأثر ہوا۔ جماعت احمدیہ ہی سچا دین اسلام ہے اور ہم اس میں شامل ہیں۔

اپریل 2016ء میں پختہ مسجد کے لئے ایک پلاٹ گاؤں کے شروع میں ہی مرکزی سڑک پر خریدا گیا۔ اکتوبر 2016ء میں تعمیر شروع ہوئی اور دسمبر 2016ء میں مکمل ہوگئی۔ اس مسجد کا نام ’’مسجد نور‘‘ رکھا گیا جس کا خرچ برطانیہ میں مقیم ایک احمدی خاتون محترمہ بشریٰ صاحبہ نے ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی بہترین جزا دے۔

11 جولائی 2017ء کو مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب امیر جماعت احمدیہ تنزانیہ نے مسجد کا افتتاح کیا۔ مکرم امیر صاحب اپنے وفد کے ہمراہ سہ پہر 3 بجے کاسومیلا گاؤں پہنچے۔ کاسومیلا جماعت کے احمدی احباب نے محترم امیر صاحب اور آپ کے وفد کا پُرتپاک استقبال کیا۔ اس کے بعد آپ نے یادگاری تختی کی نقاب کشائی کی اور دعا کروائی۔

اس کے بعد افتتاحی تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعد ازاں صدر صاحب جماعت کاسومیلا نے بعض مہمانوں کا تعارف کروایا۔

تأثرات

گاؤں کے چیئرمین احمدی ہیں۔ انہوں نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ

☆… ’’احمدی ہونے کے بعد جو تبدیلی ہماری زندگیوں میں آئی ہے اسے دیکھتے ہوئے میری دعا ہے کہ سارا گاؤں احمدی ہو جائے۔‘‘

☆… کاسومیلا گاؤں کے پادری صاحب نے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہمیں چاہئے کہ ہم سب خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کریں کہ یہی سب سے بہتر ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے کا۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب تنزانیہ نے تقریر کی۔ آپ نے سورۃ البقرۃ کی پہلی پانچ آیات کی تلاوت اور ان آیات کا ترجمہ پیش کرنے کے بعد کہا کہ آپ لوگ جو بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہوئیں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب سے کیا چاہتا ہے؟ اور متقیوں کی کیا علامات ہیں؟ آپ نے متلوّ آیات کی روشنی میں متقیوں کی علامات بیان فرمائیں اور احباب جماعت کو نصائح کرتے ہوئے تلقین کی کہ وہ اب جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کے بعد اپنے آپ کو بدلنے کی کوشش کریں۔ اس مسجد کو آباد کریں تربیت کے لئے خود بھی آئیں اور اپنے بچوں کو بھی لائیں۔ علم حاصل کریں اور اچھے اور نیک احمدی اور ملک کے مفید شہری بنیں۔‘‘

آخر پر آپ نے دعا کروائی جس کے ساتھ یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ نماز عصر کے بعد احباب کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ پروگرام کی کل حاضری 170 رہی۔ الحمدللہ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ مسجد نمازیوں سے بھر جائے اور بہتوں کی ہدایت کا موجب بنے۔ آمین

… … … … … … …

بینن (مغربی افریقہ)

بینن کے ریجن لوکوسا کے گاؤں Kinkounkanme میں مسجد کا بابرکت افتتاح

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بینن کے ریجن لوکوسا کے گاؤں Kinkounkanme جو لوکوسا شہر سے تقریباً 12 کلومیٹر کی مسافت پر واقع ہے مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔

Kinkounkanme گاؤں میں جماعت احمدیہ کا نفوذ مکرم عارف محمود صاحب مبلغ سلسلہ اور کوفی محمد معلمِ سلسلہ کے ذریعہ 2014ء میں ہوا تھا۔ اس وقت جماعت میں داخل ہونے والے افراد عیسائیت اور مشرکین میں سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی طرف راغب ہوئے تھے۔

مکرم حافظ توصیف احمد صاحب مبلغ سلسلہ بینن کی مرسلہ رپورٹ کے مطابق مارچ 2017ء میں جماعت نے اس گاؤں میں مسجد بنانے کا فیصلہ کیا اور مسجد کی زمین کے لئے افراد جماعت سے رابطہ کیا۔ جس پر صدر صاحب جماعت نے زمین دینے کا فیصلہ کیا اور زمین جماعت کے نام کر دی۔

17؍ستمبر 2017ء بروز اتوار مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بینن اپنے وفد کے ہمراہ افتتاحی تقریب کے لئے تشریف لائے۔ گاؤں والوں کی طرف سے آپ کا نہایت پُرجوش استقبال کیا گیا۔

افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم مع فرنچ اور لوکل زبان میں ترجمہ کے ساتھ کیا گیا۔ بعد ازاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قصیدہ ’’یا عین فیض اللہ والعرفان‘‘ کے چند اشعار سنائے جانے کے بعد اُن کا فرنچ اور لوکل زبانوں میں ترجمہ پیش کیا گیا۔

مختلف جماعتوں کے صدران اور مہمانوں کے تأثرات کے بعد مکرم آدم نصیر صاحب مبلغِ سلسلہ نے مساجد کی اہمیت اور افادیت پر تقریر کی۔

اس موقع پر Communal Leader of Religion مسٹر Midjresso کو اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقع دیا گیا۔ انہوں نے مسجد کی تعمیر پر اپنی خوشی کا اظہار کیا اور ملک میں امن اور خدمتِ خلق کے حوالے سے جماعت کے کاموں کو سراہا۔

آخر پر مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر و مشنری انچارج بینن نے اختتامی تقریر میں اسلام کی پُرامن تعلیم کے بارہ میں بتایا کہ اسلام کی بنیاد اور اس کی تعلیمات کا مقصد معاشرے میں امن قائم کرنا ہے۔ اور نماز سے بھی ہمیں یہی پیغام ملتا ہے۔ نیز مسجد کی اہمیت اور اس کے آباد کرنے کے متعلق نصائح کیں۔ اپنی تقریر کے بعد آپ نے فیتا کاٹ کر دعا کے ساتھ مسجد کا افتتاح کیا۔ نمازِ ظہر کی ادائیگی کے بعد کھانا پیش کیا گیا۔ پروگرام کی کُل حاضری 438 رہی۔

قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ یہ مسجد نمازیوں سے آباد رہے اور اس مسجد کے ذریعہ سے جماعت احمدیہ کا پیغام دور دور تک پھیلے۔ آمین۔

بینن کے ریجن لوکوسا کے گاؤں Kinkounkanme میں احمدیہ مسجد کی ایک تصویر

… … … … … … …

فجی آئی لینڈ

جماعت احمدیہ فجی کی مختلف تبلیغی مساعی پر مشتمل رپورٹس کا خلاصہ

جماعت احمدیہ فجی کی تبلیغی سرگرمیوں میں روزافزوں وسعت آرہی ہے اور انہیں محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے لوگوں تک احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق مل رہی ہے۔

مکرم نعیم احمد اقبال مبلغ سلسلہ ناندی فجی نے اطلاع دی ہے کہ مورخہ 9؍ستمبر 2017ء کو ’سینگاٹوکا‘ شہر کے وسط میں جماعت احمدیہ مارو کو قرآن مجید کے مختلف زبانوں میں تراجم، جماعتی کتب اور جماعتی لٹریچر پر مشتمل نمائش لگانے کی توفیق ملی۔ مارو جماعت کے 5؍افراد نے بُک سٹال کے انتظامات کے لئے بھرپور تعاون کیا۔

اس روز بُک سٹال کے دوران تین تبلیغی نشستیں ہوئیں جن میں جماعت کے تعارف کے ساتھ ساتھ سوالات کے جوابات بھی دیئے گئے۔ نیز اس روز 850 کی تعداد میں پمفلٹس تقسیم کئے گئے۔

… … … … … … …

مکرم طارق احمد رشید صاحب مربی سلسلہ (ونوالیوو ریجن) نے بتایا ہے کہ 11 ستمبر 2017ء کو ایک دیہاتی علاقہ سینگاگا میں جماعت کو ایک تبلیغی بُک سٹال لگانے اور فلائرز تقسیم کرنے کا موقع ملا۔ اس علاقہ میں مسلمانوں کا بہت اثر و رسوخ ہے اس لئے لوگوں کی طرف سے اکثر یہ سوال کیا جاتا کہ احمدیوں اور دوسرے مسلمانوں میں کیا فرق ہے؟ لوگوں کو حقیقت آشکار کرنے کے بعد وہ مطمئن ہو جاتے اور اپنے لئے اور دوستوں کے لئے بھی جماعت کا لٹریچر حاصل کرتے۔ اس نظارہ کو دیکھ کر غیر احمدی مسلمان بھی سٹال پر آئے اور لٹریچر لے کر گئے۔ ایک غیر احمدی مسلمان مولوی سٹال کو دیکھ کر جس پُرمحبت

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں